

باسمہ تعالیٰ

اضافہ و اصلاح شدہ ایڈیشن

بسلسلہ: آدابُ المعاشرت

کھانے پینے کے آداب

مؤلف

مفتی محمد رضوان



ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

کھانے پینے کے آداب

کھانے پینے اور دعوتِ طعام کی اسلامی تعلیمات، ہدایات اور سنن
و آداب؛ کھانے پینے کے شرعی و طبی قواعد و ضوابط اور فوائد و منافع
مفاسد و مضرات؛ اور علمی و تحقیقی پہلوؤں پر مدلل بحث

مؤلف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

(جملہ حقوق بحق ادارہ غفران محفوظ ہیں)

نام کتاب: کھانے پینے کے آداب

مؤلف: مفتی محمد رضوان

طباعت اول: ربیع الآخر ۱۴۲۷ھ مئی 2007ء۔ طباعت سوم: جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ اپریل 2012ء

۲۲۰

صفحات:

ملنے کے پتے

کتب خانہ ادارہ غفران: چاہ سلطان، گلی نمبر 17، راولپنڈی۔ فون: 051-5507270

ادارہ اسلامیات: ۱۹۰، انارکلی، لاہور۔ فون: 042-37353255

کتب خانہ رشیدیہ: مدینہ کلا تھ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی۔ فون: 051-5771798

دارالاشاعت: اردو بازار، کراچی۔ فون: 021-32631861

مکتبہ سید احمد شہید: 10- الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 042-37228196

مکتبہ اسلامیہ: گامی اڈہ، امیٹ آباد۔ فون: 0992-340112

ادارہ اشاعت النیر: شاہین مارکیٹ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔ فون: 061-4514929

ادارۃ المعارف: دارالعلوم کراچی۔ فون: 021-35032020

مکتبہ سراجیہ: چوک سینٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا۔ فون: 048-3226559

مکتبہ سرحد: خیبر بازار، پشاور۔ فون: 091-2212535

ملت پبلیکیشنز بک شاپ: شاہ فیصل مسجد، اسلام آباد۔ فون: 051-2254111

ادارہ تالیفات اشرفیہ: چوک خوارہ، ملتان۔ فون: 061-4540513

مکتبہ الحارثی: نزد جامعہ امدادیہ، ستیانہ روڈ، فیصل آباد۔ فون: 041-8715856

کتب خانہ شمسیہ: نزد ایری گیشن مسجد، سریاب روڈ، کوئٹہ۔ فون: 0333-7827929

مکتبہ معارف القرآن، دارالعلوم کراچی۔ فون: 021-35123130

تاج کینی، لیاقت روڈ، گوالمنڈی، راولپنڈی۔ فون: 051-5774634

مکتبہ القرآن: گوردمندر، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی۔ فون: 021-34856701

مکتبہ الفرقان، اردو بازار، گوجرانوالہ۔ فون: 055-4212716

مکتبہ القرآن: رسول پلازہ، امین پورہ بازار، فیصل آباد۔ فون: 041-2601919

اسلامی کتب خانہ، پھولوں والی گلی، بلاک نمبر 1، سرگودھا۔ فون: 048-3712628

اسلامی کتب گھر: خیابان سرسید، سیکٹر 2، عظیم مارکیٹ، راولپنڈی۔ فون: 051-4830451

مکتبہ قاسمیہ، افضل مارکیٹ، 17، اردو بازار، لاہور۔ فون: 042-37232536

انجیل پبلیکیشن ہاؤس: اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی۔ فون: 051-5553248

قرآن محل، اقبال مارکیٹ، کمیٹی چوک، راولپنڈی۔ فون: 0321 0312-5123698

فہرست

صفحہ نمبر ﴿	مضامین ﴿	شمار نمبر ﴿
۱۲	تمہید (از مؤلف)	۱
۱۳	کھانے پینے کے آداب	۲
۱۵	کھانے کے آداب	۳
//	(۱)..... رزق اور غذا کی اہمیت	۴
۱۶	(۲)..... حلال کھانے پینے میں جائز و ناجائز نیت کا اثر	۵
۱۸	(۳)..... کھانے میں بوقتِ ضرورت اور بقدرِ ضرورت اصول کی اہمیت	۶
۱۹	(۴)..... حلال پاکیزہ و محنت والی غذا کی اہمیت اور ناجائز کا وبال	۷
۲۱	(۵)..... کھانے سے پہلے و بعد میں ہاتھ دھونے کی فضیلت	۸
۳۱	(۶)..... ہاتھ کہاں تک دھونا چاہئے؟	۹
//	(۷)..... ہاتھ دھو کر کپڑے سے خشک کرنا	۱۰
۳۲	(۸)..... ہاتھ دھونے میں دوسرے کی مدد حاصل کرنا	۱۱
//	(۹)..... پہلے جو ان ہاتھ دھوئیں یا بوڑھے؟	۱۲
۳۳	(۱۰)..... امیر مجلس یا سربراہ کا پہلے ہاتھ دھونا	۱۳
//	(۱۱)..... میزبان کو ہاتھ دھلانے کا بندوبست کرنا	۱۴
//	(۱۲)..... ہاتھ دھونے کے ساتھ کلی کرنے کی حیثیت	۱۵
۳۴	(۱۳)..... کھانے کا آغاز بڑے سے ہو یا چھوٹے سے؟	۱۶
۳۵	(۱۴)..... بازار، گزرگاہ اور ہوٹل وغیرہ میں کھانا پینا	۱۷

۳۷	(۱۵)..... بیٹھ کر کھانا اور بیٹھنے کی مسنون و مستحب ہیئت	۱۸
۴۴	(۱۶)..... ٹیک لگا کر کھانا اور ٹیک لگانے کی صورتیں	۱۹
۵۲	(۱۷)..... دسترخوان، کھانے اور کھانے والے کی سطح کا برابر ہونا	۲۰
۵۵	(۱۸)..... میز کرسی پر کھانا	۲۱
۵۶	(۱۹)..... جوتے اتار کر یا پہن کر کھانا؟	۲۲
۵۷	(۲۰)..... کھڑے ہو کر اور چلتے پھرتے کھانا پینا	۲۳
۶۲	(۲۱)..... سفر میں اور سوار ہونے کی حالت میں کھانا	۲۴
۶۳	(۲۲)..... کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا	۲۵
۶۶	(۲۳)..... لفظ بسم اللہ یا مکمل بسم اللہ پڑھنا	۲۶
۶۹	(۲۴)..... بسم اللہ و علیٰ بروکۃ اللہ کے الفاظ کی حیثیت	۲۷
۷۱	(۲۵)..... بسم اللہ کا حلال کھانے کے ساتھ خاص ہونا	۲۸
۷۲	(۲۶)..... مرد و عورت اور جنبی و حائضہ کے لئے بسم اللہ کا حکم	۲۹
//	(۲۷)..... اگر کھانے کے شروع میں بسم اللہ بھول جائے تو؟	۳۰
۷۳	(۲۸)..... جمع میں اونچی آواز سے بسم اللہ پڑھنا	۳۱
//	(۲۹)..... مہمانوں کو کھانے کی اجازت و اطلاع اور اس کا طریقہ	۳۲
//	(۳۰)..... دائیں ہاتھ سے کھانا	۳۳
۷۵	(۳۱)..... دونوں ہاتھوں سے الگ الگ کھانا پینا	۳۴
//	(۳۲)..... ہاتھ یا تھچے سے کھانا	۳۵
۷۶	(۳۳)..... لقمہ بنا کر یا چک مار کر کھانا	۳۶
۷۷	(۳۴)..... کھانا خوب چبا کر کھانا	۳۷
۷۸	(۳۵)..... دوسرا لقمہ پہلے لقمہ سے فارغ ہو کر لینا	۳۸

۷۸مناسب لقمہ لینا (۳۶)	۳۹
۷۹پوری انگلیوں کو کھانے میں سان لینا (۳۷)	۴۰
//تین یا زیادہ انگلیوں سے کھانا (۳۸)	۴۱
۸۰روٹی کو سالن میں خوب خڑ کر کے کھانا (۳۹)	۴۲
۸۱کھانے کی ابتداء و انتہاء نمک پر کرنے کی حیثیت (۴۰)	۴۳
۸۳دستر خوان کا صاف ستھرا ہونا (۴۱)	۴۴
//برتنوں کا صاف ستھرا ہونا (۴۲)	۴۵
//گری ہوئی چیز کو اٹھا کر صاف کر کے کھالینا (۴۳)	۴۶
۸۵کھانے کو ضائع ہونے سے بچانا اور ضائع کرنے کی صورتیں (۴۴)	۴۷
۸۷روٹی کے کسی حصے کو ضائع و خراب کر دینے سے بچنا (۴۵)	۴۸
//کھانے پینے کی چیز کا بقدرِ ضرورت حاصل کرنا (۴۶)	۴۹
//کھانے کے فضلات کو جمع کر کے رکھنا (۴۷)	۵۰
۸۸کھانے کی طرف توجہ رکھنا اور رنج و غم وغیرہ والی باتوں سے بچنا (۴۸)	۵۱
//کھانے کے دوران باتیں کرنے اور ہنسنے کی حیثیت (۴۹)	۵۲
//کھانے میں عیب لگانے اور بغرض اصلاح تنبیہ میں فرق (۵۰)	۵۳
۸۹تازہ اور اچھی طرح پکائی گئی غذا کی اہمیت (۵۱)	۵۴
۹۰غذا کا خوش رنگ، خوشبودار اور خوش ذائقہ ہونا (۵۲)	۵۵
//کھانے کے دوران مکروہ اور گھبن پیدا کرنے والی حرکت (۵۳)	۵۶
//کھانے کے دوران تھوکنے اور ناک وغیرہ صاف کرنا (۵۴)	۵۷
//کھانے کے دوران چھینکنا (۵۵)	۵۸
//گرم کھانے کی حیثیت (۵۶)	۵۹

۶۰	(۵۷)..... تھکن اور سانس چڑھے ہوئے ہونے کی حالت میں کھانا	۹۳
۶۱	(۵۸)..... کھانا کتنی مقدار میں کھانا چاہئے؟	//
۶۲	(۵۹)..... دوسری غذا پہلی غذا ہضم ہونے کے بعد	۹۹
۶۳	(۶۰)..... دوسری غذا پہلی غذا کے کتنی دیر بعد؟	//
۶۴	(۶۱)..... کھانے میں پھونک مارنا اور کھانے کو سونگھنا	۱۰۰
۶۵	(۶۲)..... کھانے کے برتن کو صاف کر دینا	۱۰۲
۶۶	(۶۳)..... سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا	۱۰۴
۶۷	(۶۴)..... دوسروں کے ساتھ مل کر کھانا	۱۰۵
۶۸	(۶۵)..... دنیا داروں یا غریبوں و دینداروں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا	۱۰۷
۶۹	(۶۶)..... بے صبری سے بچنا اور دوسروں کی رعایت کرنا	۱۰۸
۷۰	(۶۷)..... اگر کھانے کے دوران دوسرا شخص آ جائے؟	//
۷۱	(۶۸)..... کھانے میں مشغول بلائے تو اس کے جواب میں کیا کہا جائے؟	۱۰۹
۷۲	(۶۹)..... کھانے کے فوراً بعد سونا یا دماغی و جسمانی محنت کرنا	//
۷۳	(۷۰)..... رات کے کھانے کا ترک نہ کرنا	۱۱۰
۷۴	(۷۱)..... بھوک کی حالت میں سونا	//
۷۵	(۷۲)..... کھانا سونے سے پہلے کھانا اور کھانے کے بعد چہل قدمی کرنا	۱۱۱
۷۶	(۷۳)..... منہ سے کوئی چیز نکال کر دوبارہ کھانا	//
۷۷	(۷۴)..... اگر کھانے میں مکھی گر جائے تو؟	//
۷۸	(۷۵)..... کھانا اپنے سامنے اور ایک طرف سے کھانا	۱۱۲
۷۹	(۷۶)..... کچا پیاز اور لہسن کھانا	۱۱۴
۸۰	(۷۷)..... کھانے کے بعد کھلی والا پانی منہ میں لے جانا	۱۱۸

۱۱۹	(۷۸)..... عصر و مغرب کے درمیان کھانے پینے کا جائز ہونا	۸۱
//	(۷۹)..... سورج یا چاند گرہن کے وقت کھانا پینا	۸۲
//	(۸۰)..... کھانے پینے کے وقت مرد حضرات کا ننگے سر ہونا	۸۳
//	(۸۱)..... نام و نمود کے لئے کھلانا پلانا	۸۴
۱۲۰	(۸۲)..... ایک روٹی کا ایک ہی شخص یا مختلف لوگوں کا تقسیم کر کے کھانا	۸۵
۱۲۱	(۸۳)..... غذا اور بطور خاص روٹی کا اکرام، اور اس کا تقاضا	۸۶
۱۲۲	(۸۴)..... عام روٹی یا ڈبل روٹی، بند، برگرو غیرہ کو چھری سے کاٹنا	۸۷
۱۲۳	(۸۵)..... کھاتے ہوئے شخص کے چہرے یا لقمہ کو دیکھنا	۸۸
//	(۸۶)..... روٹی کے اوپر سالن یا نمک دانی وغیرہ رکھنا	۸۹
//	(۸۷)..... روٹی کو پھینکنا اور پٹکنا	۹۰
//	(۸۸)..... ہاتھوں کو روٹی یا دسترخوان سے صاف کرنا	۹۱
۱۲۴	(۸۹)..... فارغ ہو کر انگلیاں چاٹنے یا شوشپیر سے صاف کرنے کی تفصیل	۹۲
۱۲۷	(۹۰)..... کھانے کے شروع یا اخیر میں میٹھا کھانے کی شرعی و طبی حیثیت	۹۳
۱۲۸	(۹۱)..... کھانے سے فارغ ہو کر آہستہ یا بلند آواز سے الحمد للہ کہنا	۹۴
۱۲۹	(۹۲)..... کھانے سے فارغ ہونے کے بعد کی مسنون دعائیں	۹۵
۱۳۲	(۹۳)..... دسترخوان اٹھائے جانے سے پہلے اٹھ جانا	۹۶
۱۳۴	(۹۴)..... فارغ ہو کر ہاتھ دھونا، تولیہ سے صاف کرنا اور کلی کرنا	۹۷
۱۳۶	(۹۵)..... کھانے سے فارغ ہو کر خلال کرنا	۹۸
۱۳۸	(۹۶)..... غذا میں پکانے اور کھانے کے برتن	۹۹
۱۳۹	(۹۷)..... چاول کے بعد تر بوز کھانا اور مچھلی کے بعد دودھ پینا	۱۰۰
//	(۹۸)..... برسات کے موسم میں کھانے کے ساتھ مفید اشیاء	۱۰۱

۱۳۹	(۹۹).....طبی لحاظ سے سردی اور گرمی کے موسم میں مخصوص غذائیں	۱۰۲
۱۴۰	(۱۰۰).....دوسرے کا کھانا کھانے کے بعد کی مسنون دعائیں	۱۰۳
۱۴۱	(۱۰۱).....آفت زدہ مریض کے ساتھ کھانے کے وقت کی مسنون دعا	۱۰۴
۱۴۲	(۱۰۲).....کھانے کے ضرر سے بچنے کی مفید دعائیں	۱۰۵
۱۴۳	(۱۰۳).....پھل کھانے کے وقت کی مسنون دعا	۱۰۶
۱۴۴	(۱۰۴).....موسم کا پہلا پھل کھانے کی مسنون دعا	۱۰۷
۱۴۵	پینے کے آداب	۱۰۸
//	(۱۰۵).....کھانے کے شروع، اخیر یا درمیان میں پانی پینے کی حیثیت	۱۰۹
۱۴۶	(۱۰۶).....پانی پینے کے مسنون و مستحب طریقے کی تفصیل	۱۱۰
۱۵۳	(۱۰۷).....پانی کے علاوہ دیگر مشروبات کو کتنے سانس میں پیا جائے؟	۱۱۱
//	(۱۰۸).....ایک وقت میں ایک سے زیادہ گلاس یا کٹورے سے پانی پینا	۱۱۲
//	(۱۰۹).....پانی و دیگر مشروبات میں پھونک مارنا اور ٹھنڈا کرنے کا طریقہ	۱۱۳
۱۵۴	(۱۱۰).....کھڑے ہو کر پینا	۱۱۴
۱۵۹	(۱۱۱).....آب زمزم اور وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر پینا؟	۱۱۵
۱۶۳	(۱۱۲).....لوٹے یا صراحی سے منہ لگا کر پینا	۱۱۶
۱۶۴	(۱۱۳).....پانی اور دیگر مشروبات نکلی (Straw) کے ذریعے پینا	۱۱۷
۱۶۵	(۱۱۴).....طبی لحاظ سے پانی پینے کے مفید اور صحت بخش اوقات	۱۱۸
//	(۱۱۵).....سخت محنت و مشقت اور ورزش یا نہانے کے بعد پانی پینا	۱۱۹
//	(۱۱۶).....نیند سے جاگنے کے فوراً بعد اور خالی پیٹ پانی پینا	۱۲۰
۱۶۶	(۱۱۷).....ٹوٹے ہوئے برتن سے پانی پینا	۱۲۱

۱۶۶	(۱۱۸).....ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا مرغوب ہونا	۱۲۲
۱۶۸	(۱۱۹).....دودھ کا مرغوب غذا و مشروب ہونا	۱۲۳
۱۶۹	(۱۲۰).....اوسط درجے کے ٹھنڈے پانی کا صحت کے لئے مفید ہونا	۱۲۴
۱۷۰	(۱۲۱).....پاک اور صاف پانی کا انتخاب کرنا	۱۲۵
//	(۱۲۲).....پانی کو ابال اور چھان کر پینا	۱۲۶
۱۷۱	(۱۲۳).....طبی لحاظ سے پھل کھانے کے بعد پانی پینا	۱۲۷
//	(۱۲۴).....پینے کے بعد الحمد للہ کہنا	۱۲۸
//	(۱۲۵).....پانی پینے کی مسنون دعا	۱۲۹
۱۷۲	(۱۲۶).....دودھ پینے کی مسنون دعا	۱۳۰
//	(۱۲۷).....سخت بھوک و پیاس لگی ہو اور جماعت تیار ہو تو؟	۱۳۱
۱۷۳	(۱۲۸).....کھانے پینے کے برتنوں کو ڈھانپ کر رکھنا	۱۳۲
۱۷۵	دعوتِ طعام کے آداب	۱۳۳
//	(۱).....مخصوص موقعوں پر رزقِ حلال سے مسلمان کی دعوت کرنا	۱۳۴
۱۷۶	(۲).....دعوت کرنے اور قبول کرنے کا حکم	۱۳۵
۱۷۸	(۳).....دعوت کا صحیح مقصد	۱۳۶
//	(۴).....دعوت بدلے یا معاوضے کے بغیر کرنا	۱۳۷
۱۷۹	(۵).....دعوت میں نیک اور متقی لوگوں کو ترجیح دینا	۱۳۸
۱۸۰	(۶).....غریبوں کو بھی دعوت میں شریک کرنا	۱۳۹
//	(۷).....جب دوسرے کو عذر ہو تو اس کو دعوت پر مجبور نہ کرنا	۱۴۰
//	(۸).....مدعو حضرات کی تعیین اور ان کو پہلے مطلع کرنا	۱۴۱

۱۸۱	(۹).....دوسرے کی راحت کا خیال رکھنا	۱۴۲
//	(۱۰).....دوسرے کے اوقاتِ طعام وغیرہ کا لحاظ و رعایت کرنا	۱۴۳
//	(۱۱).....دعوت میں اعتدال اختیار کرنا اور تکلف و بجل سے بچنا	۱۴۴
//	(۱۲).....دعوت کرنے اور دعوت کو قبول کرنے کا معیار	۱۴۵
۱۸۲	(۱۳).....دعوت کھانے اور بلانے کے ساتھ خاص نہیں	۱۴۶
۱۸۵	(۱۴).....دعوت قبول کرنے میں کوئی عذر ہو تو کیا کیا جائے؟	۱۴۷
۱۸۶	(۱۵).....کن صورتوں میں دعوت قبول کرنے کی اہمیت یا ممانعت ہوتی ہے؟	۱۴۸
۱۸۸	(۱۶).....منکرات یا فخر و تفاخر وغیرہ والی دعوت میں شرکت	۱۴۹
۱۹۰	(۱۷).....مدعو حضرات سے خوش اخلاقی سے پیش آنا	۱۵۰
//	(۱۸).....کھانے کی تعریف کرنا یا دوسرے کی تعریف کا خواہاں ہونا	۱۵۱
//	(۱۹).....اہل علم اور بزرگ حضرات کو ترجیح دینا اور ان کا اکرام کرنا	۱۵۲
۱۹۱	(۲۰).....میزبان کا مہمانوں کی خدمت میں خود شرکت کرنا	۱۵۳
۱۹۲	(۲۱).....داعی کے مال کے حرام و حلال ہونے کی تحقیق نہ کرنا	۱۵۴
//	(۲۲).....حرام آمدنی والے کی دعوت میں شرکت کی تفصیل	۱۵۵
۱۹۳	(۲۳).....ختنہ کی دعوت اور اس میں شرکت	۱۵۶
۱۹۵	(۲۴).....سالگرہ، کوئٹوں وغیرہ کی دعوت اور اس میں شرکت	۱۵۷
//	(۲۵).....مہندی کی رسم اور اس کی دعوت میں شرکت	۱۵۸
//	(۲۶).....غیر مدعو شخص کو دعوت میں ساتھ لے جانے کی تفصیل	۱۵۹
۱۹۷	(۲۷).....مدعو حضرات کا داعی و میزبان کے لئے ہدیہ و تحفہ لے جانا	۱۶۰
//	(۲۸).....دعوت میں شریک حضرات کے لئے چند آداب	۱۶۱

۲۰۰	ضمیمہ چنداہم حیوانی و نباتی غذاؤں کے طبی خواص و اوصاف	۱۶۲
//	حیوانی غذائیں (ANIMAL FOODS)	۱۶۳
۲۰۱	گوشت (MEAT)	۱۶۴
۲۰۲	مچھلی (FISH)	۱۶۵
۲۰۳	انڈا (EGG)	۱۶۶
۲۰۴	دودھ (MILK)	۱۶۷
۲۰۶	دہی (YOGHURT) چھاپھ (BUTTERMILK)	۱۶۸
۲۰۸	نباتیاتی غذائیں (PLANT FOODS)	۱۶۹
//	اناج، مکی، جوار اور باجرہ (CEREALS, CORN, TIDE, MILLET)	۱۷۰
۲۰۹	چاول (RISE)	۱۷۱
۲۱۰	دالیں (PULSES)	۱۷۲
//	سبز ترکاریاں اور ساگ پات (VEGETABLES)	۱۷۳
۲۱۱	ادرک (GINGER) اور سوٹھ (GINGER DRY)	۱۷۴
۲۱۲	گرہ، شکر (JAGGERY SUGAR)	۱۷۵
۲۱۳	اچار، سرکہ، چٹنیاں (PICKLES, VINEGAR, CHUTNEY)	۱۷۶
۲۱۴	پھل (FRUITS)	۱۷۷
۲۱۶	گٹا (TIMES)	۱۷۸
۲۱۷	کھجور (DATES)	۱۷۹
۲۱۸	شہد (HONEY)	۱۸۰
۲۲۰	نظم حکمت	۱۸۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمہید (از مؤلف)

دین و شریعت نے انسانوں کو ایسی جامع اور کامل تعلیمات و ہدایات عطا فرمائی ہیں کہ ان کا دائرہ دنیا کے تمام شعبوں کو محیط ہے، اور ان تعلیمات و ہدایات پر عمل پیرا ہونے سے ایک انسان کی نہ صرف آخرت درست ہوتی ہے بلکہ دنیا بھی راحت و عافیت اور سکون والی بن جاتی ہے۔ دنیا میں انسانی جسم کی زندگی اور حیات کی ایک اہم ضرورت غذا ہے، جس سے دنیا میں آنے اور زندگی گزارنے والے ہر فرد کو کم و بیش صورت میں واسطہ پڑتا ہے، اور اہل فن و اطباء کے نزدیک غذا پر انسانی صحت و بیماری کا بہت بڑا مدار ہوتا ہے، اور غذا کو استعمال کرنے کے کچھ شرعی اور طبی اصول و آداب ہیں۔

آج کل ان اصول و آداب سے ناواقفیت اور عمومی انداز میں صحتوں کے غیر معمولی بگاڑ کو دیکھتے ہوئے بندہ نے کھانے پینے کے آداب کے عنوان سے تفصیلی مضمون مرتب کیا تھا، جو پہلے قسط وار ہمارے ماہنامہ ”التبلیغ“ راولپنڈی میں شائع ہوتا رہا، مضمون کی افادیت کو دیکھتے ہوئے محسوس کیا گیا کہ قدرے اصلاحات و اضافات کے بعد اسے مستقل کتابچہ کی شکل میں شائع کیا جائے، تاکہ مطالعہ و استفادہ میں سہولت رہے، اس لئے اس مضمون کی مستقل کتابچہ کی شکل میں ایک سے زیادہ مرتبہ اشاعت ہوتی رہی، اس مرتبہ کی اشاعت میں بعض اہل علم حضرات کی طرف سے توجہ دلانے پر بعض پہلوؤں کو مزید مدیح کیا گیا، اور نظر ثانی اور اس میں مفید اضافات و اصلاحات کی گئیں، اور متعلقہ مقامات پر تخریج و حواشی میں عبارات کا اضافہ کیا گیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں، اور اس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں۔

محمد رضوان - ۴/ جمادی الاولیٰ / ۱۴۳۳ھ - 28/ مارچ 2012ء - بروز بدھ

ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کھانے پینے کے آداب

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا (سورہ اعراف آیت نمبر ۳۱)

”اور کھاؤ اور پیو اور حد سے تجاوز نہ کرو“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے کی اجازت کے بعد ”وَلَا تُسْرِفُوا“، یعنی حد سے تجاوز نہ کرنے کی قید لگا کر اصولی انداز میں غذا کے استعمال کا ایسا ضابطہ بیان فرما دیا ہے کہ کھانے پینے کے تمام شرعی و طبی اصول و قواعد اسی ضابطہ کے تحت داخل ہیں۔ ۱ اور کئی احادیث میں بھی اس مضمون کو مختلف الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

حضرت عمرو بن شعیب کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

(اپنی سب حیثیت اچھا) کھاؤ اور پیو اور صدقہ کرو، اور لباس پہنو؛ لیکن نہ تو تکبر

کے ساتھ ہو اور نہ ہی اسراف و فضول خرچی (یعنی حد سے تجاوز) کے ساتھ ہو، بے

شک اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ ان کی (دی ہوئی) نعمت ان کے

بندے پر ظاہر ہو (مسند احمد) ۲

۱۔ وقوله تعالى وَكُلُوا وَاشْرَبُوا الْآيَةَ، قَالَ بَعْضُ السَّلَفِ جَمَعَ اللَّهُ الطَّبَّ كُلَّهُ فِي نَصْفِ آيَةٍ وَكُلُوا

وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا وَقَالَ الْبُخَارِيُّ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُلُّ مَا سُئِنْتَ وَالْبَسُ مَا سُئِنْتَ مَا أَخْطَأْتَكَ

حَصَلَتَانِ سَرَفٌ وَمَخِيلَةٌ (تفسیر ابن کثیر، تحت سورۃ الاعراف، آیت ۳۱)

۲۔ كُلُوا وَاشْرَبُوا وَاصْدُقُوا وَالْبَسُوا فِي غَيْرِ مَخِيلَةٍ وَلَا سَرَفٍ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ أَنْ تُرَى

نِعْمَتُهُ عَلَى عَبْدِهِ (مسند احمد، رقم الحدیث ۶۷۰۸، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، واللفظ

لہ، مستدرک حاکم رقم الحدیث ۷۱۸۸، مسند الطیالسی رقم الحدیث ۲۳۷۵، عن

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ)

قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرَّجَاهُ (حوالہ بالا)

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح (حوالہ بالا)

فی حاشیۃ مسند احمد: إسناده حسن، بهن: هو ابن أسد العمی، وهمام: هو ابن یحیی العوذی،

وقتادة: هو ابن دعامة السدوسی (حوالہ بالا)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں اُن کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

آپ جو (حلال چیز) چاہے کھائیں، اور جو (جائز چیز) چاہے پہنیں، جب تک دو عادتیں آپ کو غلطی میں مبتلا نہ کریں، ایک تو اسراف و فضول خرچی (یا حد سے تجاوز) دوسرے تکبر اور تراہٹ (ابن ابی شیبہ) ۱

اس قسم کی اور بھی احادیث و روایات مروی ہیں، جن کی محدثین و فقہائے کرام نے جامع تشریح و توضیح فرمائی ہے۔

اور اطباء کرام نے بھی طبی اُصول اور تجربات کی روشنی میں ہدایات ذکر فرمائی ہیں۔ اگر غذا اور کھانے پینے کی نعمت کی اہمیت، اس کی حقیقت اور اس کے شرعی و طبی اصول و قواعد اور سنن و آداب اور ضوابط کو سمجھ لیا جائے تو نہ صرف یہ کہ دین و دنیا کی بہت سی خیر و بھلائی حاصل کی جاسکتی ہے، بلکہ بہت سے امراض اور بیماریوں سے حفاظت اور صحت و تن درستی کی رعایت بھی کی جاسکتی ہے۔

اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ ان اصول و آداب اور قواعد و ضوابط کا علم حاصل کرے، اور ان کے مطابق عمل کرے، تاکہ دنیا و آخرت میں سلامتی و عافیت اور راحت حاصل ہو۔ منہ کے ذریعہ سے جو غذا پیٹ میں جاتی ہے، وہ دو طرح کی ہوتی ہے، ایک وہ جو کھائی جاتی ہے، دوسرے وہ جو پی جاتی ہے۔ ۲

اور کھانے پینے میں اصل چیز کھانا ہے اس لئے اُس کے آداب کا ذکر پہلے کیا جاتا ہے، اور اس کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ پینے کے آداب کا ذکر کیا جائے گا۔

۱ کُلُّ مَا شِئْتُ ، وَ الْبَسُّ مَا شِئْتُ ، مَا أَخْطَأْتُكَ خُلْتَانِ : سَرَفٌ ، أَوْ مَخِيلَةٌ (مصنف

ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث ۲۵۳۷۵، مَنْ قَالَ الْبَسُّ مَا شِئْتُ مَا أَخْطَأْتُكَ سَرَفٌ ، أَوْ مَخِيلَةٌ)

۲ الْأَكْلُ هُوَ إِيْصَالُ مَا يُحْتَمَلُ الْمَضْغُ بِفِيهِ إِلَى جَوْفِهِ هَشْمَةً أَوْ لَمْ يُهَشِّمْهُ مَضْغَةً أَوْ لَمْ يَمْضُغْهُ كَالنُّخْبِزِ وَاللَّحْمِ وَالْفَاكِهَةِ وَنَحْوِهَا . وَالشَّرْبُ إِيْصَالُ مَا لَا يُحْتَمَلُ الْمَضْغُ مِنَ الْمَائِعَاتِ إِلَى الْجَوْفِ كَالْمَاءِ وَالنَّبِيدِ وَاللَّبَنِ وَالْعَسَلِ الْمُنْخَوْضِ وَالسُّوْبِقِ الْمُنْخَوْضِ وَغَيْرِ ذَلِكَ (الفتاوى الهندية، كتاب الأيمان، الباب الخامس في اليمين على الأكل والشرب وغيرهما)

کھانے کے آداب

(۱)..... رزق اور غذا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، غذا ہی پر انسان کی صحت اور بقاء کا دارومدا ہے، غذا ایک طرف تو بدن کی حرارت و گرمی کو قائم رکھ کر زندگی کا شعلہ جلانے رکھنے کا باعث بنتی ہے اور دوسری طرف مختلف جسمانی حرکات و افعال کے نتیجے میں کم ہونے والی جسمانی طاقت و قوت کو بحال رکھتی ہے۔

کھانا، پینا اور رزق اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، اس کی قدر کرنا چاہئے، بعض لوگ ناک منہ چڑھا کر کھاتے ہیں، یہ بہت بُری بات ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت تھی کہ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو کھانے پینے کی نعمت پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر ادا کرتے۔

اور جب دسترخوان اٹھایا جاتا تو یہ دعا پڑھتے تھے کہ:

الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدِّعٍ وَلَا مُسْتَغْنَىٰ عَنْهُ، رَبَّنَا.

”سب تعریف اللہ کے لئے ہے ایسی تعریف جو بہت زیادہ اور پاکیزہ ہے، جس

میں برکت ہے، ایسی جو کبھی ختم اور رخصت نہ ہو، اور نہ اس کے بارے میں

(ہماری طرف سے) بے پروائی ہو، اے ہمارے رب (بخاری، ترمذی) ۱۔

لہذا رزق اور کھانے کے ایک ایک ذرہ اور لقمہ کی بہت زیادہ قدر کرنی چاہئے، اور اس کی

۱۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهُ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدِّعٍ وَلَا مُسْتَغْنَىٰ عَنْهُ، رَبَّنَا (بخاری، رقم الحدیث ۵۳۵۸، باب ما یقول إذا فرغ من طعامه، واللفظ له؛ و رقم الحدیث ۵۳۵۹؛ ترمذی، رقم الحدیث ۳۳۵۶؛ صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۵۲۱۸، ذِکْرُ الْخَبْرِ الْمُدْحِضِ قَوْلَ مَنْ زَعَمَ أَنَّ هَذَا الْخَبَرَ لَمْ يَسْمَعْهُ خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ)

طرف سے غفلت و بے پروائی اختیار نہیں کرنی چاہئے۔

(۲)..... اگر ایک مسلمان اس نیت سے حلال چیز کھائے پئے کہ اس کے ذریعہ طاقت و قوت حاصل کر کے اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق ادا کرے گا تو اس نیت سے کھانا پینا بھی عبادت میں شامل ہو جاتا ہے، اور اگر نفسانی و شیطانی شہوت بڑھانے اور حرص و طمع پوری کرنے یا صرف نفسانی لذت حاصل کرنے کی نیت ہو تو یہی کھانا گناہ یا فضول چیز میں شامل ہو جاتا ہے، لہذا کھانے پینے سے پہلے اپنی نیت کا جائزہ لے لینا چاہئے، اور اپنی نیت کو درست کر لینا چاہئے، تاکہ کھانا پینا عبادت بن جائے، اور گناہ سے حفاظت رہے۔ ۱

۱ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَكَلَ طَيِّبًا، وَعَمِلَ فِي سُنَّةٍ، وَأَمِنَ النَّاسُ بِوَأَيْقَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ هَذَا الْيَوْمَ فِي النَّاسِ لَكَثِيرٌ، قَالَ: وَسَيَكُونُ فِي قُرُونٍ بَعْدِي (ترمذی، رقم الحدیث ۲۵۲۰، ابواب صفة القيامة والرفائق والورع، واللفظ له؛ مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۷۰۷۳)

قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الدُّورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ وَلَمْ يَعْرِفْ اسْمَ أَبِي بَشِيرٍ (حوالہ بالا) وقال الحاکم والذهبی: صحیح (حوالہ بالا)

(وعن أبي سعيد الخدري): رضى الله عنه (قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أكل طيبا أى: من كان قوته حلالا، ولم يقل حلالا، لأن الطيب ما يفوح عنه ريح الورع أخذنا من الطيب، فما اكتسب على وجه، تعلق بسوابقه أو قرائنه أو لواحقه معصية - لم يكن طيبا (وعمل في سنة) أى: في موافقة سنة وردت فيه، أى: وعمل كل فعل يفعله وكل قول يقوله على وفق الشرع، يعنى: ويكون متمسكا في كل عمل بسنة، أى: بحديث جاء في ذلك العمل حتى قضاء الحاجة وإمالة الأذى، فالمراد شمول كل سنة لا واحدة منها غير معينة، وقيل: تنكيرها للإشعار بأن العمل في موافقة واحدة منها مع أختيها مما يوجب دخول الجنة، وقدم أكل الحلال لأنه مورث للعمل الصالح كما قال تعالى: (كلوا من الطيبات واعملوا صالحا) (المؤمنون: ۵۱) (مراقبة، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة)

أما الأكل فعلى مراتب: فرض، وهو ما يندفع به الهلاك وما جور عليه، وهو ما زاد عليه ليتمكن من الصلاة قائما ويسهل عليه الصوم ومباح، وهو ما زاد على ذلك إلى الشبع لتزداد قوة البدن؛ وحرام، وهو الأكل فوق الشبع إلا إذا قصد التقوى على صوم الغد أو لتلاي استحي الضيف؛ ولا تجوز الرياضة بتقليل الأكل حتى يضعف عن أداء الفرائض، ومن امتنع من أكل الميتة حالة المخمصة (المختار مع شرحه الاختيار، كتاب الكراهية، فصل في الكسب)

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

میری امت کے شریر ترین لوگ وہ ہیں کہ جنہیں ہر طرح کی نعمت و آسائش حاصل ہوگی، اور وہ رنگ برنگ کھانے اور مختلف رنگوں کے کپڑوں کی طلب رکھیں گے،

باتیں خوب بتائیں گے (الزهد لابن عبد اللہ) ۱

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

(قوله وحرام) لأنه إضاعة للمال وإمراض للنفس: وجاء ما ملأ ابن آدم وعاء شراً من البطن، فإن كان ولا بد ففلسك للطعام وثلاث للماء وثلاث للنفس، وأطول الناس عذاباً أكثرهم شبعاً در منقته. (تتمة) قال في تبيين المحارم: وزاد بعضهم مرتبتين أخريين مندوب، وهو ما يعينه على تحصيل النوافل وتعليم العلم وتعلمه. ومكروه: وهو ما زاد على الشبع قليلاً ولم يتضرر به ورتبة العابد التخيير بين الأكل المندوب والمباح وينبى به أن يتقوى به على العبادة فيكون مطيعاً، ولا يقصد به التلذذ والتعم فإن الله تعالى ذم الكافرين بأكلهم للتمتع والتنعم. وقال - (والذين كفروا يتمتعون ويأكلون كما تأكل الأنعام والنار مثوى لهم) (محمد) - وقال - عليه الصلاة والسلام - المسلم يأكل في معنى واحد والكافر في سبعة أمعاء رواه الشيخان وغيرهما، وتخصيص السبعة للمبالغة والتكثير، قيل هو مثل ضربه - عليه الصلاة والسلام - للمؤمن وزهده في الدنيا وللكافر وحرصه عليها، فالمؤمن يأكل بلغة وقوتا والكافر يأكل شهوة وحرصاً طلباً للذة، فهذا يشبعه القليل وذاك لا يشبعه الكثير اهـ. (رد المحتار ج ۶ ص ۳۳۹، كتاب الحظر والاباحة)

ونية تقوى الطاعة بلانية التلذذ المجرد (بريقة محمودية في شرح طريقة محمديّة لأبي سعيد الخادمي الحنفى ج ۳ ص ۱۱۱، الصنف السادس في آفات البطن، الأكل على السفرة، الناشر: مطبعة الحلبي)

وينبى بأكله وشربه التقوى على التقوى وطاعة المولى سبحانه وتعالى (الآداب الشرعية، فصل في آداب الأكل والشرب، لمحمد بن مفلح المقدسي، الناشر: عالم الكتب)

ينبى بأكله أن يتقوى به على طاعة الله تعالى ليكون مطيعاً باكل ولا يقصد التلذذ والتعم بالأكل (إحياء علوم الدين، كتاب آداب الأكل، الباب الأول فيما لا بد للمنفردين منه، الناشر: دار المعرفة، بيروت)

۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرِ الْأَنْصَارِيِّ، حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ أَنَّ أُمَّةَ اللَّهِ فَاطِمَةَ بِنْتَ حُسَيْنٍ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ مِنْ شَرِّ أُمَّتِي الَّذِينَ غَدُّوا بِالنَّعِيمِ، الَّذِينَ يَطْلُبُونَ أَلْوَانَ الطَّعَامِ، وَالْوَانَ الْقِيَابِ، يَتَشَادَقُونَ بِالْكَلَامِ (الزهد، لابی عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل، رقم الحديث ۴۰۲، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت- لبنان، واللفظ له؛ الجوع لابن أبي الدنيا، رقم الحديث ۱۷۵)

﴿ بقیہ حاشیہ کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہمہ وقت کھانے پینے میں لگا رہنا، مختلف اقسام والوان کے کھانوں میں ذہن لگانا کہ آج اس قسم کا کھانا کل دوسری قسم کا کھانا، اسی کی فکر میں روپیہ پیسہ خرچ کرتے رہنا، اسی طرح کپڑے کے ڈیزائن بدلتے رہنا، کبھی یہ کپڑا کبھی وہ کپڑا، غرض یہ کہ اسی کو مقصدِ حیات بنانا برا ہے۔ یہ اہل ایمان کا شیوہ نہیں ہے، ہاں اگر اس کو مقصود و معمول نہ بنایا جائے تو یہ برا نہیں ہے۔

(۳)..... کھانا ہمیشہ سچی بھوک لگنے پر کھائیے، بار بار کھانے اور صرف لذت اور حرص و طمع اور چسکے کی خاطر فضول کھانے پینے سے پرہیز کیجئے، بھوک ایک سچی ہوتی ہے اور ایک جھوٹی، سچی بھوک لگنے پر ہی غذا کھانی چاہئے ضرورت اور حرص و ہوس یا خواہش میں فرق کرنا چاہئے، کھانے کی ضرورت سچی بھوک میں ہوتی ہے اور حرص و ہوس یا زری خواہش اس سے الگ چیز ہے، کھانے پینے کا ایک نظامِ الاوقات بنالیں تو بہت اچھا ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

قال الالبانی: وهذا إسناد جيد، رجاله موثوقون إلا أنه مرسل، فاطمة بنت الحسين روت عن أبيها الحسين بن علي بن أبي طالب وجدتها فاطمة الزهراء مرسل. وله شاهد مرسل أيضا، فقال ابن المبارك في "الزهد" رقم ۷۵۸، أخبرنا الأوزاعي عن عروة ابن رويم، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فذكروه. قلت: وهذا مرسل صحيح الإسناد. وقد روى موصولا (سلسلة الأحاديث الصحيحة) وشيء من فقهاء وفوائدها، تحت رقم الحديث ۱۸۹۱، الناشر: مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن من شرار أمتي

الذين غدوا بالغنيم ونبتت عليه أجسامهم (مسند البزار، رقم الحديث ۹۳۱۵، الناشر:

مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة)

قال المنذرى: رواه البزار ورواته ثقات إلا عبد الرحمن بن زياد بن أنعم (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۳۲۵۳، كتاب الطعام وغيره الترغيب في التسمية على الطعام والترهيب من تركها، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت)

وقال الهيثمي: رواه البزار، وفيه عبد الرحمن بن زياد بن أنعم، وقد وثق، والجمهور على تضعيفه، وبقيت رجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۷۸۳۷، باب ما جاء في المتنعمين والمتنعمين)

وقال الالبانی: فمثله يستشهد به، والله أعلم (سلسلة الأحاديث الصحيحة) وشيء من فقهاء وفوائدها، تحت رقم الحديث ۱۸۹۱)

یہ پرانا اصول ہے کہ جب خوب بھوک لگے تو کھانا کھائیں اور جب تھوڑی بھوک باقی رہے تو کھانا چھوڑ دیں ایسا کرنے سے غذا اچھی طرح ہضم ہوتی ہے اور جسم کو لگتی ہے، سینکڑوں بیماریوں سے حفاظت رہتی ہے، اس کے برخلاف کرنے سے ہضم خراب ہو جاتا ہے اور کھائی ہوئی غذا نہ صرف بے کار ہو جاتی ہے، بلکہ کئی بیماریوں کا بھی سبب بنتی ہے، اگرچہ کھانا کھانے کا صحیح وقت وہ ہے جبکہ بھوک خوب لگی ہوئی ہو لیکن اس کے لئے اگر وقت مقرر کر لیا جائے اور اصول کے مطابق کھانا کھایا جائے تو مقررہ وقت پر ضرور بھوک لگ آتی ہے۔ ۱

(۴)..... کھانے پینے میں حلال اور پاکیزہ چیز کا انتخاب واہتمام کیجئے، اور اپنی محنت کی کمائی کے کھانے کو ترجیح اور فوقیت دیجئے، کیونکہ اس میں زیادہ خیر و پاکیزگی ہوتی ہے۔ ۲
حلال اور پاکیزہ چیز سے دل میں نورانیت اور حرام و ناپاک چیز سے ظلمت و تاریکی پیدا ہوتی ہے، اور دعا کی قبولیت سے بھی محرومی ہو جاتی ہے۔

۱ ملاحظہ ہو: بہشتی زیور حصہ نمبر صفحہ ۴، دیہاتی معارج حصہ اول صفحہ ۴۰، ۴۱ حکیم محمد سعید صاحب مرحوم، ناشر و طابع: فضلی سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، کراچی، تحقیقات علاج بالغذا صفحہ ۱۱۳۳ از افادات حکیم دوست محمد صابر ملتانى مرحوم۔
(وَمِنَاحِ اِلٰى الشَّيْخِ لِيَزِيدَ قُوَّتَهُ، وَحَرَامٌ) عَبَّرَ فِي الْحَاثِيَةِ بِمُجْرَهٗ (وَهُوَ مَا قُوَّتُهُ) اَى الشَّيْخِ وَهُوَ اَكْلُ طَعَامٍ غَلَبَ عَلٰى ظَنِّهِ اَنَّهُ اَفْسَدَ مَعْدَتَهُ، وَكَذٰلِكَ فِي الشَّرْبِ فُهَسْتَانِي (درمختار)
(قَوْلُهُ وَحَرَامٌ) لِاَنَّهُ اِضَاعَةٌ لِّلْمَالِ وَاِمْرَاضٌ لِّلنَّفْسِ (ردالمحتار ج ۶ ص ۳۳۹، كتاب الحظر والاباحه)

۲ عَنْ الْمَقْدَامِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ، خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ، وَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ (بخاری، رقم الحديث ۲۰۷۲، باب كسب الرجل وعمله بيده)
عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَمِيهِ، أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فِي حَجَرِي يَتِيمٍ أَفَأَكُلُ مِنْ مَالِهِ؟ فَقَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَطْيَبِ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ وَوَلَدَتْهُ مِنْ كَسْبِهِ (سنن أبي داود، رقم الحديث ۳۵۲۸، كتاب البيوع، باب في الرجل يأكل من مال ولده)

فإن قلت: ما الخيرية فيه؟ قلت: لأن فيه إيصال النفع إلى الكاسب وإلى غيره، والسلامة عن البطالة المؤدية إلى الفضول وكسر النفس والتعفف عن ذل السؤال (عمدة القارى، كتاب البيوع، باب كسب الرجل وعمله بيده)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہیں، اور پاکیزہ چیز کو ہی قبول فرماتے ہیں، اور بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو وہی حکم دیا ہے، جو رسولوں کو حکم دیا ہے، اور فرمایا کہ اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ، اور نیک عمل کرو، میں تمہارے اعمال کو اچھی طرح جانتا ہوں، اور فرمایا کہ اے ایمان والو! جو ہم نے تم کو رزق دیا ہے، اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کا ذکر کیا کہ جو لمبا سفر کر کے بکھرے ہوئے بال اور گردوغبار سے آلودہ حالت میں آتا ہے، اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف کھینچ کر یارب یارب کہہ کر دعا کرتا ہے، حالانکہ اُس کا کھانا پینا اور پہننا حرام کا ہوتا ہے، اور حرام کی غذا استعمال کرتا ہے، تو اُس کی اس حالت میں کیسے دعا قبول کی جائے (مسلم) ۱

اس قسم کی اور بھی احادیث ہیں جن سے حلال غذا کی فضیلت و اہمیت اور حرام غذا کی بُرائی اور قباحت معلوم ہوتی ہے۔ ۲

۱ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ: (يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا، إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ) (المؤمنون: ۵۱) وَقَالَ: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ) (البقرة: ۱۷۲) ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلُ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ، يَا رَبِّ، يَا رَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغَدِيٌّ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابَ لِذَلِكَ (مسلم، كتاب الزكاة، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها)

۲ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَيُّمَا رَجُلٍ كَسَبَ مَالًا مِنْ حَلَالٍ، فَأَطْعَمَ نَفْسَهُ، أَوْ كَسَاهَا، فَمَنْ ذُوْنَهُ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ، فَإِنَّ لَهُ بِهَا زَكَاةً (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۴۲۳۶، ذكر كتابة الله جل وعلا الصدقة للمنفق على نفسه وأهله وغيرهم إذا كان ماله من حلال، واللفظ له؛ مستدرک حاکم، رقم الحديث ۱۳۹۷)؛ مسند ابی یعلیٰ، رقم الحديث ۱۳۹۷

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۵)..... کھانا کھانے سے پہلے اور کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھولینا مستحب عمل اور خیر و برکت کا باعث ہے، خاص طور پر جبکہ کوئی جنابت کی حالت میں ہو، یعنی اُس پر غسل واجب ہو، یا ہاتھوں پر میل کچیل لگا ہوا ہو، اس وقت کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث میں مروی ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنبی (یعنی غسل واجب) ہونے کی حالت میں جب کھانے پینے کا ارادہ کرتے، تو اپنے دونوں ہاتھ دھوتے، پھر کھاتے پیتے تھے (ابن خزیمہ، مسند احمد) ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال الهیثمی: رواه أبو یعلیٰ، وإسناده حسن (مجمع الزوائد، باب الصلاة علی غیرہ)
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَرْبَعٌ إِذَا كُنَّ فِيكَ
فَلَا عَلَيْكَ مَا فَاتَكَ مِنَ الدُّنْيَا: حِفْظُ أَمَانَةٍ، وَصِدْقُ حَدِيثٍ، وَحُسْنُ خَلِيقَةٍ، وَعِفَّةٌ فِي
طَعْمَةٍ (مسند أحمد، رقم الحديث ۶۶۵۲)

قال الهیثمی: رواه أحمد، والطبرانی فی الکبیر، وفیه ابن لہیعہ، وحديثه حسن، وبقية رجاله رجال
الصحيح (مجمع الزوائد، باب فی الأمانة)
۱ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَطْعَمَ وَهُوَ
جُنُبٌ غَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ طَعَمَ (صحیح ابن خزیمہ، رقم الحديث ۲۱۸، باب ذکر الدلیل
علی أن الأمر بالوضوء للجنب عند إرادة الأكل أمر ندب وإرشاد وفضيلة وإباحة،
الناشر: المكتب الإسلامي - بیروت)

قال الأعظمی: إسناده صحيح.

عَنْ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ عَائِشَةَ، قَالَتْ: "كَانَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ، تَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، فَإِذَا أَرَادَ
أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ، غَسَلَ كَفَيْهِ، ثُمَّ يَأْكُلُ، أَوْ يَشْرَبُ، إِنْ شَاءَ (مسند أحمد، رقم
الحديث ۲۴۷۱۲، واللفظ له؛ سنن كبرى للبيهقي، رقم الحديث ۹۸۱؛ نسائي، رقم
الحديث ۲۵۷، بزيادة "أويشرب"؛ و ابو داؤد، رقم الحديث ۲۲۳؛ ابن ماجه، رقم
الحديث ۵۹۳؛ مصنف ابن ابی شيبه، رقم الحديث ۶۶۳ بغير لفظ "أويشرب")

حديث صحيح (حاشية مسند احمد)

قال الالباني: قلت: وهذا حديث عزيز جيد، فيه سنية غسل اليدين قبل الطعام (سلسلة الأحاديث
الضعيفة والموضوعة وأثرها السوء في الأمة، تحت رقم الحديث ۳۹۰)

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور بعض روایات میں جنابت (یعنی غسل واجب ہونے) کی حالت میں ہاتھ دھونے کے ساتھ کلی کرنے کا بھی ذکر ہے۔ ۱

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے پاس بھنا ہوا گوشت کھایا، پھر (کھانے سے فراغت پا کر) اپنے دونوں ہاتھ دھوئے، اور منہ دھویا (یعنی کلی کی) پھر نماز پڑھی (مسند ابی حنیفہ) ۲

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

اسی قسم کی روایت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَطْعَمَ غَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَأْكُلُ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۹۸۰، عروة بن الزبير، عن أم سلمة، دار النشر: مكتبة ابن تيمية- القاهرة)

قال الهيثمي: ورجال الكبير ثقات، ورجال الأوسط والصغير فيه جابر الجعفي، وقد اختلف في الاحتجاج به (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۴۹۰، باب فيمن أَرَادَ النُّومَ وَالْأَكْلَ وَالشَّرْبَ وَهُوَ جُنُبٌ)

۱ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ تَمَضَّمَصَّ وَأَكَلَ (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۱۰۸۵، باب الرجل ينام وهو جنب أو يطعم أو يشرب، واللفظ له، الناشر: المكتب

الإسلامي، بيروت؛ سنن الدار قطنی، رقم الحديث ۴۶۵)

لموظر رہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بعض روایات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنبی ہونے کی حالت میں نماز والا وضو کر کے کھانا کھانے کا ذکر ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ جُنُبًا، فَأَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَنَامَ، تَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ (مسلم، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له)

ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی حالت جنابت میں کھانے سے قبل پورا وضو فرماتے ہوں، اور کبھی ہاتھ دھونے پر اکتفاء فرماتے ہوں، اور کبھی ہاتھ دھونے کے ساتھ کلی بھی فرماتے ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قَالَ الشَّوْكَانِيُّ وَيُجْمَعُ بَيْنَ الرَّوَايَاتِ بِأَنَّهُ كَانَ تَارَةً يَتَوَضَّأُ وَضُوءَ الصَّلَاةِ وَتَارَةً يَقْتَصِرُ عَلَى غَسْلِ الْيَدَيْنِ لَكِنَّ هَذَا فِي الْأَكْلِ وَالشَّرْبِ خَاصَّةً وَأَمَّا فِي النَّوْمِ وَالْمَعَاوَذَةِ فَهُوَ كَوَضُوءِ الصَّلَاةِ لِعَدَمِ الْمَعَارِضِ لِلْأَحَادِيثِ الْمُصَرِّحَةِ فِيهَا بِأَنَّهُ كَوَضُوءِ الصَّلَاةِ (عون المعبود، تحت رقم الحديث ۲۲۵، كتاب الطهارة، باب مَنْ قَالَ الْجَنْبُ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَأْكُلُ أَوْ يَشْرِبُ)

۲ حَدَّثَنَا ابْنُ حَيَّانَ، ثنا سَلْمُ بْنُ عِصَامٍ، عَنْ عَمِّهِ، ثنا الْحَكَمُ بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ زُفَرَ، عَنْ أَبِي حَنِيْفَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ شَرْحَبِيلَ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخَدْرِيِّ، رَضِيَ اللَّهُ

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مدعو کیا، ہم بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوئے، پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھالیا، تو آپ نے ہاتھ دھوئے، اور دعا پڑھی (ابن حبان) ۱

ان احادیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونا معلوم ہوا۔ اور ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھو لینے سے کھانے میں برکت ہوتی ہے
(ابوداؤد) ۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ عِنْدَهُمْ لَحْمًا مَشْوِيًّا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ وَقَمَهُ، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ هَكَذَا لِنَاءَهُ أَبُو مُحَمَّدٍ مِنْ رِوَايَتِهِ عَنْ أَبِي حَنِيْفَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَتَابِعَهُ عَنْ دَاوُدَ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَأَبُو يُوْسُفَ، وَقَالَ عَامَّةُ أَصْحَابِ أَبِي حَنِيْفَةَ: مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، وَأَبُو عَاصِمٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَسَعِيدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، وَغَيْرُهُمْ: أَبُو حَنِيْفَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ شُرْحَبِيلَ، هَذَا الْحَدِيثُ بَعِيْنِهِ (مسند الإمام أبي حنيفة رواية أبي نعيم، باب الدال، أبو حنيفة، عن داود بن عبد الرحمن العطار أبي سليمان المكي؛ الناشر: مكتبة الكوثر - الرياض)

عن ابي حنيفة عن داود بن عبد الرحمن عن شرحبيل عن ابي سعيد الخدري رضي الله عنه عن النبي -صلى الله عليه وسلم - انه اكل عندهم لحما مشويا وغسل يديه و فاه ثم صلى ولم يتوضأ (الانبار لأبي يوسف، رقم الحديث ۴۵، باب الوضوء؛ الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت)

۱ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: دَعَا رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَأَنْطَلَقْنَا مَعَهُ، فَلَمَّا طَعِمَ، وَغَسَلَ يَدَهُ، قَالَ: "الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَ وَلَا يَطْعَمُ، مَنْ عَلَيْنَا، فَهَذَا، وَأَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وَكُلُّ بَلَاءٍ حَسَنٍ أَبْلَانَا، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَ مِنَ الطَّعَامِ، وَسَقَى مِنَ الشَّرْبِ، وَكَسَا مِنَ الْعُرَى، وَهَدَى مِنَ الضَّلَالَةِ، وَبَصَّرَ مِنَ الْعَمَى، وَفَضَّلَ عَلَيَّ كَثِيرٌ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا، الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۵۲۱۹، ذَكَرَ مَا يَحْمَدُ الْعَبْدُ رَبَّهُ جَلَّ وَعَلَا بَعْدَ غَسْلِهِ يَدَهُ مِنَ الْعَمْرِ مِنْ طَعَامٍ أَكَلَهُ؛ الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت)

فی حاشیہ ابن حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم.

۲ عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: قَرَأْتُ فِي التَّوْرَةِ أَنَّ بَرَكَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ قَبْلَهُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ

﴿بقیہ حاشیہ کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:
 جو شخص یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں خیر کی کثرت فرمائیں، تو اسے چاہئے
 کہ جب اس کا صبح کا کھانا آئے، اور جب (فراغت کے بعد) اٹھالیا جائے، تو
 ہاتھ دھو لے (ابن ماجہ) ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: بَرَكَتَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ قَبْلَهُ، وَالْوُضُوءُ بَعْدَهُ (سنن ابی
 داؤد، رقم الحدیث ۳۷۶۱، کتاب الاطعمه، باب فی غسل الید قبل الطعام، المكتبة
 العصرية، بيروت، واللفظ له، مسند احمد، رقم الحدیث ۴۳۷۳۲؛ سنن الترمذی رقم

الحدیث ۱۸۳۶؛ مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۷۰۸۲)

قال الترمذی: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ: لَا نَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ قَيْسِ بْنِ
 الرَّبِيعِ، وَقَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ يَضْعَفُ فِي الْحَدِيثِ، وَأَبُو هَاشِمٍ الرُّمَائِيُّ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ دِينَارٍ.
 وَقَالَ الْحَاكِمُ: تَفَرَّدَ بِهِ قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ وَأَنْفِرَاذَةَ عَلَى غُلُوِّ مَجْلِهِ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُمْكِنَ
 تَرْكُهَا فِي هَذَا الْكِتَابِ (حوالہ بالا)

وقال المنذرى: رواه أبو داود والترمذی وقال لا يعرف هذا الحديث إلا من حديث قيس بن الربيع
 وقيس يضعف في الحديث انتهى. قال الحافظ قيس بن الربيع صدوق وفيه كلام لسوء حفظه لا
 يخرج الإسناد عن حد الحسن وقد كان سفيان يكره الوضوء قبل الطعام (التلخيص والترغيب
 والترهيب، الترغيب في غسل الید قبل الطعام إن صح الخبر وبعده والترهيب أن ينام وفي يده ریح
 الطعام لا يغسلها)

وقال الترمذی بعد إيراد الحديث في جامعه وفي الباب عن أنس وأبي هريرة وعائشة، ثم قال: لا
 نعرف هذا الحديث -يعني حديث سلمان- إلا من حديث قيس بن الربيع وهو يضعف في الحديث.
 قال: وقال ابن المدنى، قال يحيى بن سعيد: كان سفيان الثوري يكره غسل الیدين قبل الطعام،
 وكان يكره أن يوضع الرغيف تحت القصعة اهـ. كلام الترمذی. وقال الذهبی فی الكاشف فی
 ترجمة قيس بن الربيع: كان شعبة يثنى عليه، وقال ابن معين: ليس بشيء. وقال أبو حاتم: ليس
 بقوى، محله الصدق، وقال ابن عدی: عامة رواياته مستقيمة اهـ. وقال العسقلانی فی التقریب:
 صدوق تغير بالآخرة لما كبر، وأدخل عليه ابنه ما ليس من حديثه. قلت: وهذا الحديث ليس من
 رواية ابنه، بل من رواية عبد الله بن نمير عنه، وفي طريق من رواية عبد الكريم الجرجاني عنه، وقد
 روى الحديث أحمد وأبو داود والحاكم، والطرق يقرى بعضها بعضها (مراقبة المفاتيح،
 ج ۷ ص ۲۷۱۳، کتاب الاطعمه)

۱ حَدَّثَنَا كَثِيرٌ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَكْثُرَ اللَّهُ خَيْرَ بَيْتِهِ، فَلْيَتَوَضَّأْ إِذَا حَضَرَ عَدَاؤُهُ، وَإِذَا رَفَعَ (سنن ابن
 ماجه، رقم الحدیث ۳۲۶۰، کتاب الاطعمه، باب الوضوء عند الطعام، واللفظ له،

﴿بقية حاشية الگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

صبح کے کھانے کا ذکر کسی خاص وجہ سے کیا گیا ہے، ورنہ دوسرے اوقات میں کھانا کھانے کی صورت میں بھی یہی حکم ہے۔ ۱

اس قسم کی اور بھی روایات و آثار ہیں، جن میں کھانے سے پہلے یا کھانے کے بعد ہاتھ دھونے اور ان کی فضیلت کا ذکر ہے۔ ۲

﴿گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ﴾

اخلاق النبی لابی الشیخ الاصبہانی، رقم الحدیث ۶۴۰

قال الكنانی: هذا إسناد ضعيف لضعف كثير وجبارة وله شاهد من حديث سلمان رواه أبو داود والترمذی وضعفاه (مصباح الزجاجة فی زوائد ابن ماجه، تحت رقم الحدیث ۱۱۲۶، باب الوضوء عند الطعام)

۱ یاد رہے کہ بعض روایات میں جو کھانے کے وقت ہاتھ دھونے کو مطلق وضو کہا گیا ہے، اس سے ہاتھ دھونا مراد ہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنَمٍ الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قُلْتُ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ هَلْ كُنْتُمْ تَوَضُّؤْنَ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِذَا أَكَلْنَا طَعَامًا مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ غَسَلْنَا يَدَيْهِ، وَقَاهُ فَكُنَّا نَعُدُّ هَذَا وَضُوءًا (مسند البزار، رقم الحدیث ۲۶۶۶، مسند معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ؛ الناشر: مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة)

۲ عن موسى بن جعفر، عن أبيه، عن جده، متصلاً قال: قال رسول الله ﷺ الوضوء قبل الطعام ينفي الفقر وبعده ينفي اللمم، ويصح البصر (مسند الشهاب القضاة، رقم الحدیث ۳۱۰، الوضوء قبل الطعام ينفي الفقر وبعده ينفي اللمم ويصح البصر؛ الناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت)

عن أبان ابن عثمان: أن عثمان بن عفان أكل لحماً وخبزاً فتمضمض وغسل يديه ثم مسحهما بوجهه ثم صلى ولم يتوضأ (موطأ محمد، رقم الحدیث ۳۲، باب: الوضوء مما غيرت النار؛ الناشر: المكتبة العلمية)

عَنْ إِبْرَاهِيمَ، أَنَّ عَلْقَمَةَ، وَالْأَسْوَدَ كَانَا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ وَهُوَ يُرِيدُ الْمَسْجِدَ، فَتَلَقَى بِجَفْنَةٍ مِنْ تَرِيدٍ، وَهُوَ فِي الرَّحْبَةِ، قَالَ: فَجَلَسَ فَأَكَلَ مِنْهَا هُوَ وَعَلْقَمَةُ وَالْأَسْوَدُ، قَالَ: ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ، فَمَضْمَضَ فَاةً، وَغَسَلَ يَدَيْهِ مِنْ عَمْرِ اللَّحْمِ، ثُمَّ دَخَلَ فَصَلَّى (مُصَنَّفُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، رقم الحدیث ۵۳۷، من كان لا يتوضأ مما مست النار)

عَنْ إِبْرَاهِيمَ: أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ، وَعَلْقَمَةَ، خَرَجَا مِنْ بَيْتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ يُرِيدَانِ الصَّلَاةَ فَجِئَا بِقَصْعَةٍ مِنْ بَيْتِ عَلْقَمَةَ، فِيهَا تَرِيدٌ وَلَحْمٌ فَأَكَلَا فَمَضْمَضَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَغَسَلَ أَصَابِعَهُ، ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ (شرح معاني الآثار، رقم الحدیث ۴۱۰، كتاب الطهارة، باب أكل ما غيرت النار، هل يوجب الوضوء أم لا؟؛ الناشر: عالم الكتب)

عَنْ جَابِرٍ؛ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَكَلَ خُبْزًا وَلَحْمًا، فَمَا زَادَ عَلَى أَنْ مَضْمَضَ فَاةً وَغَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جن کے پیش نظر کئی فقہائے کرام نے کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کو مستحب اور باعثِ اجر و ثواب قرار دیا ہے۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا تیسرا حاشیہ﴾

صَلَّى (مُصَنَّف ابْن أَبِي شَيْبَةَ، رَقْم الْحَدِيث ۵۳۸، مِنْ كَانَ لَا يَتَوَضَّأُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارَ) عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ عَنْ حَمَادِ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عُلْقَمَةَ ابْنَتِهَا أَنَّهَا سَأَلَتْهُ عَنْ رَجُلٍ أَكَلَ مِنْ لَحْمٍ وَخَبِزَ فَأَكَلَ مِنْ مَسْعُودِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ وَفَاهُ ثُمَّ قَالَ لَوْلَا رِيحُهُ مَا بَالَيْتُ إِلَّا أَمَسَ مَاءً ثُمَّ صَلَّى كَمَا هُوَ (الْأَثَارُ لِأَبِي يُوسُفَ، رَقْم الْحَدِيث ۴۶، بَاب الْوُضُوءِ؛ النَّاشِر: دَارُ الْكُتُبِ الْعِلْمِيَّةِ - بَيْرُوت)

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي غَمْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: قَالَ سَلْمَانَ: غَسَلَ الْيَدَ قَبْلَ الطَّعَامِ يَنْفَى الْفَقْرَ، وَغَسَلَ الْيَدَ بَعْدَ الطَّعَامِ يَنْفَى اللَّيْمَ (الْكُنَى وَالْأَسْمَاءُ لِلدُّوَلَابِيِّ، رَقْم الْحَدِيث ۱۷۸۸، النَّاشِر: دَارُ ابْنِ حَزْمٍ - بَيْرُوت، لُبْنَان)

قال العراقي:

حديث "الوضوء قبل الطعام ينفي الفقر وبعده ينفي اللمم" وفي رواية "ينفي الفقر قبل الطعام وبعده" أخرجه القضاعي في مسند الشهاب من رواية موسى الرضا عن آباءه متصلاً باللفظ الأول، وللطبراني في الأوسط من حديث ابن عباس "الوضوء قبل الطعام وبعده مما ينفي الفقر" ولأبي داود والترمذي من حديث سلمان "بركة الطعام الوضوء قبله والوضوء بعده" وكلها ضعيفة (تخریج احاديث الاحياء، كتاب آداب الأكل: الباب الأول؛ الناشر: دار ابن حزم، بيروت-لبنان)

عَنْ أَبِي عُيَيْدَةَ النَّاجِيِّ، عَنِ الْحَسَنِ الْبُصْرِيِّ؛ قَالَ: الْوُضُوءُ قَبْلَ الطَّعَامِ يَنْفَى الْفَقْرَ وَيَعْدَهُ يَنْفَى اللَّيْمَ (المجالسة وجواهر العلم للدينوري مالكي، رقم الحديث ۶۳۰؛ الناشر: دار ابن حزم، بيروت-لبنان)

عَنْ السَّرِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: غَسَلَ الْيَدَ قَبْلَ الطَّعَامِ، وَكُنَسَ أَسْفَلَ الْخَوَانِ إِذَا رَفَعَ يَنْفَى الْفَقْرَ (الْكُنَى وَالْأَسْمَاءُ لِلدُّوَلَابِيِّ، رَقْم الْحَدِيث ۱۷۸۹؛ الناشر: دار ابن حزم - بيروت، لبنان)

حدثنا معان بن رفاعة، قال: سمعت أبا محمد عبد الرحمن بن إبراهيم، قال: الوضوء قبل الطعام وبعده الطعام يورث الغناء وينفي الفقر (الْكُنَى وَالْأَسْمَاءُ لِلدُّوَلَابِيِّ، رَقْم الْحَدِيث ۱۶۸۷؛ الناشر: دار ابن حزم - بيروت، لبنان)

مندرجہ بالا احادیث و آثار میں سے بعض صحیح اور بعض ضعیف ہیں، لیکن یہ سب مل کر باہم قوت حاصل کر لیتے ہیں۔

اور ان سے ہاتھ دھونے کے استحباب پر استدلال بالکل درست ہو جاتا ہے، جس کی مزید تفصیل آگے آتی ہے۔

۱ وَذَهَبَ عَامَّةُ الْفُقَهَاءِ إِلَى أَنَّ أَكْلَ لَحْمِ الْإِبِلِ لَا يُوجِبُ الْوُضُوءَ، وَتَأْوَلُوا الْحَدِيثَ عَلَى غَسْلِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

عام طور پر ہاتھ مختلف کاموں اور چیزوں میں استعمال ہوتے رہتے ہیں اور ان پر میل پچیل لگتا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الْيَدِ وَالْفَمِ لِلنَّظَافَةِ، كَمَا رَوَى : أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَضَمَضَ مِنَ اللَّبَنِ، وَقَالَ : إِنَّ لَهُ دَسْمًا وَخَصَّ لَحْمَ الْإِبِلِ بِهِ، لِشِدَّةِ زُهْمِهِ.

قَالَ الْحَسَنُ : الْوُضُوءُ قَبْلَ الطَّعَامِ يَنْفِي الْفَقْرَ، وَبَعْدَهُ يَنْفِي اللَّمَمَ، وَالْمُرَادُ مِنْهُ : غَسَلَ الْيَدَيْنِ. قَالَ قَتَادَةُ : مَنْ غَسَلَ يَدَيْهِ فَقَدْ تَوَضَّأَ (شرح السنة، للبهوي، بَابُ تَرْكِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ؛ دار

النشر: المكتب الإسلامي - دمشق - بيروت)

ويستحب غسل اليدين قبل الطعام وبعده، فإن فيه بركة (المحيط البرهاني، ج ۵ ص ۳۵۱، الفصل الثاني عشر في الكراهية في الأكل؛ الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان)

وَلَوْ غَسَلَ يَدَهُ لِلطَّعَامِ أَوْ مِنَ الطَّعَامِ لَقَصِدَ إِقَامَةَ السُّنَّةِ صَارَ الْمَاءُ مُسْتَعْمَلًا؛ لِأَنَّ إِقَامَةَ السُّنَّةِ قُرْبَةٌ لِقَوْلِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - الْوُضُوءُ قَبْلَ الطَّعَامِ بَرَكَةٌ، وَبَعْدَهُ يَنْفِي اللَّمَمَ (بدائع الصنائع،

ج ۱ ص ۶۹، فصل في الطهارة الحقيقية؛ الناشر: دار الكتب العلمية)

ويستحب غسل اليدين قبل الطعام فإن فيه بركة، وفي البرهانية: والسنة أن يغسل الأيدي قبل الطعام وبعده (تكملة البحر الرائق للطوري، ج ۸ ص ۲۰۸، كتاب الكراهية، فصل في الأكل

والشرب، غسل اليدين قبل الطعام؛ الناشر: دار الكتاب الإسلامي)

يستحب غسل اليدين قبل الطعام وبعده وان كان على وضوء قال المروزي رایت ابا عبد الله يغسل يديه قبل الطعام وبعده وان كان على وضوء (المغنی لابن قدامة، ج ۷، ص ۲۸۹، کتاب الولیمة،

فصل آداب الطعام؛ الناشر: مكتبة القاهرة)

فاعلم أنه يستحب غسل اليد قبل الطعام ففي الحديث أنه ينفي الفقر وبعد الطعام ينفي اللمم وهو الجنون ولا ينشفها قبل الأكل، فإنه ربما يكون بالمنديل وسخ فيعلق باليد ويقدم الصبيان في الغسل

الأول لأنهم أقرب إلى الأوساخ، وربما نفذ الماء لو قدمنا الشيوخ وفي الثاني يقدم الشيوخ كرامة لهم، ويقدم المالك في الأول ويتأخر في الثاني، وينبغي للأكل أن يضم شفتيه عند الأكل ليأمن مما

يتطاير من البصاق حال المضغ ولا يتنخم ولا يبصق بحضرة آكل غيره فإن عرض له سعال حوّل وجهه عن الطعام ولا ينفذ يديه من الطعام لئلا يقع منه شيء على ثوب جليسه أو في الطعام (إرشاد

الساری لشرح صحيح البخاری، لأحمد بن محمد القسطلانی، تحت رقم الحديث ۵۴۶۶، باب قول الله تعالى، فإذا طعمتم فانتشروا؛ الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية، مصر)

کئی اہل علم حضرات نے کھانے سے قبل و بعد ہاتھ دھونے کے احتیاج کو تعظیف کی تعلیل کے ساتھ خاص کیا ہے۔

جبکہ بعض نے ہاتھ دھونے کے احتیاج کا انکار کیا ہے۔

وعن عبد الله بن عباس قال : إن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - شرب لبنا فمضمض) ، زاد مسلم : ثم دعا بماء فمضمض أى : غسل فمه . ذكر الأبهري قال الشيخ : ويستنبط منه غسل اليدين

للتنظيف . قال النووي : اختلف العلماء في استحباب غسل اليدين قبل الطعام وبعده والأظهر

﴿بقيہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

رہتا ہے اور کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کی صورت میں صاف ستھرے ہاتھوں سے کھانا

﴿گزشتہ صفحے کا قیہ حاشیہ﴾

استحبابہ اولاً إلا أن يتيقن نظافة اليدين من النجاسة والوسخ واستحبابه بعد الفراغ إلا أن لا يبقى على اليد أثر الطعام بأن كان يابساً أو لم يمسه بها (مرقاة، كتاب الطهارة، باب ما يوجب الوضوء) وفيه استحباب المضمضة من شرب اللبن. وقالت العلماء: وكذلك غيره من المأكول والمشروب ليتطهر فمه لقراءة القرآن وغيرها، ولئلا يبقى منه بقايا يتلها في حال الصلاة. وقال الشيخ محيي الدين واختلف العلماء في استحباب غسل اليدين قبل الطعام وبعده، والأظهر استحبابه أولاً إلا أن يتيقن نظافة اليد من النجاسة والوسخ، واستحبابه بعد الفراغ إلا أن لا يبقى على اليد أثر الطعام بأن كان يابساً أو لم يمسه بها. وقال مالك: لا يستحب غسل اليد للطعام إلا أن يكون على اليد أولاً قذراً أو يبقى عليها بعد الفراغ رائحة (شرح ابى داؤد للعيني، ج ۱، ص ۲۵۱، باب الوضوء من اللبن؛ الناشر: مكتبة الرشد - الرياض)

اور ہمارے نزدیک قبل الطعام وبعده الطعام غسل اليدين کا استحباب راجح ہے، کیونکہ اولاً تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح احادیث میں اس کا ثبوت ہے، دوسرے اس سلسلہ میں جو احادیث ضعیفہ ہیں، ان سے بھی استحباب ثابت ہو جاتا ہے، تیسرے کھانے کے دوران ہاتھ منہ سے لگتے ہیں اور غذا ان سے لگ کر منہ میں داخل ہوتی ہے، اور کھانے کے بعد انگلیاں چائنا سنت سے ثابت ہے، اور ہاتھوں پر میل پھیل ہونے سے غذا میں اس کے شامل اور منہ میں داخل ہونے کا خدشہ ہے، البتہ اس کا بہت زیادہ التزام اور اس عمل میں غلو کرنا (جیسا کہ بعض لوگوں کی طرف سے دیکھا جاتا ہے) درست نہیں۔

فتحصل ان فی العمل بالحديث الضعيف ثلاثة مذاهب، لا يعمل به مطلقاً، يعمل به مطلقاً، يعمل به فی الفضائل بشرطه (الاجوبة الفاضلة عن الاسئلة العشرة الكاملة، ص ۱۰، مشمولة: مجموعہ رسائل اللکنوی، ج ۲؛ من مشورات ادارة القرآن، کراتشی، پاکستان)

ہذہ العبارات ونحوها الواقعة فی کتب الثقات تشهد بتفرقہم فی ذلك، فمنہم من منع العمل بالضعيف مطلقاً، وهو مذهب ضعيف، ومنہم من جوزه مطلقاً، وهو توسع سخيف، ومنہم من فصل وقيد وهو المسلك المسدد (ایضاً ص ۱۱)

قال العلماء من المحدثين والفقهاء وغيرهم: يجوز ويستحب العمل فی الفضائل والترغيب والترهيب بالحديث الضعيف ما لم يكن موضوع (كتاب الاذکار للنووی، ج ۱ ص ۸، فصل فی الأمر بالإخلاص وحسن النيات، الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان) والاستحباب يثبت بالضعيف غير الموضوع (فتح القدير ج ۲ ص ۱۳۳، فصل فی الصلاة على النبي، الناشر: دار الفكر)

والذي يظهر بعد التامل الصادق، هو قبول الضعيف فی ثبوت الاستحسان وجوازه، فاذا دل حديث ضعيف على استحباب شيء او جوازه، ولم يدل دليل آخر صحيح عليه، وليس هناك ما يعارضه ورجح عليه، قبل ذلك الحديث وجاز العمل بما افاده واقول باستحباب ما دل عليه او جوازه.

غاية ما في الباب ان يكون مثل هذا الاستحباب والجواز ادون رتبة من الاستحباب (ظفر الأمانی فی مختصر الجرجانی فی مصطلح الحديث، ص ۱۹۸، لمولانا عبدالحی اللکنوی رحمہ اللہ)

کھانے کی سعادت حاصل ہوتی ہے، اور کھانا میلے کھیلے ہاتھوں کے ساتھ ملوث ہونے سے محفوظ رہتا ہے، اور کھانا کھاتے وقت کچھ کھانے کا حصہ ہاتھوں پر لگا رہتا ہے، جس کے بعد ان ہاتھوں کے مختلف چیزوں پر لگنے سے دوسری چیزیں گندی ہو سکتی ہیں، اور ان ہاتھوں پر کبھی، مچھر وغیرہ کے آنے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے، اور اسی حال میں سو جانے سے کسی مضر چیز کے کھانے کے اثرات پر آ کر نقصان کا اندیشہ ہے اور زیادہ دیر تک ہاتھوں پر کھانا لگے رہنے سے اس کے خراب ہونے اور سڑنے کی وجہ سے جراثیم پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

ان سب چیزوں سے حفاظت کے لئے کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کا عمل بہت مفید ہے۔

مگر یہ بات سمجھ لینے کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی مرتبہ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ نہ دھونا بھی ثابت ہے۔ ۱

۱۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ حُوَيْرِثٍ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى حَاجَتَهُ مِنَ الْخَلَاءِ، فَقَرَّبَ إِلَيْهِ طَعَامًا فَأَكَلَ وَنَمَّ يَمَسُّ مَاءً (مسلم، باب جواز أكل المحدث الطعام، وأنه لا كراهة في ذلك)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ عَلَيْهِ نِيَابَهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَأَتَى بِهِدْيَةَ حُبْرٍ وَلَحْمٍ، فَأَكَلَ ثَلَاثَ لُقْمٍ، ثُمَّ صَلَّى بِالنَّاسِ، وَمَا مَسَّ مَاءً (مسلم، باب المضمضة من شرب اللبن)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ قَالَ: أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ شِعْبٍ مِنَ الْجَبَلِ وَقَدْ قَضَى حَاجَتَهُ، وَبَيْنَ أَيْدِينَا تَمْرٌ عَلَى تَرْسٍ أَوْ حَجْفَةٍ، فَذَعُونَاهُ، فَأَكَلَ مَعَنَا وَمَا مَسَّ مَاءً (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۳۷۶۲، کتاب الاطعمه، باب فی طعام الفجاءة؛ المعجم الأوسط، رقم الحدیث ۸۶۷۴)

عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُمْ كَانُوا يَأْكُلُونَ تَمْرًا عَلَى تَرْسٍ، فَمَرَّ بِنَا النَّبِيِّ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْنَا: هَلُمَّ، فَتَقَدَّمَ فَأَكَلَ مَعَنَا مِنَ التَّمْرِ، وَنَمَّ يَمَسُّ مَاءً (صحيح ابن حبان، رقم الحدیث ۱۱۶۰، ذِکْرُ الْمَجْبَرِ الدَّالِّ عَلَى إِبَاحَةِ تَرْكِ الْوُضُوءِ مِنْ أَكْلِ الْفَرَاكِه)

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَتْ: أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِكَيْفِ شَاةٍ، فَأَكَلَ مِنْهُ، وَصَلَّى، وَنَمَّ يَمَسُّ مَاءً (ابن ماجه، رقم الحدیث ۴۹۱، کتاب الطهارة، باب الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ)

عَنْ أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَهْدَيْتُ لَهُ شَاةً فَجَعَلَهَا فِي

﴿بِقِيَّة حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جس سے معلوم ہوا کہ کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا مستحب درجے کا عمل ہے، اور جن حضرات نے اس کو سنت کہا ہے، ان کی مراد بھی سنتِ مستحبہ ہے، لہذا اگر کوئی کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ نہ دھوئے، تو اُس پر بھی نکیر نہیں کرنی چاہئے، اور خود بھی اس عمل کا فرض و واجب عمل کی طرح التزام و اہتمام نہیں کرنا چاہئے۔ ۱

اور اگر کسی ایسی جگہ کھانا کھا رہے ہوں جہاں ہاتھ دھونے کا مناسب انتظام نہ ہو یا ہاتھ دھونے سے صاحبِ خانہ کو تکلیف و ایذا پہنچتی ہو تو ہاتھ دھونے میں زیادہ اصرار اور غلو نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ ہاتھ دھونا مستحب یا زیادہ سے زیادہ سنتِ مستحبہ کے درجے کی چیز ہے، اور دوسرے کو تکلیف پہنچانا گناہ ہے، جس سے بچنا زیادہ اہم ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الْقَدْرِ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ " مَا هَذَا يَا أَبَا رَافِعٍ؟ "، فَقَالَ: شَاةٌ أَهْدَيْتَ لَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَطَبَخْتَهَا فِي الْقَدْرِ، فَقَالَ " نَاوِلْنِي الدَّرَاعَ يَا أَبَا رَافِعٍ "، فَنَاوَلْتُهُ الدَّرَاعَ ثُمَّ قَالَ " نَاوِلْنِي الدَّرَاعَ الْآخَرَ "، فَنَاوَلْتُهُ الدَّرَاعَ الْآخَرَ، ثُمَّ قَالَ " نَاوِلْنِي الدَّرَاعَ الْآخَرَ "، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّمَا لِلشَّاةِ ذِرَاعَانِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " أَمَا إِنَّكَ لَوْ سَكَّتْ لَنَاوَلْتَنِي ذِرَاعًا، فِدْرَاعًا مَا سَكَّتْ "، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ فَاهُ وَغَسَلَ أَعْرَافَ أَصَابِعِهِ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى، ثُمَّ عَادَ إِلَيْهِمْ فَوَجَدَهُمْ لَحْمًا بَارِدًا فَأَكَلَ، ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى وَلَمْ يَمَسْ مَاءً (مسند احمد، رقم الحديث ۲۷۱۹۵)

فی حاشیہ مسند احمد: حسن لغیرہ فی قصۃ مناوَلۃ الدَّرَاعِ.

۱۔ بالخصوص جبکہ بعض فقہاء مطلقاً استحب سے بھی اختلاف کرتے ہوں۔

قال ابن المنذر: وليس ذلك بواجب لأن النبي عليه السلام قد أكل لما خرج من البراز قبل أن يغسل يديه. رواه أبو داود من حديث ابن أبي مليكة عن ابن عباس، وأنكر مالك غسل اليدين قبل الطعام، وقال إنه من فعل الأعاجم، وبه قال الثوري. وقال البهري: لا نحفظ ذلك عن النبي ولا عن أصحابه (شرح صحيح البخاري لابن بطال، باب: المضمضة بعد الطعام؛ دار النشر: مكتبة الرشد - السعودية، الرياض)

وقوله (: (أصلي فأتوضأ) ، إنكاراً على من عرَضَ عليه غسل اليدين قبل الطعام ، وبه استدل مالك على كراهة ذلك وقال : إنه من فعل الأعاجم ، وقال مثله الثوري وقال : لم يكن من فعل السلف . وحمله غيرهما على إنكار كونه واجباً ، محتجاً بحديث رواه أبو داود وغيره عنه عليه الصلاة والسلام " : الوضوء قبل الطعام وبعده بركة (المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم ، باب المؤمن لا ينجس ، وذكر الله تعالى على كل ، وما يتوضأ له)

(۶)..... عام حالات میں دونوں ہاتھ پہنچوں (یعنی گٹوں) تک دھونا چاہئے، کیونکہ عام احادیث میں دونوں ہاتھوں یا دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کے دھونے کا ذکر ہے۔ اور اسی وجہ سے بعض حضرات نے صرف ایک ہاتھ یا چند انگلیاں دھونے کو کافی قرار نہیں دیا۔ ۱۔
البتہ اگر کوئی ہاتھوں کے اتنے حصے یا انگلیاں دھونے پر اکتفاء کرے کہ جن کو کھانے میں استعمال کرنا ہے تو اس کی بھی گنجائش ہے، خاص طور پر جبکہ کوئی عذر (مثلاً سردی وغیرہ) ہو۔ ۲۔
(۷)..... کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر کپڑے سے صاف کرنا سنت یا مستحب نہیں، بعض اوقات کپڑے وغیرہ پر میل کچیل ہوتا ہے، جس سے ہاتھ صاف کرنے سے دوبارہ ہاتھوں پر میل کچیل لگ جاتا ہے، البتہ کسی کپڑے وغیرہ سے صاف کیے بغیر ویسے ہی کسی طرح (مثلاً جھاڑ کر یا آگ سے سینک کر) سکھالیں یا خود سوکھ جائیں تو کوئی حرج نہیں۔

۱۔ قَالَ نَجْمُ الْأَيْمَةِ الْبَخَارِيُّ وَغَيْرُهُ غَسَلَ الْيَدَ الْوَاحِدَةَ أَوْ أَصَابِعَ الْيَدَيْنِ لَا يَكْفِي لِسِنَّةِ غَسْلِ الْيَدَيْنِ قَبْلَ الطَّعَامِ؛ لِأَنَّ الْمَذْخُورَ غَسَلَ الْيَدَيْنِ وَذَلِكَ إِلَى الرَّسْغِ، كَذَا فِي الْقُنْيَةِ (الفتاوى الهندية، كِتَابُ الْكِرَاهِيَةِ، الْبَابُ الْخَامِسُ فِي الْكِرَاهَةِ فِي الْأَكْلِ وَمَا يَتَّصِلُ بِهِ)

۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ غُرُورَةَ، عَنْ ابْنِ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَقَدْ خَرَجَ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَتَلَقَى بِقِصْعَةٍ فِيهَا ثَرِيدٌ وَلَحْمٌ، فَقَالَ: اجْلِسُوا فَكُلُوا فَإِنَّمَا صُنِعَ الطَّعَامُ لِيُؤْكَلَ، فَأَكَلْ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَغَسَلَ أَطْرَافَ أَصَابِعِهِ وَمَضْمَضَ وَصَلَّى (مُصَنَّفُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، رَقْمُ الْحَدِيثِ ۸۰۰۴، الصَّلَاةُ وَالْعِشَاءُ بِحَضْرَانِ بَابِهِمَا يَبْدَأُ)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: لَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: لَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ طَارِقٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ "أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، أَبِي بَجْفَنَةَ مِنْ ثُرَيْدٍ وَلَحْمٌ عِنْدَ الْعَصْرِ، فَأَكَلْنَا مِنْهَا، فَاتَى بِمَاءٍ، فَغَسَلَ أَطْرَافَ أَصَابِعِهِ، ثُمَّ صَلَّى وَكَمْ يَتَوَضَّأُ (شرح معانى الآثار، رقم الرواية ۴۱۶، باب أكل ما غيرت النار، هل يوجب الوضوء أم لا؟؛ الناشر: عالم الكتب)

عَنْ إِبْرَاهِيمَ: أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ، وَعَلْقَمَةَ، خَرَجَا مِنْ بَيْتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ يُرِيدَانِ الصَّلَاةَ فَجِئَا بِقِصْعَةٍ مِنْ بَيْتِ عَلْقَمَةَ، فِيهَا ثَرِيدٌ وَلَحْمٌ فَأَكَلَا فَمَضْمَضَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَغَسَلَ أَصَابِعَهُ، ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ (شرح معانى الآثار، رقم الحديث ۴۱۰)

اصابع یا اطراف اصابع کو دھونے پر اکتفاء کرنے سے ان حضرات کے قول کو تقویت حاصل ہوتی ہے، جو ہاتھ دھونے کے احتیاط کو تخطیف پر محمول کرتے ہیں جس کا تقاضا یہ ہے کہ ہاتھ کا جتنا حصہ کھانے میں استعمال ہوا ہے اس کو دھولینا کافی ہوگا، اگر تین انگلیوں سے کھائے تو تین کا دھولینا بھی، تاہم گٹوں تک دھولینا زیادہ بہتر ہوگا، کمافی اسباب الوضوء۔ واللہ اعلم۔

تاہم اگر کوئی کسی صاف کپڑے، تولیے وغیرہ سے ہاتھ خشک کر لے، تو اس میں کوئی گناہ بھی نہیں، خاص طور پر جبکہ کسی عذر (مثلاً سردی وغیرہ) کی وجہ سے ایسا کرے۔ ۱

(۸)..... مناسب ہے کہ ہاتھ دھونے میں کسی کی مدد حاصل نہ کی جائے بلکہ خود دھونے کی کوشش کی جائے، ہاں اگر کوئی مجبوری ہو یا دوسرے کی طرف سے ہاتھ دھلانے کی خواہش ہو تو ہاتھ دھلوانے میں دوسرے کی مدد لینے میں بھی حرج نہیں۔ ۲

(۹)..... کھانے کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ اگر جوان اور بوڑھے مشترک ہوں تو کھانے سے پہلے کے ہاتھ دھونے کے موقع پر جوانوں کو ہاتھ دھونے میں مقدم رکھا جائے اور اس کے بعد بوڑھوں کو اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھ دھونے کے موقع پر اس کے برعکس بوڑھوں کو ہاتھ دھونے میں مقدم رکھا جائے اور اس کے بعد جوانوں کو۔ ۳

۱۔ ولا ینشفھا قبل الأکل، فإنہ ربما یكون بالمندیل وسخ فیعلق بالید (إرشاد الساری لشرح صحیح البخاری، لأحمد بن محمد القسطلانی أبو العباس، شہاب الدین، ج ۸، ص ۲۵۰، تحت رقم الحدیث ۵۴۶۶، باب قول اللہ تعالیٰ: فإذا طعمتم فانتشروا)
ولا یمسح یدہ قبل الطعام بالمندیل لیكون اثر الغسل باقیاً وقت الاکل ویمسحها بعدہ لیزول اثر الطعام بالکلیة کذا فی خزائن المفتین (الفتاویٰ الہندیة، ج ۵ ص ۳۳۷، کتاب الکراہیة، البَابُ الْحَادِیْ عَشْرَ)

۲۔ وینبغی ان یصب الماء من الأنیة علی یدہ بنفسہ ولا یستعین بغيرہ (الفتاویٰ الہندیہ ج ۵ صفحہ ۳۳۷، کتاب الکراہیة، البَابُ الْحَادِیْ عَشْرَ)

۳۔ ویقدم الصبیان فی الغسل الأول لأنهم أقرب إلى الأوساخ، وربما نفذ الماء لو قدمنا الشیوخ وفي الثانی یقدم الشیوخ کرامة لهم، ویقدم المالک فی الأول ویتاخر فی الثانی (إرشاد الساری لشرح صحیح البخاری، لأحمد بن محمد القسطلانی أبو العباس، شہاب الدین، ج ۸، ص ۲۵۰، تحت رقم الحدیث ۵۴۶۶، باب قول اللہ تعالیٰ: فإذا طعمتم فانتشروا)

وآداب غسل الایدی قبل الطعام ان یداء بالشبان ثم بالشیوخ وبعد الطعام علی العکس کذا فی الظہیریة (فتاویٰ ہندیہ ج ۵ ص ۳۳۷، کتاب الکراہیة، البَابُ الْحَادِیْ عَشْرَ)
والادب فی الغسل بعد الطعام ان یدأ بالشیوخ ویمسح بالمندیل لیكون اثر الغسل زائلاً بالکلیة..... وفي الذخیرة وفي نوادر هشام ستلت محمداً عن غسل الیدین بالدقیق بعد الطعام هل هو مثل الغسل بالاشنان فاخبرنی ان اباحنیفة وابیوسف لم یرا بأساً لتوارث الناس ذالک من غیر نکیہ (البحر الرائق، کتاب الکراہیة، غسل الیدین قبل الطعام)

(۱۰)..... اگر کسی مجلس کا کوئی امیر و سربراہ ہو تو کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کا آغاز اسی سے کرنا بہتر ہے، اور اس کے خلاف بھی جائز ہے۔ ۱

(۱۱)..... میزبان کے لئے بہتر ہے کہ اگر باآسانی ہو سکے اور کوئی مشکل نہ ہو تو کھانا حاضر کرنے سے پہلے مہمانوں کے ہاتھ دھلانے کا بندوبست کر دے۔ ۲

(۱۲)..... کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کے ساتھ عام حالات میں کلی کرنے کی ضرورت نہیں۔ ۳

البتہ منہ کی صفائی کے لئے کوئی کرنا چاہے تو حرج بھی نہیں، بلکہ طبی اعتبار سے مفید اور بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، خاص طور پر جنابت (یعنی غسل واجب ہونے) کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانے سے پہلے ہاتھ دھولینے کے ساتھ کلی کر لینا ثابت ہے۔ ۴

۱ وَ يَنْبَغِي لِصَاحِبِ الضِّيَافَةِ أَنْ لَا يَقْدَمَ الطَّعَامَ مَا لَمْ يَقْدَمْ الْمَاءُ لَغَسْلِ الْأَيْدِي وَ كَانَ الْقِيَاسُ أَنْ يَبْدَأَ بِمَنْ هُوَ فِي آخِرِ الْمَجْلِسِ وَيُؤَخِّرُ صَاحِبَ الصُّدْرِ، وَلَكِنَّ النَّاسَ قَدْ اسْتَحْسَنُوا بِالْبَدَايَةِ بِصَاحِبِ الصُّدْرِ، فَإِنْ قَعَلَ ذَلِكَ فَلَا بَأْسَ بِهِ (الفتاوى الهندية، ج ۵ ص ۳۴۵، كِتَابُ الْكِرَاهِيَةِ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلَى ثَلَاثِينَ بَابًا، الْبَابُ الثَّانِي عَشَرَ فِي الْهَدَايَا وَالضِّيَافَاتِ)

۲ وَ يَنْبَغِي لِصَاحِبِ الضِّيَافَةِ أَنْ لَا يَقْدَمَ الطَّعَامَ مَا لَمْ يَقْدَمْ الْمَاءُ لَغَسْلِ الْأَيْدِي (فتاوى هندية ج ۵ ص ۳۴۵، كِتَابُ الْكِرَاهِيَةِ، الْبَابُ الثَّانِي عَشَرَ فِي الْهَدَايَا وَالضِّيَافَاتِ)

۳ وَ فِي الْيَتِيمَةِ سُئِلَ وَالِدِي عَنْ غَسْلِ الْفَمِ عِنْدَ الْأَكْلِ هَلْ هُوَ سُنَّةٌ كَغَسْلِ الْيَدِ فَقَالَ لَا كَذَا فِي التَّارِخَانِيَةِ (الفتاوى الهندية ج ۵ ص ۳۳۷، كِتَابُ الْكِرَاهِيَةِ، الْبَابُ الْحَادِي عَشَرَ)

۴ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا، فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَمَضَّمَصَ، وَقَالَ: إِنَّ لَهُ دَسْمًا.

هَذَا حَدِيثٌ مُتَّفَقٌ عَلَى صِحَّتِهِ، أَخْرَجَهُ مُحَمَّدٌ، عَنْ أَبِي عَاصِمٍ، وَأَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ مِنْ طُرُقٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ وَغَيْبُ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثَيْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ الْهَدَلِيُّ الْأَعْمَى، كَتَبَتْهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ، مَاتَ قَبْلَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، وَمَاتَ عَلِيُّ سَنَةِ ثِنْتَيْنِ وَتِسْعِينَ (شرح السنة، للبغوي، رقم الحديث ۱۰۸۰، بَابُ الْمَضْمَضَةِ مِنَ اللَّبَنِ وَالسُّوْبِقِ)

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ تَمَضَّمَصَ وَأَكَلَ (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۱۰۸۵، باب الرجل ينام وهو جنب أوى يطعم أو يشرب، واللفظ له؛ سنن الدار قطنی، رقم الحديث ۴۶۵)

اسی لئے بعض فقہائے کرام کے بقول جنابت (یعنی غسل واجب ہونے) کی حالت میں کلی کئے بغیر کھانا پینا مکروہ تزیہی ہے، پس جس پر غسل واجب ہو اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ ہاتھ دھونے کے ساتھ کلی بھی کر لے، البتہ حیض و نفاس کی حالت میں عورت کو کلی کیے بغیر کھانے پینے میں حرج نہیں۔ ۱

(۱۳)..... حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی کھانے کے موقع پر حاضر ہوتے تھے، تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کھانا شروع نہیں کرتے تھے، پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا شروع فرماتے تھے (مسلم) ۲

اور حضرت ثابت بن ابی ادریس رحمہ اللہ سے مرسل مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

جب کھانا لگا دیا جائے تو امیر مجلس یا کھانے کا مالک یا لوگوں میں افضل شخص کھانے

۱ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّهُ كَانَ إِذَا أُجْنِبَ فَأَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ مَاءَ لَمْ يَزِدْ عَلَى غَسْلِ كَفْيَيْهِ وَفِيهِ قَوْلُ رَابعٍ قَالَهُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ: يَغْسِلُ كَفْيَيْهِ وَيَمْضِضُ ثُمَّ يَأْكُلُ، وَقَالَ النَّخَعِيُّ: لَا بَأْسَ أَنْ يَشْرَبَ الْجُنُبُ قَبْلَ أَنْ يَتَوَضَّأَ، وَقَالَ مَالِكٌ: يَغْسِلُ يَدَيْهِ إِذَا كَانَ الْأَذَى قَدْ أَصَابَهُمَا، وَقَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ: يَغْسِلُ يَدَهُ وَقَاهُ، وَقَالَ أَصْحَابُ الرَّأْيِ: إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ يَغْسِلُ يَدَهُ وَيَمْضِضُ ثُمَّ يَأْكُلُ، وَلَا يَضْرُئُهُ إِنْ كَانَتْ يَدَاهُ نَظِيفَتَيْنِ أَنْ يَأْكُلَ وَلَمْ يَغْسِلْهُمَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَحِبُّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَطْعَمَ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَإِنْ اقْتَصَرَ عَلَى غَسْلِ فَرْجِهِ وَتَمَضَّضَ طَعْمَ وَأَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَغْسِلَ كَفْيَيْهِ إِنْ كَانَ بِهِمَا أذى (لأوسط لأبن المنذر، تحت رقم الحديث ۶۱۱، كتاب الاغتسال، ذَكَرُ وَضُوءَ الْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ النَّوْمَ)

یکرہ للجنب ولو امرأة الأكل والشرب بلا مضمضة بخلاف الحائض (غمز عيون البصائر، ج ۲، ص ۸۳، باب ما افترق فيه الحيض والجنابة، الناشر دار الكتب العلمية) وهل غسل فمه للأكل سنة كغسل يده الجواب لا لكن يكره للجنب قبله بخلاف الحائض (رد المحتار ج ۶ ص ۳۴۰، كتاب الحظر والاباحة)

اقول والعلة في الحيض والنفاس سواء م. ر. ن.

۲ عَنْ حُدَيْفَةَ، قَالَ: كُنَّا إِذَا حَضَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا لَمْ نَضِعْ أَيْدِينَا حَتَّى يَبْدَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ يَدَهُ (مسلم، رقم الحديث ۲۰۱۷، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، واللفظ له؛ ابوداؤد، رقم الحديث ۳۷۶۶)

کی ابتداء کرے (ابن عساکر) ۱

اس قسم کی احادیث کی روشنی میں محدثین نے فرمایا کہ اگر کوئی چھوٹا فرد، بڑے یا بزرگ کے ساتھ کھانے میں شریک ہو تو ادب کا تقاضا یہ ہے کہ چھوٹا خود پہلے کھانا شروع نہ کرے بلکہ بڑے اور بزرگ کے شروع کرنے کا انتظار کرے۔ ۲

(۱۳)..... بازار میں کھلے عام اور اسی طرح لوگوں کے سامنے عام گزرگاہ پر بلا ضرورت کھانے پینے سے پرہیز کرنا مناسب ہے، کیونکہ یہ سنجیدہ اور مہذب لوگوں کا طریقہ نہیں۔ البتہ اگر کسی دوکان یا ہوٹل میں کھانا پڑ جائے جہاں ہر قسم کے خاص و عام لوگ کھاتے پیتے

۱ عن ثابت بن ابي إدريس عائد الله قال قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) إذا وضع الطعام فليبدأ أمير القوم أو صاحب الطعام أو خير القوم (تاريخ دمشق، لابن عساکر، تحت رقم الترجمة ۱۰۳۲، ثابت بن معبد؛ الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع)

۲ (وعن حذيفة): أي ابن اليمان -رضي الله تعالى عنه- قال: كنا إذا حضرنا مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم: وفي نسخة: مع النبي -صلى الله عليه وسلم- طعاماً لم نضع أيدينا: أي في الطعام (حتى يبدأ) رسول الله -صلى الله عليه وسلم- (فيضع يده)، أي تأدبا معه وتبركا بفعله، وفي حديث ابن عساکر، عن أبي إدريس الخولاني مرسلًا: "إذا وضع الطعام فليبدأ أمير القوم، أو صاحب الطعام، أو خير القوم (مرواة المفاتيح، كتاب الأطعمة) فيه بيان هذا الأدب وهو أنه يبدأ الكبير والفاضل في غسل اليد للطعام وفي الأكل (شرح النووي، باب استحباب تخمير الأنانء وهو تغطيته وإيكاء السقاء وإغلاق الأبواب، الناشر: دار إحياء التراث العربي -بيروت)

کنا إذا حضرنا مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- طعاماً؛ لم نضع أيدينا حتى يبدأ رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؛ هذا تأدب مع النبي -صلى الله عليه وسلم-. وكذلك ينبغي أن يتأدب مع الفضلاء، والعظماء، والعلماء، فلا يبدأ بطعام، ولا شراب، ولا أمر من الأمور التي يشاركون فيها قبلهم (المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم، كتاب الأطعمة، باب التسمية، ومن باب الأمر بالأكل باليمين ومما يلي)

(وعن حذيفة رضي الله عنه قال: كنا إذا حضرنا مع رسول الله طعاماً التتوين فيه للشيوخ فيشمل القليل والكثير والحقير والجليل (لم نضع أيدينا) أي فيه (حتى يبدأ رسول الله فيضع يده) وذلك تأدب معه وقد قال تعالى: (لا تقدموا بين يدي الله ورسوله) (الحجرات) وعمومه متناول لذلك (دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، كتاب أدب الطعام، باب التسمية في أوله أي عند استعماله والحمد في آخره؛ الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت -لبنان)

ہوں تو کوئی حرج کی بات نہیں، اس میں بھی اگر ممکنہ حد تک گزرنے والوں کی نظروں سے دور اور پوشیدہ ہو کر کھائے تو زیادہ بہتر ہے۔ ۱

۱ (ویکرہ الاکل فی السوق بمرأی الناس وفی الطریق) ولو قال و بمرأی الناس بالعطف لکان أشمل لعلہ یشیر بہ الی علة الکراهة فی اکل السوق فلو وجدت العلة ای مرأی الناس فی غیر السوق یتحقق الحکم ای الکراهة اذ قد یم الحکم بعموم العلة فافہم وجہ الکراهة اما الاناء ة او تعلق نظر الفقراء فعلى هذا لو اکل وراء الحجاب لا یکرہ (بريقة محمودیة فی شرح طريقة محمديہ لأبی سعید الخادمی الحنفی، الصنف السادس فی آفات البطن، الناشر: مطبعة الحلبي) یکرہ الأکل فی السوق بمرأی الناس، بخلاف ما (إذا) توارى عنهم خلف ستر، أو غلبي، أو جدار، فإنه لا یکرہ (الدرر المباحة فی الحظر والإباحة، لخليل بن عبد القادر الشيباني الشهير بالنحلاوی، ج ۱، ص ۱۱)

(وقوله: الأکل والشرب فی السوق) أى ونحوه من کل مکان لا یعتاد فیہ ذلك، فالسوق لیس بقید. ومحل إسقاطهما للمروءة حیث لا عذر، وإلا کان غلبه جوع أو عطش واضطر إلى ذلك فیہ، أو کان صائما وقصد المبادرة لسنة الفطر فلا یسقطانها، ومحلہ أيضا كما فی النہایة فیما إذا أکل أو شرب خارج الحانوت، أما لو أکل داخل الحانوت وکان مستترا فیہ، بحیث لا ینظره غیره ممن هو خارجه، فلا یضره ذلك ولم یرتض. هذا فی التحفة ونصها: قال البلقینی أو أکل داخل حانوت مستترا ونظر فیہ غیره، وهو الحق فیمن لا یلیق به ذلك. اه (قوله: والمشی الخ) بالرفع معطوف علی الاکل: أى ویسقطها المشی فی السوق حال کونه کاشفا ما ذکر، والمشی لیس بقید (وقوله: أو بدونه) أى غیر العورة، أما كشف العورة فحرام.

(قوله: لغير سوقی) متعلق بكل من الاکل والشرب والمشی، فإن صدرت هذه الثلاثة من السوقی فلا تسقط مروءته (إعانة الطالبین علی حل ألفاظ فتح المعین هو حاشیة علی فتح المعین بشرح قرۃ العین بمهمات الدین، لأبی بکر الدمیاطی، باب الدعوی والبينات؛ الناشر: دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع)

الأکل فی السوق ذناءة وقیس بہ الشرب إلا إن صدق جوعه أو عطشه. نعم لو أکل داخل حانوت مستترا بحیث لا ینظره غیره وهو ممن یلیق به، أو کان صائما وقصد المبادرة لسنة الفطر أتجه عذره جینید (نہایة المحتاج إلى شرح المنهاج، لشهاب الدین الرملى، ج ۸، ص ۲۹۹، کتاب الشہادات، الناشر: دار الفکر، بیروت)

ووجه الجمع أن الأکل فی السوق تواضع وترک تکلف من بعض الناس فهو حسن وخرق مروءة من بعضهم فهو مکروه، وهو مختلف بعادات البلاد وأحوال الأشخاص فمن لا یلیق ذلك بسائر أعماله حمل ذلك علی قلة المروءة وفرط الشره ویقدح ذلك فی الشہادة ومن یلیق ذلك بجمیع أحواله وأعماله فی ترک التکلف کان ذلك منه تواضعا (إحیاء علوم الدین، الباب الرابع، فی آداب الضیافة، فصل یجمع آداباً ومناهی طیبیة وشرعیة متفرقة؛ الناشر: دار المعرفة - بیروت)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۱۵)..... کھانا عاجزی اور تواضع کے ساتھ بیٹھ کر کھانا چاہئے، اور تکبر والے انداز سے بچنا چاہئے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بعض روایات میں اکل فی السوق کو ذمہ قرار دیا گیا ہے۔

مگر محدثین نے ان روایات کو سند کے اعتبار سے شدید ضعیف یا بے اصل قرار دیا ہے۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْأَكْلُ فِي السُّوقِ ذَنْءٌ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۷۹۷۷، واللفظ له؛ الفوائد الشهير بالغيلانيات، لأبي

بکر الشافعی، رقم الحديث ۳۵۲)

قال الهيثمي: رواه الطبرانی وفيه عمر بن موسى بن وجيه، وهو ضعيف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۷۹۲۰، باب الأكل في السوق)

وقال ابن حجر العسقلاني: عمر بن موسى بن وجيه الميمشي الوجيهي الحمصي: عن مكحول والقاسم أبي عبد الرحمن وعنه بقرية وأبو نعيم وإسماعيل بن عمر والبعلي وآخرون قال البخاري منكر الحديث وقال ابن معين ليس بثقة وقال ابن عدی هو ممن يضع الحديث متناً وإسناداً وهو عمر بن موسى بن وجيه الأنصاري الدمشقي ووهم من عداه كوفيا لأنه يروي أيضاً عن الحكم بن عتيبة وفتادة سعيد بن عمرو السكوني (لسان الميزان، ج ۲، ص ۲۳۹، الناشر: دار البشائر الإسلامية)

(ابن عدی) حدثنا القاسم بن زكريا حدثنا محمد بن عبيد حدثنا محمد بن الفرات حدثني سعيد بن لقمان عن عبد الرحمن الأنصاري عن أبي هريرة مرفوعاً الأكل في السوق ذناءة لا يصح محمد بن الفرات كذاب (الخطيب) أنبأنا محمد بن علي بن يعقوب حدثنا أبو زرعة أحمد بن الحسين حدثنا أبو القاسم عبد الله بن محمد بن خوبان الصفار حدثنا أبو بشر الهيثم بن سهل حدثنا مالك بن سعيد عن الأعمش عن أبي صالح عن أبي هريرة مرفوعاً الأكل في السوق ذناءة الهيثم ضعيف (ابن عدی) سمعت عمران السخيتاني يقول حدثنا سويد بن سعيد حدثنا بقرية عن جعفر بن الزبير عن القاسم عن أبي أمامة مرفوعاً الأكل في السوق ذناءة القاسم وجعفر مجروحان (العقيلي) حدثنا أحمد بن داود حدثنا محمد سليمان حدثنا لوين حدثنا بقرية عن عمر بن موسى الوجيهي عن القاسم عن أبي أمامة مرفوعاً الأكل في السوق ذناءة الوجيهي كذاب قال العقيلي لا يثبت في هذا الباب شيء (قلت) اقتصر العراقي في تخريج الأحياء على تضعيفه والله أعلم (الآلآي المصنوعة للسيوطي، ج ۲، ص ۲۱۸، الناشر: دار الكتب العلمية)

ومن ذلك أحاديث النهي عن الأكل في السوق كلها باطله قال العقيلي لا يثبت في هذا الباب شيء عن النبي صلى الله عليه وسلم (الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة لملا علي القاري، ج ۱، ص ۲۸۶؛ الناشر دار الأمانة مؤسسة الرسالة، بيروت)

حديث: نهى صلى الله عليه وسلم عن الأكل في السوق. موضوع، وما في معناه باطل، قال

﴿بقيہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

میں ایک غلام و بندہ کی طرح (یعنی تواضع و عاجزی کے ساتھ) کھاتا ہوں اور

ایک غلام و بندہ کی طرح (یعنی تواضع و عاجزی کے ساتھ) بیٹھتا ہوں (مسند ابو

یعلیٰ) ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

العقيلي : لا يثبت في هذا الباب شيء (اللؤلؤ المرصوع فيما لا أصل له أو بأصله موضوع، لمحمد بن خليل بن إبراهيم المشيشي الطرابلسي، تحت رقم الحديث ۶۷۱)
قَالَ عَبْدُ بَنُ حُمَيْدٍ: ثنا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُرَاتِ التَّمِيمِيُّ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ لُقْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَقُولُ: "الْأَكْلُ فِي السُّوقِ ذَنَاءٌ".

هَذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ، مُحَمَّدُ بْنُ الْفُرَاتِ كَذَبَهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ عَمَّارٍ وَغَيْرُهُمْ، وَضَعْفُهُ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَعَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ وَأَبُو حَاتِمٍ وَأَبُو زُرْعَةَ وَابْنُ أَبِي عَرِينَةَ وَابْنُ عَدِيٍّ وَالسَّاجِيُّ وَغَيْرُهُمْ، وَأُورِدَ أَبُو الْفَرَجِ بْنُ الْجَوْزِيِّ هَذَا الْحَدِيثَ فِي كِتَابِ الْمَوْضُوعَاتِ مِنْ طَرِيقِ مُحَمَّدِ بْنِ الْفُرَاتِ بِهِ، وَقَالَ: قَالَ ابْنُ حِبَانَ: يَرَوِي الْمَوْضُوعَاتِ عَنِ الْأَثْبَاتِ، لَا يَحِلُّ الْإِحْتِجَاجُ بِهِ (إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة للبوصري، تحت رقم الحديث ۳۶۲۰، بَابُ الْأَكْلِ فِي السُّوقِ ذَنَاءٌ؛ دار النشر: دار الوطن للنشر، الرياض)

(الأكَل في السوق ذنائة) قال في القاموس: الدنينة النقيصة اه. فهو خارم للمروءة راد للشهادة إن صدر ممن لا يلبق به (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحديث ۳۰۷۳؛ الناشر: المكتبة التجارية الكبرى - مصر)

۱ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا عَائِشَةُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِيَ جِبَالُ الدَّهَبِ. جَاءَ بِي مَلَكٌ إِذْ حُجِرْتُهُ لَتَسَاوَى الْكُفْبَةَ فَقَالَ: إِنَّ رَبَّكَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ، وَيَقُولُ لَكَ: إِنَّ شِئْتَ نَبِيًّا عَبْدًا، وَإِنْ شِئْتَ نَبِيًّا مَلِكًا. قَالَ: فَنَظَرْتُ إِلَى جَبْرِيلَ قَالَ: فَأَشَارَ إِلَيَّ أَنْ ضَعُفَ نَفْسِكَ قَالَ: فَقُلْتُ: نَبِيًّا عَبْدًا." قَالَ: فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ لَا يَأْكُلُ مَتَكًّا يَقُولُ: "أَكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ، وَأَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ" (مسند أبي يعلى، رقم الحديث ۴۹۲۰؛ الناشر: دار المأمون للتراث - دمشق)

قال الهيثمي: رواه أبو يعلى، وإسناده حسن (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۴۲۱۰، باب في تواضعه صلى الله عليه وسلم)

وقال الالباني: قلت: وهذا إسناد رجاله ثقات، رجال الشيخين غير مجالد - وهو ابن سعيد - وفيه ضعف، قال الحافظ: "ليس بالقوى". قلت: لكن وجدت له شاهدا لا بأس به (سلسلة الأحاديث

﴿بقيہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (ایک مرتبہ) بکری (پکا کر) ہدیہ کی گئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھٹنوں کے بل (یعنی دوزانو) ہو کر کھانا شروع کیا، اس پر ایک دیہاتی نے کہا کہ یہ کیسی نشست ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے کریم (اور متواضع) بندہ بنایا ہے، اور مجھے متکبر اور سرکش نہیں بنایا (ابن ماجہ) ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الصحيحه وشيء من فقهاها و فوائدها، تحت رقم الحديث ۲۳۸۳ (مسند بزار، رقم الحديث ۵۷۵۲، واللفظ له؛ الناشر: مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة؛ اخبار اصبهان، رقم الحديث ۱۵۳۶)

قال الهيثمي: رواه البزار، وفيه حفص بن عمار الطاحي ولم أعرفه، وبقية رجاله وثقوا (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۲۲۱۰، باب في تواضعه صلى الله عليه وسلم)

عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رِبَاحٍ قَالَ: "دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَكَبِّرٌ عَلَى وَسَادَةٍ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ طَبَقٌ عَلَيْهِ رَغِيفٌ قَالَ: فَوَضَعَ الرَّغِيفَ عَلَى الْأَرْضِ وَنَحَى الْوَسَادَةَ، فَقَالَ: إِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ، أَكُلُّ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ، وَأَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ (الزهدي لاجماد بن حنبل، رقم الحديث ۲۰؛ الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان)

عَنْ جَبْرِ بْنِ حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ: "كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اتَى بَطْعَامَ أَمْرٍ بِهِ فَأَلْقَى عَلَى الْأَرْضِ، وَقَالَ: إِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ، أَكُلُّ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ، وَأَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ (الزهدي لاجماد بن حنبل، رقم الحديث ۲۲؛ الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان)

عَنْ أَيُّوبَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَكَلَ اخْتَفَرَ، وَقَالَ: أَكُلُّ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ، وَأَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۱۹۵۴۳؛ الناشر: المكتبة الإسلامية - بيروت)

عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَكُلُّ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ، وَأَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۱۹۵۴۳؛ الناشر: المكتبة الإسلامية - بيروت)

۱. حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ بْنِ دِينَارِ الْجَمِصِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ:

أَبَانَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَزْقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُسْرِ، قَالَ: أَهْدَيْتُ لِلنَّبِيِّ

﴿بقية حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس قسم کی احادیث کی روشنی میں محدثین و فقہائے کرام نے تکبر والے طریقوں سے بیٹھ کر کھانے کو ناپسند و مکروہ قرار دیا ہے اور بندگی و غلامیت کی طرح عاجزی اور تواضع والی نشست کے ساتھ بیٹھ کر کھانے کو سنت و مستحب قرار دیا ہے۔ ۱۔
اور مندرجہ ذیل شکلوں میں بیٹھ کر کھانے کو بندگی اور تواضع و عاجزی والی نشست ہونے کی وجہ سے سنت یا مستحب اور افضل قرار دیا ہے۔

نمبر ۱..... نماز میں مرد حضرات کے قعدہ کی سنت کے مطابق حالت کی طرح ہو کر دونوں پاؤں کی پشت پر بیٹھ کر کھانا۔

یعنی دوزانو اور پاؤں پیچھے کی طرف نکال کر سرین کے نیچے دبا کر اور ان کی پشت زمین کی طرف کر کے بیٹھنا۔

نمبر ۲..... یعنی مردوں کی نماز کے مسنون قعدے کی ہیئت کے مطابق بیٹھ کر کھانا (کیونکہ یہ حالت بھی تواضع والی ہے، اور اسی وجہ سے نماز میں مرد حضرات کے لئے اس نشست کا سنت ہونا مقرر کیا گیا ہے)

نمبر ۳..... یعنی عورتوں کی نماز کے مسنون قعدے کی ہیئت کے مطابق بیٹھ کر کھانا (جس کو عربی زبان میں توڑک کہا جاتا ہے) یعنی دوزانوں ہو کر دونوں پاؤں کی ایڑیاں ایک طرف نکال کر بیٹھنا (کیونکہ یہ حالت بھی تواضع والی ہے)
نمبر ۴..... داہنا گھٹنا کھڑا کرنا اور بائیں بچھا کر اس پر بیٹھنا۔

﴿گزشتہ صفحے کا لقیہ حاشیہ﴾

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاءَ، فَجَازَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ رُكْبَتَيْهِ، يَا كَلْبُ، فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: مَا هَذِهِ الْجَلْسَةُ؟ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَنِي عَبْدًا كَرِيمًا، وَكَمْ يَجْعَلُنِي جَبَّارًا عَنِيدًا (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث ۳۲۶۳)

قال المنائى: حدیث عبد اللہ بن یسر عند ابن ماجہ والطبرانی بإسناد حسن (فیض القدیر، تحت رقم الحدیث ۸)

۱۔ ودل الحدیث علی ان المرء ینبغی له ان یجلس علی الطعام جلوساً متواضعاً ویجتنب هیئۃ المتکبرین (تکملة فتح الملهم ج ۴ ص ۴۷؛ مکتبۃ دارالعلوم کراتشی)

نمبر ۵..... داہنا گھٹنا کھڑا کرنا، اور بائیں بچھا کر سرین پر بیٹھنا اس طرح کہ بائیں

پاؤں سرین کے نیچے سے نکال دے، اور سرین پر بیٹھ جائے۔ ۱

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض اوقات اکڑوں بیٹھ کر (یعنی دونوں گھٹنے کھڑے

کر کے اور سرین زمین پر رکھے بغیر پاؤں پر وزن ڈال کر) کھانا بھی ثابت ہے۔ ۲

۱۔ فلیکن الأکل جائیا علی رکتیہ و ظهور قدمیہ أو ینصب الرجل الیمنی ویجلس علی الیسری

(ارشاد الساری، للقسطلانی، باب الأکل متکنا؛ الناشر: المطبعة الکبری الامیریة، مصر)

فالمستحب فی صفة الجلوس للأکل أن ینصیب الیمنی ویجلس علی رکتیہ و ظهور قدمیہ أو ینصب الرجل

الیمنی ویجلس علی الیسری (فیض القدیر، تحت رقم الحدیث ۸؛ الناشر: المکتبۃ التجاریة

الکبری -مصر)

فالمُسْتَحَبُّ فِي صِفَةِ الْجُلُوسِ لِلْأَكْلِ أَنْ يَكُونَ جَائِئًا عَلَى رُكْبَتَيْهِ، وَظُهُورَ قَدَمَيْهِ، أَوْ يَنْصِبُ الرَّجُلَ

الْيَمْنِي، وَيَجْلِسُ عَلَى الْيُسْرَى (جمع الوسائل في شرح الشماثل، بَابُ مَا جَاءَ فِي تَكَاةِ رَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لعلي بن محمد، الملا الهروي القاري؛ الناشر: المطبعة الشرفية -مصر)

ويستطرح رجله اليسرى وينصب الیمنی (ردالمحتار ج ۶ ص ۳۴۰، کتاب الحظر والاباحة)

وینبغی له ان لایأکل وهو قائم او ماش بل حتی یجلس وینبغی له ان یحسن الجلوس الی الطعام علی

الهیئة الشرعیة وهو ان یقیم رکتیہ الیمنی و یضع الیسری من غیر ان یجلس علیها والهیئة الثانیة

الشرعیة ان یقیمهما معاً والهیئة الثالثة الشرعیة ان یجلس کجلوسه للصلاة واما جلوس المتربع

والجالس علی رکتیہ الکاب رأسه علی الطعام فهاتان منهی عنهما وانما کره ان یکب رأسه لتلاقیق

شئی من فضلات فمه فی الطعام سیما اذا کان سخناً فیعافه هو فی نفسه و یعافه غیرهما سیما ان

کانت العمامة کبيرة فیکون ذالک سبب لمنع غیره من مد یده للمائدة او حصرها و کفی بهاتین

الهیئتین انه مخالف للسنة فیهما (المدخل لابن الحاج الجزء الاول ص ۲۲۱ و ۲۲۲، فصل فی

آداب الاکل؛ الناشر: دار التراث)

یسن لكل احد ان یجلس للأکل علی رجله الیسری و ینصب الیمنی او یتربع ذکره فی الرعیة و ذکر

ابن النبا عن بعض اصحابنا ان من آداب الاکل ان یجلس مفترشا وان تربع فلا بأس (الآداب

الشرعیة، فصل فی آداب الاکل والشرب؛ الناشر: عالم الکتب)

و ذکر العلماء ان ادب الطعام ان یجلس الرجل جائیا علی رکتیہ و ظهور قدمیہ او ینصب الرجل

الیمنی ویجلس علی الیسری (تکملة فتح الملهم ج ۴ ص ۴۸؛ مکتبۃ دارالعلوم کراتشی)

۲۔ عن مصعب بن سلیم، حدثنا انس بن مالک، قال: رأیت النبی صلی اللہ علیہ

وسلم مقعیا یأکل تمرًا (مسلم، اب استخباب تواضع الأکل، و صفة قعوده)

حدثنا مصعب بن سلیم، قال: سمعت أنسًا، یقول: بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم فی حاجته، فجتته وقد أهدی له تمر، ففعل یأکل وهو مقع (سنن کبری للنسائی،

رقم الحدیث ۶۷۱۱، الأکل مقعیا) ﴿بقیہ حاشیاء لگے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جس کے پیش نظر بعض حضرات نے اکڑوں بیٹھنے کی ہیئت کو بھی کھانا کھانے کی مستحب و افضل نشست میں شمار کیا ہے۔ ۱

تاہم بعض حضرات نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اکڑوں بیٹھ کر کھانا بھوک اور جلدی کی وجہ سے تھا، جس کا بعض روایات میں ذکر بھی پایا جاتا ہے۔ ۲

﴿گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ﴾

عَنْ مُضَعَبِ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْسِمُهُ وَهُوَ مُحْتَفِزٌ، يَأْكُلُ مِنْهُ أَكْثَلًا ذَرِيعًا، وَفِي رِوَايَةٍ زُهَيْرٍ: أَكَلَا حَيْثِيًّا (مسلم، بَابُ اسْتِحْبَابِ تَوَاضُعِ الْأَكْلِ، وَصِفَةِ قَعُودِهِ، وَاللَّفْظُ لَهُ؛ مَسْنَدُ أَبِي يَعْلَى، رَقْمُ الْحَدِيثِ ۳۶۳۷)

عَنْ أَيُّوبَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَكَلَ احْتَفَزَ، وَقَالَ: أَكَلْتُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ، وَأَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۱۹۵۳۳، الأكل بيمينه والأكل وشماله في الأرض)

(مقعبا): اسم فاعل من الإلقاء (يأكل تمرا): حال أو مفعول ثان، ومقعبا حال أي: جالسا على وركيه رافعا ركبته وهي الجلسة المنهى عنها في الصلاة (مرقاة، كِتَابُ الْأَطْعِمَةِ، الْفَصْلُ الْأَوَّلُ) وَفِي حَدِيثِ أَنَسٍ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ تَمْرًا وَهُوَ مُقَعٌّ وَفِي رِوَايَةٍ وَهُوَ مُحْتَفِزٌ وَالْمَرَادُ الْجُلُوسُ عَلَى وَرْكَيْهِ غَيْرَ مُتَمَكِّنٍ (فتح الباری لابن حجر، بَابُ الْأَكْلِ مُتَكِنًا) قوله: وهو محتفز، أي: مستعجل متسوفز غير متمكن، والرجل يتحفز في جلوسه كأنه ينور إلى القيام. وقوله: مقعب، فالإلقاء: أن يجلس على وركيه، وهو الاحتفاز أيضا (شرح السنة - للإمام البغوي، ج ۱۱، ص ۲۸۹، باب الأكل مقعبا)

۱. واحسن الجلسات للأكل الإلقاء على الوركين ونصب الركبتين ثم الجثي على الركبتين وظهور القدمين ثم نصب الرجل اليمنى والجلوس على اليسرى (ردالمحتار ج ۶ ص ۵۶ کتاب الحظرو الإباحة مسائل شتى قبيل كتاب الفرائض)

۲. حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا مُضَعَبُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: أَهْدَى إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرًا، فَأَخَذَ يَهْدِيهِ وَقَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ تَمْرًا مُقَعِّيًا مِنَ الْجُوعِ (دارمی، رقم الحديث ۲۱۰۶، واللفظ له؛ الناشر: دار المغنى للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية؛ شعب الايمان، رقم الحديث ۵۵۷۱)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: "أَهْدَى لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرًا فَجَعَلَ يَفْسِمُهُ بِمِكَتَلٍ وَاحِدٍ، وَأَنَا رَسُولُهُ بِهِ حَتَّى فَرَغَ مِنْهُ" قَالَ: "فَجَعَلَ يَأْكُلُ وَهُوَ مُقَعٌّ أَكْثَلًا ذَرِيعًا، فَعَرَفْتُ فِي أَكْلِهِ الْجُوعَ" (مسند احمد، رقم الحديث ۱۳۱۰۱)

فی حاشیہ مسند احمد: إسناده قوى.

اس لئے عام حالات میں اکڑوں بیٹھ کر کھانا مستحب نہیں، اور اگر کوئی کسی ضرورت (مثلاً جلدی کی خاطر یا بیٹھنے کی صاف جگہ نہ ہونے وغیرہ کی وجہ سے) اکڑوں بیٹھ کر کھائے، تو اس میں کوئی حرج بھی نہیں، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے۔ ۱

خلاصہ یہ ہے کہ کھانا تواضع و عاجزی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا چاہئے، اور تکبر یا بھونڈی ہیئت کے

۱ (وعن أنس -رضي الله عنه -قال: رأيت النبي -صلى الله عليه وسلم -مقعياً) : اسم فاعل من الإقعاء (يأكل تمرًا) : حال أو مفعول ثان، ومقعياً حال أي :جالسا على وركيه رافعا ركبته وهي الجلسة المنهى عنها في الصلاة، كذا ذكره بعض الشراح من علمائنا.

وقيل :الإقعاء المنهى عنه في الصلاة، هو أن يجلس واضعا إلبتیه على عقبیه، والأظهر أن كليهما مكروه في الصلاة، وإنما لم يكره هنا لأن ثم فيه تشبيه بالكلاب، وهنا تشبيه بالأرقاء، ففيه غاية التواضع أو مبنی الصلاة على التآني فلا يناسبه الإقعاء، بخلاف حال الأكل، فإنه يلائمه العجلة ليفرغ للعبادة.

قال النووي: معناه في هذا الحديث جالسا على إلبتیه ناصبا ساقیه، وهو في معنى الحديث الآخر في صحيح البخاری:

"لا أكل متكئا" على ما فسره الإمام الخطابي يعني: لا أكل أكل من يريد الاستكثار من الطعام، ويقعد له متمكنا، بل أقعد مستوفزا وأكل قليلا، قلت: ويؤيده ما رواه ابن سعد وغيره عن عائشة: "أكل كما يأكل العبد، وأجلس كما يجلس العبد."

(وفي رواية): أي: لمسلم (يأكل منه): أي من التمر (أكلنا ذريعا): أي مستعجلا سريعا، قال النووي: وكان استعجاله لاستيفازه لأمر أهم من ذلك، فأسرع في الأكل ليقضى حاجته منه ويرد الجوع، ثم يذهب في ذلك الشغل. رواه مسلم.

وفي الشرائع للترمذی عن أنس -رضي الله تعالى عنه أتى رسول الله -صلى الله عليه وسلم -بتمر فربته يأكل وهو مقع من الجوع أي: لأجله، والمعنى أن إقعاءه وإسراعه كان لأجل جوعه، ووقع في بعض الروايات "وهو محتفز"

قال الجوهری: الإقعاء عند أهل اللغة أن يلمس الرجل إلبتیه بالأرض، وينصب ساقیه، ويتساند ظهره، وقال الفقهاء في الإقعاء المنهى للصلاة هو أن يضع إلبتیه على عقبیه بين السجدين.

قال الجزري في النهاية: ومن الأول حديث أنه -صلى الله عليه وسلم -كان يأكل مقعيا أي: يجلس عند الأكل على وركيه مستوفزا غير متمكن، وتبعه العسقلاني.

وفي القاموس: أقمى في جلوسه أي: تساند إلى ما وراءه، وحينئذ فيجمع بين قوله ونقل الجوهری عن اللغويين والفقهاء بالجمع بين هيئة الاحتباء والتساند إلى وراء، فمعنى "وهو مقع من الجوع" محتبيا مستندا لما وراءه من الضعف الحاصل له بسبب الجوع، وبما تحرر تقرر أن الاستناد ليس من مندوبات الأكل، بل من ضروراته لأنه -صلى الله عليه وسلم -لم يفعله إلا لذلك الضعف الحاصل له الحامل عليه، والله أعلم (مرقاة المفاتيح، كتاب الأطعمة)

ساتھ نہیں کھانا چاہئے۔ ۱

(۱۶)..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹیک لگا کر کھانا پسند نہ تھا۔

چنانچہ حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا (بخاری) ۲

اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی ٹیک لگا کر کھانا کھاتے ہوئے نہیں دیکھا گیا

(ابوداؤد) ۳

اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

آپ ٹیک لگا کر کھانا نہ کھائیے (معجم اوسط) ۴

۱ وَمِنْ سُنَّةِ الْأَكْلِ أَنْ يَكُونَ جَالِسًا عَلَى الْأَرْضِ عَلَى هَيْئَةٍ يَطْمَعُنُ عَلَيْهَا وَلَا يَأْكُلُ مُضْطَجِعًا عَلَى بَطْنِهِ وَلَا مُتَّكِنًا عَلَى جَنْبِهِ لِمَا فِي ذَلِكَ مِنَ الْبُعْدِ عَنِ التَّوَاضُعِ وَالْمَبَالِغَةِ فِي الشَّيْبِ بِالْأَعَاجِمِ وَوَقْتُ الْأَكْلِ وَقْتُ تَوَاضُعٍ وَشُكْرِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى نِعْمِهِ.

وَقَدْ رَوَى جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَنَّهُ قَالَ: أَمَا أَنَا فَلَا أَكُلُ مُتَّكِنًا.

(فَرُوعٌ) وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الرَّجُلِ يَأْكُلُ وَهُوَ وَاضِعٌ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى الْأَرْضِ فَقَالَ: إِنِّي لَا تَقْبِيهِ وَأَكْرَهُهُ وَمَا سَمِعْتُ فِيهِ شَيْئًا وَرَجَحَهُ ذَلِكَ أَنَّهُ كَرِهَهُ لِمَا فِيهِ مِنْ مَعْنَى الْإِتْكَاءِ وَإِنْ كَانَ لَمْ يُسْمَعْ فِي ذَلِكَ بِنَهْيِ يَخْضُمُهُ وَإِنْ كَانَ قَدْ سَمِعَ فِي الْإِتْكَاءِ مَا تَقَدَّمَ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ (المنتقى شرح المؤطاء، باب مجاء في الطعام والشراب)

۲ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ، سَمِعْتُ أَبَا جَحِيْفَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا أَكُلُ مُتَّكِنًا (بخاری، رقم الحديث ۵۳۹۸، بَابُ الْأَكْلِ مُتَّكِنًا، واللفظ له؛

ابوداؤد، رقم الحديث ۳۷۶۹؛ شعب الإيمان، رقم الحديث ۱۴۶۵)

۳ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مُتَّكِنًا قَطُّ، وَلَا يَطَّا عَقِبَهُ رُجُلَانِ (ابوداؤد، رقم الحديث ۳۷۷۰، بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَكْلِ مُتَّكِنًا؛ ابن ماجه، رقم الحديث ۲۴۴؛ مسند احمد، رقم الحديث ۶۵۶۲)

فی حاشیة مسند احمد:

استنادہ حسن.

۴ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَأْكُلُ مُتَّكِنًا، وَلَا تَخْطُ رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (المعجم الاوسط، رقم الحديث ۳۳، واللفظ له؛ تاريخ دمشق

لابن عساکر، ج ۵، ص ۴۰۸)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس قسم کی احادیث کی روشنی میں بہت سے اہل علم محدثین و فقہائے کرام نے فرمایا کہ عام حالات میں ٹیک لگا کر کھانا اگرچہ گناہ تو نہیں لیکن پسندیدہ عمل بھی نہیں، البتہ کسی ضرورت (مثلاً ضعف، تھکن یا بیماری وغیرہ) کی وجہ سے ٹیک لگا کر کھانے میں حرج نہیں۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ﴾

قال الهیثمی: رواه الطبرانی فی الأوسط، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۷۹۱۸، بَابُ الْأَكْلِ مُتَكِنًا)

عن محمد بن عبد الله بن عباس، قال: كان ابن عباس يحدث، أن الله، تبارك وتعالى أرسل إلى نبيه صلى الله عليه وسلم ملكا من الملائكة، ومعه جبريل، فقال الملك: إن الله يخبرك بين أن تكون عبدا نبيا، وبين أن تكون ملكا، فالتفت رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى جبريل كالمستشير، فأشار جبريل بيده أن تواضع، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: بل أكون عبدا نبيا، قال: فما أكل بعد تلك الكلمة طعاما متكنا " (سنن كبرى للنسائي، رقم الحدیث ۶۷۱۰، الْأَكْلُ مُتَكِنًا؛ المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحدیث ۱۰۶۸۶)

قال الهیثمی: رواه الطبرانی، وفيه بقية بن الوليد وهو مدلس. (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۳۲۱۳)

عَنْ شُعَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: "مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مُتَكِنًا قَطُّ، وَلَا يَطْأُ عَقْبَهُ رَجُلَانِ" فِي حَدِيثِ عَقْبِيهِ (شعب لايمان، رقم الحدیث ۵۵۷۰، الْأَكْلُ مُتَكِنًا)
عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: مَا أَكَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَكِنًا قَطُّ إِلَّا مَرَّةً، قَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ (مصنف ابن أبي شيبة، رقم الحدیث ۲۵۰۰۳، مَنْ كَانَ يَأْكُلُ مُتَكِنًا)

عن عبد الله بن عبيد قال: أتى النبي عليه السلام بطعام، فقالت له عائشة: لو أكلت يا نبي الله، وأنت متكء كان أهون عليك، فأصغى بوجهته حتى كاد يمس الأرض بها، قال: بل أكل كما يأكل العبد، وأنا جالس كما يجلس العبد، وإنما أنا عبد وكان النبي صلى الله عليه وسلم يجلس محتفزا (الزهد والرفائق لابن المبارك، بَابُ فِي التَّوَضُّعِ وَكَرَاهِيَةِ الْكِبْرِ، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت؛ اخلاق النبي لابی الشيخ الاصبهان، رقم الحدیث ۱۳۳)

۱ واستدل به بعضهم على أن ترك الأكل متكنا من خصائصه صلى الله عليه وسلم، وقد عده أبو العباس بن القاص من خصائصه. والظاهر عدم التخصيص، وقد روى الطبرانی في (الأوسط) من حديث أبي الدرداء، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تأكل متكنا، ورجال إسناده ثقات، وقال البيهقي: يكره أيضا لأنه من فعل المتعظمين وأصله مأخوذ من ملوك المعجم، وقد

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بعض صحابہ کرام اور تابعین سے ٹیک لگا کر کھانے کا ثبوت ملتا ہے۔ ۱
جس کے بارے میں بہت سے اہل علم حضرات نے فرمایا کہ یہ کسی ضرورت (مثلاً ضعف یا
تھکن وغیرہ) کی وجہ سے تھا۔ ۲

اور ٹیک لگا کر کھانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو پسند نہیں تھا، اس کی کیا وجہ تھی؟
اس سلسلے میں محدثین کے مختلف اقوال ہیں، بعض حضرات نے فرمایا کہ ٹیک لگا کر کھانا
متکبرین کا طریقہ ہے، اور بعض نے فرمایا کہ یہ زیادہ کھانے والوں کا طریقہ ہے، جس کو

﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

أخرج ابن أبي شيبة عن ابن عباس وخالد بن الوليد وعبيدة السلماني ومحمد بن سيرين وعطاء بن
يسار والزهرى جواز ذلك مطلقا، وإذا ثبت كونه مكروها أو خلاف الأولى فاستحب في صفة
الجلوس للأكل أن يكون جانبا على ركبتيه وظهور قدميه أو ينصب الرجل اليمنى ويجلس على
اليسرى (عمدة القارى شرح صحيح البخارى، باب: الأكل متكنا)

۱. عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زَيْدٍ، أَخْبَرَنِي مَنْ، "رَأَى ابْنَ عَبَّاسٍ يَأْكُلُ مُتَكِنًا" (شعب الایمان،
رقم الحدیث ۵۵۷۳، الاکل متکنا)

مَعْمَرٌ قَالَ: سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ عَنِ الْأَكْلِ مُتَكِنًا؟ قَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ (شعب الایمان، رقم
الحدیث ۵۵۷۵، الاکل متکنا)

عَنْ أَبِي هِلَالٍ، قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ سِيرِينَ يَأْكُلُ مُتَكِنًا (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث
۲۵۰۰۸)

عَنْ أَيُّوبَ قَالَ: "كَانَ ابْنُ سِيرِينَ" لَا يَرَى بَأْسًا بِالْأَكْلِ وَالرُّجُلُ مُتَكِنًا" (شعب
الایمان، رقم الحدیث ۵۵۷۴)

۲ جبکہ بعض اہل علم حضرات نے فرمایا کہ ٹیک لگا کر کھانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھا، دوسروں کے لئے بلاعذر
ٹیک لگا کر کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

وَاخْتَلَفَ السَّلَفُ فِي حُكْمِ الْأَكْلِ مُتَكِنًا فَرَزَعَمَ ابْنُ الْقَاصِّ أَنَّ ذَلِكَ مِنَ الْخَصَائِصِ النَّبَوِيَّةِ وَتَعَقَّبَهُ
الْبَيْهَقِيُّ فَقَالَ قَدْ يَكْرَهُ لغيره أَيْضًا لِأَنَّهُ مِنْ فِعْلِ الْمُتَعَطِّمِينَ وَأَصْلُهُ مَأْخُودٌ مِنْ مُلُوكِ الْعَجَمِ قَالَ فَإِنْ
كَانَ بِالْمَرْءِ مَانِعٌ لَا يَتَمَكَّنُ مَعَهُ مِنَ الْأَكْلِ إِلَّا مُتَكِنًا لَمْ يَكُنْ فِي ذَلِكَ كِرَاهَةٌ ثُمَّ سَأَلَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ
السَّلَفِ أَنَّهُمْ أَكَلُوا كَذَلِكَ وَأَشَارَ إِلَى حَمَلِ ذَلِكَ عَنْهُمْ عَلَى الصَّرُورَةِ وَفِي الْحَمَلِ نَظَرٌ وَقَدْ أَخْرَجَ
ابن أبي شيبة عن ابن عباس وخالد بن الوليد وعبيدة السلماني ومحمد بن سيرين وعطاء بن يسار
والزهري جواز ذلك مطلقا وإذا ثبت كونه مكروها أو خلاف الأولى فالمتكنا في صفة
الجلوس للأكل أن يكون جانبا على ركبتيه وظهور قدميه أو ينصب الرجل اليمنى ويجلس على
اليسرى واستثنى الغزالي من كراهة الأكل مضطجعا أكل البقل (فتح الباري لابن حجر، ج ۹،
ص ۵۳۲، كتاب الاطعمة، باب الأكل متكنا)

شریعت پسند نہیں کرتی، اور بعض نے فرمایا کہ ٹیک لگا کر کھانے سے پیٹ بڑا ہو جاتا ہے، اور کھانا صحیح طرح ہضم نہیں ہوتا۔

خلاصہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹیک لگا کر کھانے کے ناپسندیدہ ہونے کی شرعی یا طبی توجیہات میں اہل علم حضرات کے مختلف اقوال پائے جاتے ہیں۔ ۱۔

۱۔ قال البيهقي في شعب الإيمان " : قد عدَّ القاضي أبو العباس -يعني ابن القاص- ترك النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- الأكل متكئًا من خصائصه، ويحتمل أن يكون المختار لغيره أيضًا أن يتركه؛ فإنه من فعل المتعظمين. وأصله مأخوذ من الأعاجم.

فإن كانت برجل علة في شيء من بدنه، فكان لا يتمكن مما بين يديه إلا متكئًا لم يكن في ذلك كراهة (قوت المغتذی علی جامع الترمذی للسیوطی، ج ۱، ص ۲۵۵، أبواب الأطعمة؛ الناشر: رسالة الدكتوراة -جامعة أم القرى، مكة المكرمة)

وحكمة كراهة الأكل متكئًا أنه فعل المتكبرين المكثرين من الأكل بنهمة وشره المشغوفين من الاستكثار من الطعام (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحديث ۹۶۹۴)

فَبِحُكْمِ ذَلِكَ عِنْدَنَا وَاللَّهُ أَعْلَمُ تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَكْلَ مُتَكِّئًا قَدْ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ لِأَنَّهُ مِنْ قَوْمٍ لَمْ تَجْرِ عَادَتُهُمْ عَلَيْهِ وَوَكَّدَهُ مِنْ عَادَتِهِمْ عِنْدَهُ مَا أَمَرَهُ بِهِ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْأَشْيَاءِ الَّتِي يَكُونُ بِهَا عَلَى مَا كَانَ الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَبْلَهُ عَلَيْهِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ بِخِلَافِ مَا كَانَ الْعَجَمُ عَلَيْهِ وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ نَسَأَلَهُ التَّوْفِيقَ (شرح مشكل الآثار، ج ۵، ص ۳۳۸، بَابُ بَيَانِ مُشْكِلِ مَا رَوَى عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَوْلِهِ أَمَا أَنَا فَلَا أَكُلُ مُتَكِّئًا، الناشر: مؤسسة الرسالة) وَأَخْتَلَفَ فِي عِلَّةِ الْكِرَاهَةِ وَأَقْوَى مَا وَرَدَ فِي ذَلِكَ مَا أَخْرَجَهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ مِنْ طَرِيقِ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ قَالَ كَانُوا يَكْرَهُونَ أَنْ يَأْكُلُوا اتِّكَاءً مَخَافَةَ أَنْ تَعْظُمَ بَطُونُهُمْ وَإِلَى ذَلِكَ يُشِيرُ بَقِيَّةُ مَا وَرَدَ فِيهِ مِنَ الْأَخْبَارِ فَهُوَ الْمُعْتَمَدُ وَوَجْهُ الْكِرَاهَةِ فِيهِ ظَاهِرٌ وَكَذَلِكَ مَا أَشَارَ إِلَيْهِ ابْنُ الْأَثِيرِ مِنْ جِهَةِ الطَّبِّ وَاللَّهُ أَعْلَمُ (فتح الباری لابن حجر، کتاب الاطعمة، بَابُ الْأَكْلِ مُتَكِّئًا)

وحكى ابن الأثير أن من فسر الاتكاء بالميل على أحد الشقين تأوله على مذهب الطب بأنه لا ينحدر في مجارى الطعام سهلا ولا يسيغه هنيئا وربما تأذى به (إرشاد السارى لشرح صحيح البخارى، للقسطلاني، كتاب الأطعمة، باب الخزيرة. وقال النضر: الخزيرة من النخالة والحريرة من اللبن) قَوْلُهُ (بِأَكْلِ مُتَكِّئًا) الْإِتِّكَاءُ هُوَ أَنْ يَتَمَكَّنَ فِي الْجُلُوسِ مُتَرَبِّعًا أَوْ يَسْتَوِي قَاعِدًا عَلَى وَطَاءٍ أَوْ يَسْتَدِ ظَهْرُهُ إِلَى شَيْءٍ أَوْ يَضَعُ إِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأَرْضِ وَكُلِّ ذَلِكَ خِلَافٌ لِأَدَبِ الْمَطْلُوبِ حَالَ الْأَكْلِ وَبَعْضُهُ فِعْلُ الْمُتَكَبِّرِينَ وَبَعْضُهُ فِعْلُ الْمُكْثِرِينَ مِنَ الطَّعَامِ (حاشية السندی علی سنن ابن ماجہ، باب مَنْ كَرِهَ أَنْ يُوطَأَ عَقِبَاهُ)

ما روى رسول الله ﷺ -ياكل متكئا " فإنه كان من ذاب المترفين (مراقبة، كتاب الأطعمة) والحكمة في تركه أنه من فعل ملوك العجم والمتعظمين، وأنه ادعى إلى كثرة الأكل (ردالمحتار ج ۶ ص ۷۵۶، و ۷۵۷، كتاب الحظر والاباحة)

بہر حال جو وجہ بھی ہو، عام حالات میں جبکہ کوئی مجبوری و عذر نہ ہو، صرف آرام طلبی کی خاطر ٹیک لگا کر کھانا اگرچہ گناہ نہ ہو، لیکن خلافِ اولیٰ (یعنی افضل کے خلاف) ضرور ہے، اور کسی مجبوری و عذر کی وجہ سے ہو تو کوئی حرج نہیں، اور اگر تکبر کی نیت سے ہو تو ناجائز و گناہ ہے۔ ۱۔ اور ٹیک لگانے کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱۔ ایک یہ کہ پیچھے دیوار یا تکیہ وغیرہ سے کمر کی ٹیک لگالی جائے۔

دوسری یہ کہ دائیں یا بائیں پہلویا کہنی کا دیوار یا تکیہ وغیرہ سے سہارا لے لیا جائے۔

تیسری یہ کہ بازو سیدھا کھڑا کر کے تھیلی وغیرہ سے زمین کا سہارا لیا جائے۔

اگرچہ ٹیک لگانے کی تیسری صورت ہلکی ہے، اور اس کے مقابلے میں پہلی اور دوسری صورتیں شدید ہیں، سنت کی اتباع و احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ ان میں سے ہر صورت سے بچا جائے۔ ۲۔

۱۔ (قوله كما يجوز أن يأكل متكئا في الصحيح) قدمنا في الحظر أنه لا بأس به في المختار أي فتركه أولى وهذا إذا لم يكن عن تكبير وإلا فيحرم (قوله لما روى إلخ) الذي في صحيح البخاري وغيره أنه -عليه الصلاة والسلام- قال لا أكل متكئا قال ابن حجر في شرح الشرائع عن النسائي قال ما رأى النبي -صلى الله عليه وسلم- يأكل متكئا قط، لكن أخرج ابن أبي شيبة عن مجاهد أنه أكل متكئا مرة فإن صح فهو زيادة مقبولة، ويؤيدها ما أخرجه عن ابن شاهين عن عطاء بن يسار: أن جبريل رأى النبي -صلى الله عليه وسلم- يأكل متكئا فنهاه (رد المحتار ج ۶ ص ۷۵۶، ۷۵۷، كتاب الحظر والاباحة)

۲۔ واعلم أن الاتكاء أربعة أنواع: الأول أن يضع يده على الأرض مثلا الثاني أن يتربع الثالث أن يضع يده على الأرض ويعتمدها الرابع أن يسند ظهره وكلها مذمومة حال الأكل لكن الثاني لا ينتهي إلى الكراهة وكذا الرابع فيما يظهر بل هما خلاف الأولى (فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۹۶۹۳)

واختلف في صفة الاتكاء: فقيل: أن يتمنن في الجلوس للأكل على أي صفة كان وقيل: أن يميل على أحد شقيه وقيل: أن يعتمد على يده اليسرى من الأرض قال الخطابي: تحسب العامة أن المتكئ هو الأكل على أحد شقيه وليس كذلك بل هو المعتمد على الوطاء الذي تحته قال: ومعنى الحديث إنى لا أقعد متكئا على الوطاء عند الأكل فعل من يستكثر من الطعام فإنى لا أكل إلا البلغة من الزاد فلذلك أقعد مستوفزا. وفي حديث أنس "أنه صلى الله عليه وسلم أكل تمرا وهو مقع" وفي رواية "وهو محتفز" والمراد الجلوس على وركيه غير متمكن وأخرج ابن عدى بسند ضعيف: زجر النبي صلى الله عليه وسلم أن يعتمد الرجل على يده اليسرى عند الأكل قال مالك ﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور لیٹ کر کھانا بیٹھ کر ٹیک لگا کر کھانے سے زیادہ بُرا ہے، اور لیٹ کر کھانے میں بھی اوندھے منہ یعنی الٹا لیٹ کر کھانے کی بُرائی زیادہ ہے، حدیث میں بطور خاص اس کی ممانعت آئی

ہے۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ﴾

هو نوع من الاتكاء .قلت: وفي هذا إشارة من مالک إلى كراهة كل ما يعد الأكل فيه متكئا ولا يختص بصفة بعينها .وجزم ابن الجوزي في تفسير الاتكاء بأنه بالميل على أحد الشقين ولم يلتفت لإنكار الخطابي ذلك .وحكى ابن الأثير في "النهاية" أن من فسر الاتكاء بالميل على أحد الشقين تأوله على مذهب الطب بأنه لا ينحدر في مجارى الطعام سهلا ولا يسيغه هنيئا وربما تأذى به (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۸)

(فلا أكل متكياً) ، أى حال كونه مائلاً إلى أحد جانبي، أو مستنداً إلى ما وراء ظهري، أو متربعا في تمكن مقعدى (شرح مسند ابى حنيفة، ج ۱، ص ۲۸۵، ۲۸۶)

وفسر الاكثرون الاتكاء بالميل على احد الجانبين ونقل في الشفاء عن المحققين انهم فسروه بالتمكن للاكل والقعود فى الجلوس كالمتربع المعتمد على وطأ تحته لان هذه الهيئة تستدعى كثرة الاكل وتقضى الكبر (مرقاة، ج ۸، ص ۱۶۳، كتاب الاطعمة)

وقد فسر الاتكاء بالتربع وفسر بالاتكاء على الشئى وهو الاعتماد عليه وفسر بالاتكاء على الجنب والانواع الثلاثة من الاتكاء (زاد المعاد ج ۴، ص ۲۲۱، فصل: فى هذبته صلى الله عليه وسلم فى حفظ الصحة، الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت، لبنان)

۱ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: "نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَطْمَئِينَ: الْجُلُوسُ عَلَى مَائِدَةٍ يُشْرَبُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ أَوْ يَأْكُلُ الرَّجُلُ وَهُوَ مُنْبَطِحٌ عَلَى بَطْنِهِ (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۷۱۷۱، كتاب الاطعمة، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت؛ شعب الايمان، رقم الحديث ۵۵۸۸، مَا وَرَدَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْأَكْلِ وَهُوَ مُنْبَطِحٌ عَلَى بَطْنِهِ)

قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ" (حواله بالا)

وقال الذهبي: على شرط مسلم (حواله بالا)

وقال الالبانى: اخبره أبو داود و الحاكم و ابن ماجه بالشرط الثانى منه عن جعفر بن برقان عن الزهرى عن سالم عن أبيه قال: فذكره .وقال الحاكم: "صحيح على شرط مسلم !واقفه الذهبى !وأعله أبو داود بقوله عقبه " :هذا الحديث لم يسمعه جعفر من الزهرى ، و هو منكر . " ثم ساق بإسناده الصحيح عن جعفر أنه بلغه عن الزهرى بهذا الحديث .قلت : و جعفر ثقة من رجال مسلم ، لكنهم ضعفوا حديثه عن الزهرى خاصة ، و لذلك قال الحافظ " : صدوق ، يهيم فى حديث الزهرى . " و ذكر الحافظ فى " التهذيب " أن هذا الحديث مما أنكره العقيلي أيضا من حديثه عن الزهرى .قلت : لكن الحديث ثابت (السلسلة الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۳۹۴؛

﴿بقيہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

الناشر: مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض)

ملاحظہ رہے کہ بعض حضرات نے چوڑی مار کر بیٹھنے کی حالت میں کھانا کھانے کو بھی ٹیک لگا کر کھانے کے مفہوم میں شمار کیا ہے۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاتَيْنِ وَقِرَاءَتَيْنِ وَأَكْلَتَيْنِ وَلِبْسَتَيْنِ. نَهَانِي أَنْ أَصَلِيَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَرْتَفَعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَأَنْ أَكُلَ وَأَنَا مُنْبَطِحٌ عَلَى بَطْنِي، وَنَهَانِي أَنْ أَلْبَسَ الصَّمَاءَ وَأَخْتَبِي فِي قُوبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ بَيْنَ قُرْجِي وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَاتِرٌ (مستدرک حاکم،

رقم الحديث ۷۱۳۰، کتاب الاطعمه)

قال الحاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ بِهَذِهِ السِّيَاقَةِ " (حوالہ بالا)

وقال الذهبی: عمر واہ (حوالہ بالا)

قلث وقد مرّ شاهدُهُ. محمد رضوان.

۱۔ وفسر الاکترون الاتکاء بالمیل علی أحد الجانبین، لأنه یضر بالأکل وورد بسند ضعیف زجر النبی -صلی اللہ علیہ وسلم - أن یعتمد الرجل علی یدہ الیسری عند الأکل قال مالک -رحمہ اللہ -: وهو نوع من الاتکاء وفيه إشارة إلى أنه لا یختص بصفة بعینها اہ ملخصا وبہ علم أنه ثبت أنه -صلی اللہ علیہ وسلم - أکل متکثفا فقد ترکہ لما نہی عنہ، فلیس فیہ دلیل علی الجواز؛ نعم ذکر بعض الشافعیة أنه خاص بہ -علیہ الصلاة والسلام -، والأصح عندهم أنه عام قال العلقمی فی شرح الجامع الصغیر: اختلف فی صفة الاتکاء فقیل أن یتمکن فی الجلوس للأکل علی أی صفة کان، وقیل: أن یمیل علی أحد شقیہ وقیل أن یتعتمد علی یدہ الیسری من الأرض والأول المعتمد، وهو شامل للقولین (ردالمحتار ج ۶ ص ۷۵۶، ۷۵۷، کتاب الحظر والاباحه)

قَوْلُهُ (بِأَكْلِ مُتَكِنًا) الْإِتْكَاءُ هُوَ أَنْ يَتِمَّكَنَ فِي الْجُلُوسِ مُتَرَبِّعًا أَوْ يَسْتَوِيَ قَاعِدًا عَلَيَّ وَطَاءً أَوْ يُسَيِّدَ ظَهْرَهُ إِلَى شَيْءٍ أَوْ يَضَعَ إِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأَرْضِ وَكُلِّ ذَلِكَ خِلَافُ الْأَدَبِ الْمَطْلُوبِ حَالِ الْأَكْلِ وَبَعْضُهُ فِعْلُ الْمُتَكَبِّرِينَ وَبَعْضُهُ فِعْلُ الْمُكْتَبِرِينَ مِنَ الطَّعَامِ (حاشية السندی علی سنن ابن ماجہ، باب مَنْ كَرِهَ أَنْ يُوطَأَ عَقِبَاهُ)

وقال شيخنا زين الدين، رحمہ اللہ: حمل الترمذی أحاديث الأكل متکنا علی الكراهة كما بوب علیہ، وهو قول الجمهور وقد أكل غير واحد من الصحابة والتابعين متکنا، رواه ابن أبي شيبه في (مصنفه) ثم قال: اختلف في المراد بالاتکاء في حالة الأكل؟ فقیل: المراد المترعب المتقعد كالمتهبىء للطعام انتهى كلامه. وفي (التلويح) المتكىء هنا هو المعتمد علی الوطاء الذى تحته، وكل من استوى قاعدا على وطاه فهو المتكىء كأنه أوكى مقعدته وسدها بالقعود على الوطاء الذى تحته. وقيل: الاتکاء هو أن يتكىء، على أحد جانبيه، وهو فعل المتجبرين (عمدة القارى، كتاب الاطعمه، باب الأكل متکنا)

وَخِطَفَ فِي صِفَةِ الْإِتْكَاءِ فَقِيلَ أَنْ يَتِمَّكَنَ فِي الْجُلُوسِ لِلْأَكْلِ عَلَى أَى صِفَةٍ كَانَ وَقِيلَ أَنْ يَمِيلَ عَلَى أَحَدِ شَقِيهِ وَقِيلَ أَنْ يَتَعَمَّدَ عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى مِنَ الْأَرْضِ ﴿بقية حاشية الگے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیکن دوسرے حضرات نے اس سے اتفاق نہیں کیا، اگر چوڑی مار کر کھائے اور تکبر کی نیت نہ ہو تو بھی گناہ نہیں، تاہم چوڑی مار کر بیٹھنے کی نشست کو سنت کے مطابق نہیں کہا جاسکتا، اسی طرح آج کل نیچے گدی رکھ کر اس کے اوپر بیٹھ کر کھانے کا جو طریقہ ہے، یہ بھی پسندیدہ طریقہ نہیں، کیونکہ یہ نشست غلاموں والی نشست نہیں، جس نشست پر بیٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کو پسند فرمایا۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ﴾

قَالَ الْخَطَّابِيُّ تَحَسَّبُ الْعَامَّةُ أَنَّ الْمُتَكِّءَ هُوَ الْأَكْلُ عَلَى أَحَدٍ شِقِيهٍ وَلَيْسَ كَذَلِكَ بَلْ هُوَ الْمُعْتَمِدُ عَلَى الْوِطَاءِ الَّتِي تَحْتَهُ قَالَ وَمَعْنَى الْحَدِيثِ إِنِّي لَا أَقْعُدُ مُتَكِّئًا عَلَى الْوِطَاءِ عِنْدَ الْأَكْلِ فِعْلٌ مَنْ يَسْتَكْثِرُ مِنَ الطَّعَامِ فَإِنِّي لَا أَكُلُ إِلَّا الْبُلْغَةَ مِنَ الزَّادِ فَلِلذِّكْرِ أَقْعُدُ مُسْتَوْفِزًا وَفِي حَدِيثِ أَنَسٍ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ تَمْرًا وَهُوَ مُقْعَعٌ وَفِي رَوَايَةٍ وَهُوَ مُحْتَفِزٌ وَالْمُرَادُ الْجُلُوسُ عَلَى وَرَكِيهٍ غَيْرِ مُتَمَكِّنٍ وَأَخْرَجَ ابْنُ عَدِيٍّ بِسَنَدٍ ضَعِيفٍ زَجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلَى يَدِهِ الْيَسْرَى عِنْدَ الْأَكْلِ قَالَ مَالِكٌ هُوَ نَوْعٌ مِنَ الْإِتْكَاءِ قُلْتُ وَفِي هَذَا إِشَارَةٌ مِنْ مَالِكٍ إِلَيَّ كَرَاهَةٌ كُلُّ مَا يَعْدُ الْأَكْلُ فِيهِ مُتَكِّئًا وَلَا يَخْتَصُّ بِصِفَةٍ بَعَيْنَهَا وَجَزَمَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي تَفْسِيرِ الْإِتْكَاءِ بِأَنَّهُ الْأَمِيلُ عَلَى أَحَدٍ الشَّقِيهَيْنِ وَلَمْ يَلْتَفِتْ لِإِنْكَارِ الْخَطَّابِيِّ ذَلِكَ وَحَكَى ابْنُ الْأَثِيرِ فِي النَّهَائِيَةِ إِنَّ مَنْ قَسَرَ الْإِتْكَاءَ بِالْمِيلِ عَلَى أَحَدٍ الشَّقِيهَيْنِ تَأَوَّلَهُ عَلَى مَذْهَبِ الطَّبِّ بِأَنَّهُ لَا يَنْحَدِرُ فِي مَجَارِي الطَّعَامِ سَهْلًا وَلَا يُسَبِّغُهُ هَبِيئًا وَرُبَّمَا تَأْذَى بِهِ (فتح الباری لابن حجر، باب الأكل متکئا)

(باب) حکم (الأكل) حال کون الأكل (متکئا) علی أحد جنبیه کالمتجبر أو علی الأيسر منهما أو هو التمكن فی الجلوس للأكل علی أي صفة كانت أو الاعتماد علی الوطاء الذی تحتہ فعل من يستكثر من الطعام وبهذا الأخير جزم الخطابی (إرشاد الساری لشرح صحيح البخاری، للقسطلانی، کتاب الأطعمة، باب الأكل متکئا)

لا أكل متکئا علی ما فسره الإمام الخطابی فإنه قال المتکء هنا المتمکن فی جلوسه من التربع وشبهه المعتمد علی الوطاء تحتہ قال وکل من استوی قاعدا علی وطاء فهو متکء (شرح النووی علی مسلم، باب استحباب تواضع الأکل وصفة قعوده)

۱ (لا أكل وأنا متکء) یحتمل لا أكل مائلا إلى أحد الشقین معتمدا علیہ وحده أو لا أكل وأنا متمکن من القعود أو لا أكل وأنا مسند ظهري إلى شیء ورجح العصام الثانی بأنه أقرب إلى الاستعمال العربی لقول ابن الأثیر عن الخطابی: المتکئی فی العربیة المستوی قاعدا علی وطاء متکئا والعام لا تعرف المتکء إلا من مال فی قعوده معتمدا علی أحد شقیه او وما اعتمد علیہ لا یعول علیہ فقد تعقبه المحقق أبو زرعة بالرد فقال: ظاهر کلامه أنه لا معنى للاتکاء إلا ما ذکره وهو مردود إلا أن یرید تفسیر المتکء فی الحدیث الذی ذکره دون غیره ومع ذلك فهو ممنوع فلم أجد فی الكتب المشهورة فی اللغة تفسیر الاتکاء بالمعنی الذی ذکره أصلا وإنما فسروه بالمیل

﴿بقیة حاشیة اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۱۷)..... مناسب یہ ہے کہ کھانا زمین پر بیٹھ کر کھایا جائے، اور کھانے پینے کی اشیاء کسی صاف ستھرے دسترخوان پر رکھی جائیں۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

إلى أحد الشفيعين كما في هذا الحديث اه فاستبان بذلك أن الاتكاء المكروه عند الأكل إنما هو الميل إلى أحد الشفيعين والاعتماد عليه لا الاتكاء على وطء تحته مع الاستواء فقول الشهاب الهيمشي: الاتكاء هنا لا ينحصر في المائل يشمل الأمرين فيكره كل منهما غير معمول به لأنه إنما اعتمد فيه على ابن الأثير غافلا عن كونه متعقبا بالرد من هذا الإمام المحدث الفقيه المرجوع إليه في هذا الشأن والكرهية حكم شرعي لا يصار إلى إثباتها في مذهب الشافعي بكلام مثل ابن الأثير فتدبر وحكمة كراهة الأكل متكنا أنه فعل المتكبرين المكثرين من الأكل بنهمة وشره المشغوفين من الاستكثار من الطعام (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحديث ۹۶۹۳)

قال (باب الأكل متكنا) حكى فيه (عن الخطابي ان المتكء هو المعتمد على الوطاء) إلى آخره -قلت- اقتصاره على كلام الخطابي دليل على رضاه به والمشهور ان المراد بالاتكاء في الحديث هو الاعتماد على احد الجانبين وهذه الهيئة التي نفاها النبي صلى الله عليه وسلم عن نفسه لانها فعل المتكبرين والمتكبرين ويدل عليه قوله عليه السلام بعد ذلك -انا عبد أكل كما يأكل العبد - وقوله عليه السلام ان الله جعلني عبدا كريما ولم يجعلني جبارا عصيا وما قاله الخطابي فيه بعد كذا قال ابن الجوزي وما أدرى لى معنى عدل عن المعنى الاول مع شهرته وصحة معناه (الجواهر النقى للتركماني، ج ۷، ۲۸۳، باب الأكل متكنا؛ الناشر: دار الفکر)

اما الجلوس متربعا بدون اسناد الظهر الى ما خلفه او الميلين على احد الشفيعين فالظاهر انه جائز بدون كراهة لعدم ما يدل على كراهته واما ما ذكره الخطابي من ادخاله في التكاء فلم ار عند غيره ولشئ صرح فانه يمكن ان يكون هذا من خصائص النبي ﷺ (تكملة فتح الملهم ج ۳ ص ۳۸، باب استحباب تواضع الأكل، وصفة قعوده؛ مكتبة دارالعلوم كراتشي)

۱- عَنْ أَبِي أُمَامَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا فَرَّغَ مِنْ طَعَامِهِ - وَقَالَ مَرَّةً: إِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهُ - قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَفَانَا وَأَرْوَانَا، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مَكْفُورٍ وَقَالَ مَرَّةً: الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبَّنَا، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُودِعٍ وَلَا مُسْتَعْنَى، رَبَّنَا (بخاری، رقم الحديث ۵۳۵۹،

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا فَرَّغَ مِنْ طَعَامِهِ)
عَنْ أَبِي أُمَامَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهُ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُودِعٍ وَلَا مُسْتَعْنَى عَنهُ، رَبَّنَا (بخاری، رقم الحديث ۵۳۵۸، بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا فَرَّغَ مِنْ طَعَامِهِ)

(وعن أبي أمامة -رضي الله عنه: أن النبي كان إذا رفع): وفي رواية: إذا رفعت " (مائدتته): أي: من بين يديه كما في رواية، وفي الحديث إشكال؛ لأنهم فسروا المائدة بأنها خوان عليه طعام، وثبت في الحديث الصحيح برواية أنس -رضي الله عنه - أنه -صلى الله عليه وسلم -لم يأكل على خوان كما تقدم في الكتاب. ﴿بقيہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور بہتر یہ ہے کہ کھانے اور کھانے والے کی سطح برابر ہو، نہ کھانا اونچا ہو اور نہ ہی بیٹھنے والے سے نیچا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عام معمول سے اسی طرح کھانا ثابت ہے۔ ۱۔
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ﴾

فَقِيلَ فِي الْجَوَابِ :بِأَنَّهُ أَكَلَ عَلَيْهِ فِي بَعْضِ الْأَحْيَانِ لِبَيَانِ الْجَوَازِ ، وَبِأَنَّهُ أَسْمَأُ مَا رَأَى وَرَأَى غَيْرَهُ ، وَالمِثْلَ مُقَدِّمَ عَلَى النَّافِي . وَيُقَالُ :إِنَّ الْمَرَادَ بِالْخَوَانِ مَا يَكُونُ بِمَخْصُوصِهِ ، وَالمَائِدَةُ تَطْلُقُ عَلَى كُلِّ مَا يَوْضَعُ عَلَيْهِ الطَّعَامُ ؛ لِأَنَّهَا مُشْتَقَّةٌ مِنْ مَا دِيْمِيدٌ إِذَا تَحَرَّكَ أَوْ أَطْعَمَ ، وَلَا يَخْتَصُّ بِصِفَةِ مَخْصُوصَةٍ ، وَقَدْ تَطْلُقُ المَائِدَةُ وَيُرَادُ بِمَا نَفْسِ الطَّعَامِ أَوْ بَقِيَّتِهِ أَوْ آثَارِهِ ، فَيَكُونُ مَرَادُ أَبِي أَمَامَةَ إِذَا رَفَعَ مِنْ عِنْدِهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مَا وَضَعَ عَلَيْهِ الطَّعَامُ أَوْ بَقِيَّتَهُ (مِرْقَاةٌ ، تَحْتَ رَقْمِ الْحَدِيثِ ۴۱۹۹ ، كِتَابُ الاطْعَمَةِ)

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بِهَدِيَّةٍ فَالْتَمَسَ فِيهَا الْبَيْتَ شَيْئًا يَضَعُهُ فِيهِ .

فَقَالَ " :ضَعُهُ بِالْحَضِيضِ (شَعْبُ الْإِيمَانِ ، رَقْمُ الْحَدِيثِ ۹۹۸۵ ، الزَّهْدُ وَقَصْرُ الْأَمَلِ) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَعْمَرٍ ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سَالِمٍ ، أَوْ فَهْمٍ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بِهَدِيَّةٍ ، فَتَنَظَّرَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا يَجْعَلُهَا فِيهِ . فَقَالَ :ضَعُهُ بِالْحَضِيضِ ، فَإِنَّمَا هُوَ عَبْدٌ يَأْكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ ، وَيَشْرَبُ كَمَا يَشْرَبُ الْعَبْدُ ، وَلَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَزِنُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ مَا سَقَى مِنْهَا كَافِرًا شَرْبَةَ مَاءٍ (مُصَنَّفُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ ، رَقْمُ الْحَدِيثِ ۳۵۴۶۵ ، مَا ذَكَرَ عَنْ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الزَّهْدِ)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ فَقَالَ ضَعِهِ بِالْحَضِيضِ أَوْ قَالَ بِالْأَرْضِ (مُسْنَدُ بَزَارٍ ، رَقْمُ الْحَدِيثِ ۹۵۴۶ ، ج ۱ ، ص ۳۳ ، النَاشِرُ :مَكْتَبَةُ الْعُلُومِ وَالحَكْمِ -المَدِينَةُ المَنُورَةُ)

قال الهيثمي: رواه البزار، وفيه عبد الله بن رشيد، ومجاعة أبو عبيدة البصرى، ولم أعرفهما، وبقية رجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۷۹۱۶، باب الأكل على الأرض)

عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ قَالَ :سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ " :كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى بِطَعَامٍ أَمَرَ بِهِ فَأُلْقِيَ عَلَى الْأَرْضِ ، وَقَالَ :إِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ ، أَكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ ، وَأَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ (الزَّهْدُ لِاحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ ، رَقْمُ الْحَدِيثِ ۲۲ ؛ النَاشِرُ :دَارُ الكُتُبِ الْعِلْمِيَّةِ ، بِيْرُوت -لُبْنان)

عن الحسن قال : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يركب الحمار ، ويلبس الصوف ، ويلحق أصابعه ، ويأكل على الأرض .

ويقول : إنما أنا عبد أكل كما يأكل العبد (الزهد والرفائق لابن المبارك، رقم الحديث ۹۸۵)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات تک خوان پر نہیں کھایا (بخاری) ۱
 محدثین نے فرمایا کہ ”خوان“ اس میز یا تخت و تپائی وغیرہ کو کہا جاتا ہے جو کھانے والے کی
 نشست سے اونچی اٹھی ہوئی ہوتی ہے۔

اور ہماری زبان میں جس چیز کو دسترخوان کہا جاتا ہے، عربی میں اُسے خوان نہیں کہا جاتا۔ ۲

۱ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمْ يَأْكُلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى
 خِوَانٍ حَتَّى مَاتَ، وَمَا أَكَلَ خُبْزًا مُرَقَّقًا حَتَّى مَاتَ (بخاری، رقم الحدیث ۶۴۵۰، باب
 فضل الفقير؛ سنن کبریٰ للنسائی، رقم الحدیث ۶۶۰۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بعض روایات میں خوان کے بجائے سکرچہ کے الفاظ ہیں، جس میں حضرت قتادہ کے سوال کے
 جواب میں یہ بھی ہے کہ سُر پر کھاتے تھے۔

عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا عَلِمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ عَلَى
 سُكْرَجَةٍ قَطُّ، وَلَا خَبِزَ لَهُ مُرَقَّقٌ قَطُّ، وَلَا أَكَلَ عَلَى خِوَانٍ قَطُّ قَبْلَ لِقَاءِ قَتَادَةَ: فَعَلَامَ كَانُوا
 يَأْكُلُونَ؟ قَالَ: عَلَى السُّفْرِ (بخاری، رقم الحدیث ۵۳۸۶، بَابُ الْخُبْزِ الْمُرَقَّقِ وَالْأَكْلِ
 عَلَى الْخِوَانِ وَالسُّفْرِ)

۲ قَوْلُهُ الْمَائِدَةُ أَصْلُهَا مَفْعُولَةٌ كَعَيْشَةٍ رَاضِيَةٍ وَالْمَعْنَى مِيدَ بَهَا صَاحِبَهَا يُقَالُ مَادَنِي بِمِيدَنِي كَذَا
 فِي الْأَصْلِ وَالْمَائِدَةُ أَصْلُهَا الْخِوَانُ الَّذِي يُؤْكَلُ عَلَيْهِ وَأَمَّا قَوْلُهُ أَكَلَ عَلَى الْمَائِدَةِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَي سَفَرْتَهُ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ خِوَانٌ وَهُوَ الَّذِي يَعْدُ لِلذِّكْرِ مِنَ الْخَشَبِ كَمَا صَحَّ عَنْ أَنَسٍ وَيُقَالُ
 لَا يُقَالُ لَهُ مَائِدَةٌ إِلَّا إِذَا كَانَ عَلَيْهِ طَعَامٌ وَقِيلَ هُوَ اسْمُ الطَّعَامِ نَفْسَهُ (فتح الباری لابن حجر، ج ۱،
 ص ۱۹۱؛ الناشر: دار المعرفة - بیروت)

وَقَوْلُهُ مَا أَكَلَ عَلَى خِوَانٍ قَطُّ يُقَالُ بَضَمَ الْخَاءَ وَكَسَرَهَا وَأَخْوَانَ أَيْضًا وَهِيَ الْمَائِدَةُ الْمَعْدَةُ لِهَذَا وَقَوْلُهُ
 فِي الْحَدِيثِ الْآخَرَ أَكَلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) يُرِيدُ مَا يَضَعُ عَلَيْهِ طَعَامَهُ
 صِيَانَةً لَهُ مِنَ الْأَرْضِ مِنْ سَفَرَةٍ وَمَنْدِيلٍ وَشِبْهِهِمَا لَا الْمَوَائِدَ الْمَعْدَةَ لِهَذَا أَيْ تَسْمَى خِوَانًا مِنْ خَشَبٍ
 وَشِبْهِهِ وَلَا يُقَالُ لِلْخِوَانِ مَائِدَةٌ إِلَّا إِذَا كَانَ عَلَيْهِ طَعَامٌ (مشارك الأنوار علی صحاح الآثار، ج ۱،
 ص ۲۳۸؛ دار النشر: المكتبة العتيقة ودار التراث)

فَالْمُرَادُ بِالْمَائِدَةِ هُنَا السُّفْرُ وَأَشْبَاهُهَا مِمَّا يَوْضَعُ عَلَيْهِ الطَّعَامُ وَيَصَانُ مِنَ الْأَرْضِ لِأَخْوَانِ الْخَشَبِ
 الْمَعْدُ لِلذِّكْرِ (مشارك الأنوار علی صحاح الآثار، ج ۱، ص ۳۹۱؛ دار النشر: المكتبة العتيقة
 ودار التراث)

قوله: (خوان) بكسر الخاء المعجمة وضمها وهو ما يؤكل عليها الطعام عند أهل النعم ويجمع
 على: خوت وأخونة (عمدة القاری، باب فضل الفقير)
 - (ان الملائكة لا تزال تصلي على أحدكم) أي تستغفر له (ما دامت مائدته موضوعة) أي مدة دوام
 وضعها للأضياف ونحوهم.

﴿بقية حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بعض اہل علم حضرات نے فرمایا کہ خوان پر کھانا کھانا عیش پرستوں اور متکبرین کا طریقہ رہا ہے، تاکہ تواضع و عاجزی کی شکل میں کھانے کی طرف مائل ہونا اور جھکنا نہ پڑے۔ ۱۔

(۱۸)..... خوان کی طرح مردۂ جمیز کرسی پر بیٹھ کر کھانے کو بھی اہل علم حضرات نے سنت کے مطابق اور اسلامی طریقہ قرار نہیں دیا، کیونکہ اولاً تو یہ طریقہ اسلامی اور تواضع والا طریقہ نہیں، بلکہ بنیادی طور پر متکبرین کا طریقہ ہے، جو اگرچہ اب مسلمانوں میں رواج پکڑنے لگا ہے، دوسرے جمیز کرسی پر کھانا کھانے میں عموماً کھانے اور کھانے والے کی سطح برابر نہیں ہوتی،

﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

والمائدة ما يمد وييسط عليه الطعام كمنديل وثوب وسفرة قال القاضي: المائدة الخوان إذا كان عليه طعام من ماء الماء يمد إذا تحرك أو مادة إذا أعطاه كأنه يميد من يقدم عليه ونظيره شجرة مطعمته انتهى وظاهر الخبر أن الأكل على المائدة محبوب لا مرهوب وكأني بك تقول يشكل بقولهم لم يأكل المصطفى صلى الله عليه وسلم على خوان فنقول كلا لا إشكال إذ المائدة ما يمد للأكل عليه كما تقرر وأما الخوان فهو المرتفع من الأرض بقوائمه والسفرة ما أسفر عما في جوفه لأنها مضمونة بمعاليقها (فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۲۱۲۹)

۱۔ (قال): أي قنادة (على السفر): بضم ففتح جمع سفرة. في النهاية: السفرة الطعام يتخذها المسافر، وأكثر ما يحمل في جلد مستدير، فنقل اسم الطعام إلى الجلد وسمى به كما سميت الزادة راوية، وغير ذلك من الأسماء المنقولة اهـ.

ثم اشتهرت لما يوضع عليه الطعام جلداً كان أو غيره، ما عدا المائدة لما مر من أنها شعار المتكبرين غالباً، فالأكل عليها سنة وعلى الخوان بدعة، لكنها جائزة (رواه البخاري) (مرفقة، كتاب الأطعمة، الفصل الأول)

قال التوربشتي الخوان الذي يؤكل عليه معرب والأكل عليه لم يزل من دأب المترفين وصنيع الجبارين لئلا يفتقر إلى التباطؤ عند الأكل (مرفقة ج ۸ ص ۱۸۳، كتاب الأطعمة)

قوله (ما أكل رسول الله صلى الله عليه وسلم) أي طعاماً (على خوان) قال في المجمع الخوان بضم خاء وكسرهما المائدة المعدة ويقال الأخوان وجمعه أخوية وخون وهو معرب والأكل عليه من دأب المترفين لئلا يفتقر إلى التباطؤ والانحناء انتهى (تحفة الأحوذى، ج ۷، ص ۲۳، ابواب الزهد، باب ما جاء أن فقراء المهاجرين يدخلون الجنة قبل أغنيائهم، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت)

قلت والتحقيق في ذلك أن المائدة هي ما ييسط للطعام سواء كان من ثوب أو جلد أو حصير أو خشب أو غير ذلك فالمائدة عام لها أنواع منها السفرة ومنها الخوان وغيره فالخوان بضم الخاء يكون من خشب وتكون تحته قوائم من كل جانب والأكل عليه من دأب المترفين لئلا يفتقر إلى التباطؤ والانحناء فالذي نفى بحديث أنس هو الخوان والذي أثبت هو نحو السفرة وغيره والله أعلم (عون المعبود، كتاب الأطعمة، باب ما يقول إذا طعم، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت)

تیسرے اس طرح کھانا کھاتے وقت جوتے بھی نہیں اُتارے جاتے، چوتھے اس طریقے پر بیٹھ کر کھانے کے وقت پیچھے کرسی پر ٹیک بھی لگالی جاتی ہے۔

ان وجوہات کی بناء پر میز کرسی پر بیٹھ کر کھانا کھانے سے پرہیز کرنا مناسب ہے۔ پس میز کرسی پر بیٹھ کر کھانا کھانے کی مستقل عادت نہیں بنانی چاہئے، البتہ اگر اتفاق یا ضرورت و مجبوری سے (مثلاً نیچے صاف ستھری جگہ میسر نہ آئے، یا جہاز، ریل، گاڑی وغیرہ میں سفر کر رہے ہوں) میز کرسی پر کھانا کھالیا جائے اور متکبروں کی نقالی اور تقلید پیش نظر نہ ہو تو اس میں حرج نہیں، لیکن ایسی صورت میں بھی بہتر ہے کہ ٹیک نہ لگائی جائے اور کم از کم اپنے پاؤں کرسی کے اوپر رکھ لئے جائیں یا جوتے اتار دیئے جائیں تاکہ بیٹھنے کی ہیئت و حالت کسی قدر سنت نشست کے قریب ہو جائے۔

(۱۹)..... جوتے پہن کر کھانا سنت کے موافق نہیں، اگر چہ فی نفسہ جوتے پہن کر کھانا گناہ بھی نہیں، مگر آج کل متکبرین اور کفار و فساق کا طریقہ ہے، اس لئے جوتے پہن کر کھانا کھانے اور خاص کر اس کی عادت بنا لینے سے پرہیز کرنا چاہئے، لیکن اگر اتفاق یا مجبوری سے کھانا پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں مثلاً سفر وغیرہ کی جلدی کی خاطر یا سفر کی حالت میں جہاز اور ریل، بس وغیرہ کی سیٹ پر بیٹھ کر جوتے پہنے ہوئی حالت میں کھانا پڑ جائے، اس صورت میں بھی اگر جوتوں سے پیر باہر نکال لئے جائیں تو زیادہ بہتر ہے (احسن الفتاویٰ ج ۸ ص ۱۱۱، دنیا کی حقیقت حصہ دوم ص ۱۸، مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ بخیر و امانہ) ا

۱۔ حدیث میں کھانے کے وقت جوتے اتار دینے کا ذکر آیا ہے، جس کی سند پر محمد شین نے کلام کیا ہے۔
عَنْ أَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا قُرِبَ لِأَحَدِكُمْ طَعَامُهُ وَفِي رِجْلَيْهِ نَعْلَانِ فَلْيَنْزِعْ نَعْلَيْهِ فَإِنَّهُ أَرْوَحُ لِلْقَدَمَيْنِ وَهُوَ مِنَ السَّنَةِ (مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ۴۱۸۸، ج ۷، ۱۹۹؛ الناشر: دار المأمون للتراث - دمشق)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَكَلْتُمُ الطَّعَامَ فَاخْلَعُوا نِعَالَكُمْ فَإِنَّهُ أَرْوَحُ لِأَقْدَامِكُمْ لَا يُرْوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَنَسٍ إِلَّا بِهَذَا الْإِسْنَادِ، تَفَرَّدَ بِهِ عُقْبَةُ (المعجم الاوسط، رقم الحدیث ۳۲۰۲؛ سنن الدارمی، ۲۱۲۵)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۲۰)..... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عام عادت تو واضح و عاجزی کے ساتھ بیٹھ کر کھانے کی تھی، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، اس لئے کھڑے ہو کر کھانا پینا پسندیدہ اور سنت عمل نہیں۔ اور بعض احادیث میں اس کی ممانعت بھی آئی ہے۔

چنانچہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا ہے، حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا کہ کھانے کا کیا حکم ہے؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تو اور بھی برا ہے (مسلم) ۱

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے سے اور کھڑے ہو کر کھانے سے منع فرمایا (مسند بزار) ۲

﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

قال الهيثمي: رواه البزار، وأبو يعلى، والطبراني في الأوسط، ورجال الطبراني ثقات إلا أن عقبية بن خالد السكوني لم أجد له من محمد بن الحارث سماعاً (مجمع الزوائد، تحت رقم

الحديث ۷۹۱۱، ۷۹۱۲، باب خلع النعل عند الأكل)

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: دَعَا أَبُو عَنَسٍ بِنَ جَبْرِ الْأَنْصَارِيِّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَطْعَامٍ صَنَعَهُ لَهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ائْخُلُوا نَعَالَكُمْ عِنْدَ الطَّعَامِ، فَإِنَّهَا سُنَّةٌ جَمِيلَةٌ (مسند ترك حاكم، رقم الحديث ۵۳۹۶، ج ۳، ص ۳۹۳؛ مطبوعه: بيروت)

قال الذهبي: يحيى وشيخه متروكان (حواله بالا)

۱ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ نَهَى أَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا، قَالَ قَتَادَةُ: فَقُلْنَا فَلَا أَكُلُ، فَقَالَ: ذَاكَ أَشْرٌ أَوْ أُخْبِتُ (مسلم، كتاب الاشربة، باب كراهية الشرب قائماً، واللفظ له؛ ترمذی، رقم الحديث ۱۸۷۹؛ مسند احمد، رقم الحديث ۱۳۶۱۸؛ سنن الدارمی، رقم الحديث ۲۱۷۳)

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

۲ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا، وَعَنِ الْأَكْلِ قَائِمًا، وَعَنِ الْمُجْتَمَةِ وَالْجَلَالَةِ وَالشُّرْبِ مِنْ فِي السَّقَاءِ (مسند بزار، رقم الحديث ۷۲۸۷، ج ۱۳، ص ۴۸۲؛ الناشر: مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة)

قال الهيثمي: رواه البزار، وأبو يعلى باختصار، ورجاله ثقات رجال الصحيح خلا المغيرة بن مسلم، وهو ثقة (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۷۹۲۱، باب الأكل قائماً)

البتہ بعض احادیث و روایات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھڑے ہو کر کھانے پینے کا ذکر ملتا ہے۔ ۱

اور بعض صحابہ کرام سے بھی کھڑے ہو کر کھانے کا ذکر روایات میں ملتا ہے۔ ۲

۱ عَنْ مَيْسَرَةَ، وَزَادَانَ، قَالَ: شَرِبَ عَلِيٌّ قَائِمًا فَقَالَ: "إِنْ أَشْرَبْتُ قَائِمًا فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ قَائِمًا وَإِنْ أَشْرَبْتُ جَالِسًا فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ جَالِسًا" (شعب الایمان، رقم الحديث ۵۵۸۱، الاكل والشرب قائما، واللفظ له؛ مسند احمد، رقم الحديث ۷۹۵)

إسناده حسن، حماد - وهو ابن سلمة - روى عن عطاء بن السائب قبل الاختلاط، وقد توبع. زاذان: هو أبو عبد الله الكندي، ثقة من رجال مسلم (حاشية مسند احمد)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَائِطًا لِبَعْضِ الْأَنْصَارِ فَجَعَلَ يَتَنَاوَلُ مِنَ الرُّطْبِ فَيَأْكُلُ، وَهُوَ يَمْشِي وَأَنَا مَعَهُ (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۱۱۲۵۱)

قال الهيثمي: رواه الطبراني، وفيه ابن لهيعة، وحديثه حسن، وبقيه رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۷۹۲۲)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: "رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصَلِّي حَائِطًا وَمُتَّعِلًا وَيَشْرَبُ قَائِمًا وَقَاعِدًا وَيَنْصَرِفُ، عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ لَا يَبَالِي أَىِّ ذَلِكَ كَانَ" (شعب الایمان، رقم الحديث ۵۵۸۲، الاكل والشرب قائما، ورقم الحديث ۵۵۸۵)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ قَائِمًا وَقَاعِدًا، وَيَنْتَعِلُ قَائِمًا وَقَاعِدًا، وَيَتَفَلُّ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ (بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث، رقم الحديث ۵۳۲، كتاب الاطعمة، باب الأكل قائما وقاعدا)

قال البوصيري: هذا إسناده ضعيف لضعف محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى، وله شاهد من حديث عبد الله بن عمر، رواه الترمذي وابن ماجه ولفظه: "كنا على عهد رسول الله لم نأكل ولم نأكل نمشي، ونشرب ونحن قيام" (تحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة، باب ما جاء في الأكل والشرب قائما وقاعدا)

۲ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا نَأْكُلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ نَمْشِي، وَنَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ غُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، وَرَوَى عُمَرَانُ بْنُ حُدَيْرٍ هَذَا الْحَدِيثَ، عَنْ أَبِي الْبَرَزِيِّ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، وَأَبِي الْبَرَزِيِّ اسْمُهُ: يَزِيدُ بْنُ عَطَّارٍ (سنن الترمذي، رقم الحديث ۱۸۸۰، ابواب الاشرية، بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّرْبِ قَائِمًا، واللفظ له؛ شعب الایمان، رقم الحديث ۵۵۸۶، الاكل والشرب قائما؛ ابن ماجه، رقم الحديث، صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۵۳۲۲، ذِكْرُ تَرْكِ إِنْكَارِ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَاعِلِ الْفِعْلِ الَّذِي ذَكَرْنَا،

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جس کے پیش نظر کھڑے ہو کر کھانے پینے کے حکم کی تعین کے بارے میں اہل علم حضرات کے مختلف اقوال پائے جاتے ہیں۔

جن میں سے راجح اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ کھڑے ہو کر کھانا پینا مکروہ تنزیہی ہے۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فی حاشیة ابن حبان: -إسناده صحيح، هشام بن يونس روى له الترمذى، وسلم بن جنادة روى له الترمذى وابن ماجه، وكلاهما ثقة، ومن فوقهما ثقات من رجال الشيخين.

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، كَانَا لَا يَرِيَانِ بِشُرْبِ الْإِنْسَانِ وَهُوَ قَائِمٌ بِأَسَا (موطا امام محمد، رقم الحديث ۸۸۰، بَابُ: الشُّرْبُ قَائِمًا؛ الناشر: المكتبة العلمية)

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، أَخْبَرَنِي مُخَبَّرٌ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، وَغُفْمَانَ بْنَ عُقَّانَ، وَعَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، وَرَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ كَانُوا يَشْرَبُونَ قِيَامًا. قَالَ مُحَمَّدٌ: وَبِهَذَا نَأْخُذُ، لَا نَرَى بِالشُّرْبِ قَائِمًا بِأَسَا، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ، وَالْعَامَّةُ مِنْ فَهْمَاتِنَا (موطا امام محمد، رقم الحديث ۸۸۱، بَابُ: الشُّرْبُ قَائِمًا؛ الناشر: المكتبة العلمية)

۱ جن روایات میں ممانعت کا ذکر ہے، وہ کراہت پر اور جن میں جواز کا ذکر ہے، وہ اباحت پر محمول ہیں، اور کراہت سے مراد کراہت تنزیہی ہے، اور اس طرح کی کراہت اور اباحت کا جمع ہونا ممکن ہے۔ اور بعض حضرات نے کھڑے ہو کر کھانے کی اس نہی کی علت کو طب پر محمول کیا ہے۔

وَسَلَّكَ الْعُلَمَاءُ فِي ذَلِكَ مَسَالِكًا.

أَحَدُهَا التَّرْجِيحُ وَأَنَّ أَحَادِيثَ الْجَوَازِ أَثْبَتُ مِنْ أَحَادِيثِ النَّهْيِ وَهَذِهِ طَرِيقَةُ أَبِي بَكْرٍ الْأَثَرَمِ فَقَالَ حَدِيثُ أَنَسٍ يَعْنِي فِي النَّهْيِ جَيِّدُ الْإِسْنَادِ وَلَكِنْ قَدْ جَاءَ عَنْهُ خِلَافُهُ يَعْنِي فِي الْجَوَازِ قَالَ وَلَا يَلْزَمُ مِنْ كَوْنِ الطَّرِيقِ إِلَيْهِ فِي النَّهْيِ أَثْبَتُ مِنَ الطَّرِيقِ إِلَيْهِ فِي الْجَوَازِ أَنْ لَا يَكُونَ الَّذِي يُقَابَلُهُ أَقْوَى لِأَنَّ الثَّبْتَ قَدْ يَرَوَى مِنْ هُوَ دُونَهُ الشَّيْءُ فَيَرُجَّحُ عَلَيْهِ فَقَدْ رُجِّحَ نَافِعٌ عَلَيَّ سَالِمٌ فِي بَعْضِ الْأَحَادِيثِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَسَالِمٌ مُقَدَّمٌ عَلَيَّ نَافِعٌ فِي الثَّبْتِ وَقَدَّمَ شَرِيكَ عَلَيَّ الثَّوْرِيَّ فِي حَدِيثَيْنِ وَسُقْيَانٌ مُقَدَّمٌ عَلَيَّ فِي جُمْلَةٍ أَحَادِيثُ ثُمَّ أَسْنَدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَا بَأْسَ بِالشُّرْبِ قَائِمًا قَالَ الْأَثَرَمُ قَدْ لَدَّ عَلَيَّ أَنَّ الرَّوَايَةَ عَنْهُ فِي النَّهْيِ لَيْسَتْ ثَابِتَةً وَإِلَّا لَمَا قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ قَالَ وَيَدُلُّ عَلَيَّ وَهَاءِ أَحَادِيثِ النَّهْيِ أَيْضًا اتِّفَاقُ الْعُلَمَاءِ عَلَيَّ أَنَّهُ لَيْسَ عَلَيَّ أَحَدٍ شَرِبَ قَائِمًا أَنْ يَسْتَقِيءَ الْمَسْلُكُ.

الثَّانِي دَعْوَى النَّسْخِ وَإِلَيْهَا جَنَحَ الْأَثَرَمُ وَابْنُ شَاهِينَ فَقَرَأَ عَلَيَّ أَنَّ أَحَادِيثَ النَّهْيِ عَلَيَّ تَقْدِيرُ ثُبُوتِهَا مَنَسُوخَةٌ بِأَحَادِيثِ الْجَوَازِ بِطَرِيقَةِ عَمَلِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ وَمُعْظَمِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ بِالْجَوَازِ وَقَدْ عَكَسَ ذَلِكَ ابْنُ حَزْمٍ فَأَدْعَى نَسْخَ أَحَادِيثِ الْجَوَازِ بِأَحَادِيثِ النَّهْيِ مَتَمَسِّكًا بِأَنَّ الْجَوَازَ عَلَيَّ وَفِي الْأَصْلِ وَأَحَادِيثِ النَّهْيِ مُفَرَّغَةً لِحُكْمِ الشَّرْعِ فَمَنْ ادَّعَى الْجَوَازَ بَعْدَ النَّهْيِ فَعَلَيْهِ الْبَيِّنَاتُ فَإِنَّ النَّسْخَ لَا يَثْبُتُ بِالْإِحْتِمَالِ وَأَجَابَ بَعْضُهُمْ بِأَنَّ أَحَادِيثَ الْجَوَازِ مُتَأَخَّرَةٌ لِمَا وَقَعَ مِنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور کھڑے ہو کر کھانے کی کراہت کھڑے ہو کر پینے کی کراہت کے مقابلے میں زیادہ ہے،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حَجَّةِ الْوُدَاعِ كَمَا سَيَأْتِي ذِكْرُهُ فِي هَذَا الْبَابِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَإِذَا كَانَ ذَلِكَ الْأَخِيرُ مِنْ فِعْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَلَّ عَلَى الْجَوَازِ وَيَتَأَيَّدُ بِفِعْلِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ بَعْدَهُ.
الْمَسْلُوكِ الثَّلَاثِ الْجَمْعُ بَيْنَ الْخَبْرَيْنِ بَضْرُبٍ مِنَ التَّوْبِيلِ فَقَالَ أَبُو الْفَرَجِ النَّفْقِيُّ فِي نَصْرِهِ الصَّحَاحِ وَالْمُرَادُ بِالْقِيَامِ هُنَا الْمَشْيُ يَقَالُ قَامَ فِي الْأَمْرِ إِذَا مَشَى فِيهِ وَقُمْتُ فِي حَاجَتِي إِذَا سَعَيْتُ فِيهَا وَقَضَيْتُهَا وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى إِلَّا مَا دُمْتُ عَلَيْهِ قَائِمًا أَيْ مُوَاطِّئًا بِالْمَشْيِ عَلَيْهِ وَجَنَحَ الطَّحَاوِيُّ إِلَى تَوْبِيلٍ آخَرَ وَهُوَ حَمَلُ النَّهْيِ عَلَى مَنْ لَمْ يُسَمَّ عِنْدَ شُرْبِهِ وَهَذَا إِنْ سَلِمَ لَهُ فِي بَعْضِ الْفَاطِظِ الْأَحَادِيثِ لَمْ يُسَلِّمْ لَهُ فِي بَقِيَّتِهَا.

وَسَلَّكَ آخَرُونَ فِي الْجَمْعِ حَمَلَ أَحَادِيثِ النَّهْيِ عَلَى كَرَاهَةِ التَّنْزِيهِ وَأَحَادِيثِ الْجَوَازِ عَلَى بَيَانِهِ وَهِيَ طَرِيقَةُ الْخَطَائِبِيِّ وَابْنِ بَطَّالٍ فِي آخَرِينَ وَهَذَا أَحْسَنُ الْمَسَالِكِ وَأَسْلَمُهَا وَأَبْعَدُهَا مِنَ الْإِعْتِرَاضِ وَقَدْ أَشَارَ الْأَثَرِيُّ إِلَى ذَلِكَ أَحْسِرًا فَقَالَ إِنْ تَبَيَّنَتِ الْكِرَاهَةُ حَمَلَتْ عَلَى الْإِرْشَادِ وَالتَّوْبِيلِ لَا عَلَى التَّحْرِيمِ وَبِذَلِكَ جَزَمَ الطَّبْرِيُّ وَأَيَّدَهُ بِأَنَّهُ لَوْ كَانَ جَائِزًا لَمْ يَكُنْ حَرْمَةً أَوْ كَانَ حَرَامًا لَمْ يَكُنْ جَوَازًا لَبَيَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ بَيَانًا وَاضِحًا فَلَمَّا تَعَارَضَتْ الْأَخْبَارُ بِذَلِكَ جَمَعْنَا بَيْنَهُمَا بِهَذَا.

وَقِيلَ إِنَّ النَّهْيَ عَنِ ذَلِكَ إِنَّمَا هُوَ مِنْ جِهَةِ الطَّبِّ مَخَافَةَ وَقُوعِ ضَرَرٍ بِهِ فَإِنَّ الشَّرْبَ قَاعِدًا أَمَكُنْ وَأَبْعَدُ مِنَ الشَّرْقِ وَحُصُولِ الْوَجَعِ فِي الْكَبِدِ أَوْ الْحَلْقِ وَكُلُّ ذَلِكَ قَدْ لَا يَأْمَنُ مِنْهُ مَنْ شَرِبَ قَائِمًا (فتح الباری لابن حجر، ج ۱۰، ص ۸۳، کتاب الأشریة، قوله باب الشرب قائما)

لا خلاف بین الفقہاء فی أنه یندب الجلوس للأكل والشرب وأن الشرب قائما بلا عذر خلاف الأولى عند جمهور الفقہاء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱۵، ص ۲۷۰، و ۲۷۱، الجلوس للأكل والشرب؛ الأجزاء ۱ تا ۲۳ الطبعة الثانية، دار السلاسل - الكويت)

ذهب الحنفية إلى كراهة الأكل والشرب قائما تنزيها، واستثنوا الشرب من زمزم والشرب من ماء الوضوء بعده، حيث نفوا الكراهة عنهما. وذهب المالكية إلى أنه يباح الأكل والشرب قائما. وذهب الشافعية إلى أن شرب الشخص قائما بلا عذر خلاف الأولى. وذهب الحنابلة إلى عدم كراهة الشرب قائما، أما الأكل قائما فقد قال البهوتي: وظاهر كلامهم لا يكره أكله قائما، ويتوجه كشره. وفي رواية عندهم أنه يكره الأكل والشرب، قائما. وسبب الاختلاف أنه وردت أحاديث متعارضة في الأكل والشرب قائما. منها: عن أنس: أن النبي صلى الله عليه وسلم زجر وفي رواية: نهى عن الشرب قائما، قال قتادة: فقلنا: فالأكل، فقال: ذاك شر وأخبث، "، ويدل هذا الحديث على منع الأكل والشرب قائما. وهناك أحاديث أخرى تجيز الأكل والشرب قائما وقاعدا وماشيا. منها: ما ورد عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: كنا نأكل على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن نمشي، ونشرب ونحن قيام. ومنها: ما رواه ابن عباس قال: شرب النبي صلى الله عليه وسلم من زمزم وهو قائم (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۴، ص ۱۱۴، القيام عند الأكل والشرب؛ الأجزاء ۲۴ تا ۳۸، الطبعة الأولى، مطابع دار الصفاة - مصر)

﴿بقية حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

کیونکہ کھڑے ہو کر کھانے میں عام طور پر پینے کے مقابلے میں زیادہ وقت خرچ ہوتا ہے۔ اور چھوٹی موٹی اور معمولی چیز کہ جو مستقل کھانا نہ کہلاتی ہو مثلاً پان، سونف وغیرہ، اس کے کھڑے ہو کر اور چلتے پھرتے کھانے میں کسی قسم کا حرج نہیں۔ ۱

﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

(قولہ: وعن ابن عمر الخ) أخرجه الطحاوی وأحمد وابن ماجه والترمذی وصححه حلیة، وقصد بذكره بیان حکم الأكل، لكن أخرج أحمد ومسلم والترمذی عن أنس عن النبی -صلى الله عليه وسلم - أنه نهى أن يشرب الرجل قائما قال قتادة: قلت لأنس: فالأكل، فقال: ذلك أشد وأخبث. وفي الجامع الصغير للسيوطی نهى عن الشرب قائما والأكل قائما ولعل النهی لأمر طیب أيضا كما مر فی الشرب. وفي الفصل السحادی والثلاثین من فصول العلامی: وكره الأكل والشرب فی الطریق والأكل نائما وماشيا، ولا بأس بالشرب قائما، ولا يشرب ماشيا، وخص ذلك للمسافر. اهـ (ردالمحتار، كتاب الطهارة، سنن الوضوء، مطلب فی مباحث الاستعانة فی الوضوء بالغير) ۱ عام طور پر اہل علم حضرات نے کھڑے ہو کر کھانے اور پینے کے حکم کو ایک ساتھ ذکر فرمایا ہے، اور اکثر حضرات نے کھڑے ہو کر پینے کی طرح کھڑے ہو کر کھانے کو بھی مکروہ تنزیہی قرار دیا ہے، اگرچہ کھڑے ہو کر کھانے کے تنزیہی ہونے کو کھڑے ہو کر پینے کے مقابلے میں اشد قرار دیا ہے، اور کھڑے ہو کر کھانے پینے کے جواز میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کو بھی ذکر فرمایا ہے۔

جبکہ بعض حضرات نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کو اکل ثمرة یا القمیتین پر محمول فرمایا ہے، اور اس کو اوجہ فرمایا ہے۔ مگر اس برعکس بعض حضرات نے یہ فرمایا کہ یہ اتفاقی حالات پر محمول ہے، اور اکثری حالات تَعَوُّد کے ساتھ اکل و شرب کے تھے۔

اور بندہ کو اب غور کرنے سے اس آخری توجیہ کا راجح ہونا معلوم ہوتا ہے، کیونکہ اس طرح کے کئی نظائر موجود ہیں کہ جو عام حالات کے مقابلے میں اباحت کے طور پر ثابت ہوتے ہیں، اُن کو سنت قرار نہیں دیا جاتا، اور اُن کے مقابلے میں اکثری معمول مسنون کہلاتا ہے۔

قِيلَ وَإِنَّمَا جُعِلَ الْأَكْلُ أَشْرًا لَطُولِ زَمَانِهِ بِالنَّسْبَةِ لِمَنْ الشَّرْبُ فَهَذَا مَا وَرَدَ فِي الْمَنْعِ مِنْ ذَلِكَ قَالَ السَّمَاوِيُّ اخْتَلَفَ النَّاسُ فِي هَذَا فَذَهَبَ الْجُمْهُورُ إِلَى الْجَوَازِ وَكَرِهَهُ قَوْمٌ (فتح الباری لابن حجر، ج ۱۰، ص ۸۲، کتاب الأشریة، قوله باب الشرب قائما)

وَأَمَّا مَنْ قَالَ بِالكَرَاهَةِ: فيجمع بين الحدیثین بأن فعل النبی -صلى الله عليه وسلم - يبيِّن الجواز، والنهی يقتضی التنزیه؛ فالأولی: ترك ذلك على كل حال. وأما قول قتادة (: (الأكل أشد) : فَنَسِيَ لَمْ يَقُلْ بِهِ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِيمَا عَلِمْتُ. وَعَلَى مَا حَكَاهُ النُّقْلَةُ وَالْحِفَافُ، فَهُوَ رَأْيُهُ، لَا رَوَايَتَهُ. وَالْأَصْلُ: الْإِبَاحَةُ. وَالْقِيَاسُ خَلَّى عَنِ الْجَامِعِ. وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ النَّاسِ: إِلَى أَنَّ النَّهْيَ عَنِ الشَّرْبِ قَائِمًا إِنَّمَا كَانَ لِئَلَّا يَسْتَعْبِلَ الْقَائِمُ فَيَعْبُ، فَيَأْخُذُهُ الْكِبَادُ، أَوْ يَشْرُقُ، أَوْ يَأْخُذُهُ وَجَعٌ فِي الْحَلْقِ، أَوْ فِي الْمَعْدَةِ؛ فَيَبْنِي أَلَّا يَشْرَبُ قَائِمًا، وَحَيْثُ شَرِبَ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم - قَائِمًا

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۶۱)..... سفر میں چلتے ہوئے مثلاً جہاز، ریل، بس، کار وغیرہ میں اور اسی طرح موٹر سائیکل، سکوتر اور سائیکل وغیرہ پر سوار ہونے کی حالت میں کھانے پینے میں حرج نہیں۔ لیکن اس میں بھی حتی الامکان عام گزرنے والوں کی نظروں سے خفیہ ہو کر کھائے تو اچھا ہے۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أمن ذلك، أو دعتہ إلى ذلك ضرورة، أو حاجة، لا سيما وكان على زمزم، وهو موضع مزدحم الناس، أو لعلَّه فعل ذلك ليرى الناس أنه ليس بصائم، أو لأن شرب ماء زمزم في مثل ذلك الوقت مندوبٌ إليه. والله تعالى أعلم (المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم، للقرطبي، كتاب الاشرية، ومن باب النهي عن الشرب قائماً)

وعلى كل حال فالرواية دالة على ان الاكل قائما اشنع من الشرب (تكملة فتح الملهم ج ۴ ص ۱۲؛ مكتبة دار العلوم كراتشي)

(وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: كنا نأكل على عهد) أي زمن (رسول اللہ ونحن نمشي) الجملة الاسمية حال من فاعل نأكل وهذا محمول على أنه جائز: أي لا يحرم، وإن كان منهيًا عنه فالنهي فيه تنزيهي لا تحريمي وكذا قوله (ونشرب ونحن قيام) جمع قائم كقوله تعالى: (فأذكروا الله قياماً وقعوداً) (النساء ۱۰۳) وهذا الفعل فيهما خلاف الأكثر من شأنهم فيهما، فالأكثر فعل الأكل والشرب من قعود (دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، كتاب أذب الطعام، باب كراهة النفخ بالمعجمة في الشراب)

وقوله: نأكل على عهد رسول الله - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - ونحن نمشي في الباب اللاحق، ليس معناه الأكل قائماً بل المراد أن تلقى اللقمة في فمك في ختم الطعام وتمشي وتلقمها وتختمها ماشياً، وإلا فالأكل ماشياً كما هو ظاهر اللفظ خلاف المروءة (العرف الشذی شرح سنن الترمذی، ج ۳، ص ۳۰۱، باب ما جاء في النهي عن الشرب قائماً؛ الناشر: دار التراث العربي - بيروت، لبنان) حديث ابن عمر (ای کنا نأكل على عهد رسول الله ﷺ ونحن نمشي ونشرب ونحن قيام، أخرجه الترمذی) محمول على اكل لقمة أو لقمتين واكل اشياء لا يهتم لها بالمائدة وحديث انس محمول على الطعام الذي يؤكل على المائدة وهذا عندي اوجه والله اعلم (تكملة فتح الملهم ج ۴ ص ۱۳؛ مكتبة دار العلوم كراتشي)

۱۔ وسئل معمر عن الرجل يأكل، وهو يمشي، فقال: كان الحسن يخصص فيه للمسافر. ومن رخص في الشرب قائماً على، وسعد بن أبي وقاص، وابن عمر، وعائشة. وكان حذيفة يأكل راكباً (شرح السنة، للبعوي، باب الرخصة في الشرب قائماً)

لان الراكب على البعير غير قائم.....الراكب يشبه القائم من حيث كونه سائراً ويشبه القاعد من حيث كونه مستقراً على الدابة (عمدة القارى ج ۴ ص ۱۷۷ كتاب الاشرية، باب من شرب وهو واقف على بعيره)

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۲۲)..... کھانا شروع کرنے سے پہلے ”بسم اللہ“ پڑھنا سنت عمل، خیر و برکت کا ذریعہ اور شیطان کی کھانے میں شرکت سے حفاظت کا موثر نسخہ ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کھانے پر ”بسم اللہ“ نہ پڑھی جائے اس کو شیطان اپنے لئے حلال کر لیتا ہے (صحیح مسلم) ۱

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے، اور وہ داخل ہوتے وقت اللہ کا نام لیتا ہے، اور کھانے کے وقت بھی اللہ کا نام لیتا ہے، تو شیطان (اپنے آپ سے اور اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر) کہتا ہے کہ اب تمہارے لئے یہاں رات گزارنے اور کھانا کھانے کی گنجائش نہیں ہے، اور اگر کوئی اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان کہتا ہے کہ تمہیں رات گزارنے کی جگہ مل گئی، اور جب کھانے کے وقت بھی اللہ کا نام نہیں لیتا، تو

﴿ گزشتہ صفحہ کا لقیہ حاشیہ ﴾

فاذا جاز الشرب قائما على الارض فالشرب عليه (ای علی الدابة) اولی بالجواز لان الراكب اشبه بالحالین (ایضاً ص ۲۱۸)

فلا یدخل (هذه الحالة ای راکب علی الدابة: ناقل) فی الصورة المنهی عنها (فتح الباری ج ۱ ص ۸۵، قوله باب من شرب وهو واقف علی بعيره؛ الناشر: دار المعرفة - بیروت) وفی الفصل الحادی والثلاثین من فصول العلامی: وكره الأكل والشرب فی الطريق والأكل نائماً وماشياً، ولا بأس بالشرب قائماً، ولا یشرب ماشياً، ورخص ذلك للمسافر. اهـ (رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الطهارة، سنن الوضوء)

ولا یشرب ماشياً ورخص للمسافرین (الفتاویٰ الہندیة ج ۵ ص ۳۴۱، کتاب الکراهیة، الباب الحادی عشر)

۱ عَنْ حُدَيْفَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ، إِذَا لَمْ يُدْكِرْ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ (مستخرج ابی عوانة، رقم الحديث ۸۲۳۹، مِنْ ذَلِكَ وَجُوبُ التَّسْمِيَةِ عِنْدَ حُضُورِ الطَّعَامِ، وَاللَّفْظُ لَهُ؛ الناشر: دار المعرفة - بيروت؛ مسلم، رقم الحديث ۲۰۱۷، كتاب الاشرية، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما؛ ابوداؤد، رقم الحديث ۳۷۶۶؛ مسند احمد، ۲۳۲۴۹)

شیطان کہتا ہے کہ اب رات گزارنے کے ساتھ کھانے کی بھی گنجائش نکل آئی (صحیح مسلم) ۱

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چھ صحابہ کرام کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے، تو اتنے میں ایک دیہاتی آیا، جس نے اُس کھانے میں سے دو لقمے کھالیے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ اللہ کا نام لے لیتا، تو یہ کھانا تم سب کے لئے کافی ہو جاتا، پس جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے، تو اللہ کا نام لے لیا کرے، اور اگر شروع میں اللہ کا نام لینا بھول جائے، تو (یاد آنے پر) یوں کہا کرے کہ "بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهُ وَاٰخِرَهُ" (مسند احمد) ۲

حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خنزیرہ تیار کیا (جو کہ گوشت اور آٹے کو آپس میں ملا کر پکایا جاتا ہے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا، تو آپ نے اور آپ کے ساتھ بعض صحابہ کرام نے تناول فرمایا، پھر اس میں تھوڑا سا باقی رہ گیا کہ اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ایک دیہاتی آیا، جس کو نبی

۱ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ " : إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ، فَذَكَرَ اللَّهَ عِنْدَ دُخُولِهِ وَعِنْدَ طَعَامِهِ، قَالَ الشَّيْطَانُ : لَا مَبِيتَ لَكُمْ، وَلَا عَشَاءَ، وَإِذَا دَخَلَ، فَلَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ عِنْدَ دُخُولِهِ، قَالَ الشَّيْطَانُ : أَذْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ، وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ عِنْدَ طَعَامِهِ، قَالَ : أَذْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ "، (مسلم، كتاب الاشارة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما؛ مسند احمد، رقم الحديث ۱۵۱۰۸)

۲ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُ طَعَامًا فِي سِتَّةِ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَأَكَلَهُ بِلِقْمَتَيْنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " : أَمَا إِنَّهُ لَوْ كَانَ ذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ لَكَفَّكُمْ، فَإِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَذْكُرْ اسْمَ اللَّهِ، فَإِنَّ نَبِيَّ أَنْ يَذْكُرَ اسْمَ اللَّهِ فِي أَوَّلِهِ فَلْيَقُلْ : بِسْمِ اللَّهِ اَوَّلَهُ وَاٰخِرَهُ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۵۱۰۶، واللفظ له؛ ابن ماجه، رقم الحديث ۳۲۶۳)

حدیث حسن بشواہدہ (حاشیہ مسند احمد)

صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا، اُس دیہاتی نے وہ باقی ماندہ خزیرہ سارا اپنے ہاتھ میں لے لیا، اُس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اس کو رکھ دیجئے، پھر فرمایا کہ آپ اللہ کا نام لیجئے، اور اس میں سے تھوڑا سا کھائیے، تو آپ کا پیٹ بھر جائے گا، اُس دیہاتی (نے بسم اللہ پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق کھایا تو اُس) کا پیٹ بھر گیا اور اس میں سے کچھ بچ بھی گیا (مجم کبیر طبرانی) ۱۔

جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد، حضرت ابوالاحوص رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مؤمن کا شیطان کافر کے شیطان سے ملاقات کرتا ہے، تو کافر کا شیطان، مؤمن کے شیطان کو انتہائی کمزور اور دُبلتا دیکھ کر کہتا ہے کہ تجھے کیا ہو گیا، تیرا ناس ہو، تو تُو ہلاک ہو گیا، اس پر مؤمن کا شیطان کہتا ہے کہ اللہ کی قسم اس (مؤمن) کے ساتھ مجھے کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی، جب یہ کھانا کھاتا ہے، تو اللہ کا نام لیتا ہے، اور جب پانی پیتا ہے تو اللہ کا نام لیتا ہے، اور اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے تو اللہ کا نام لیتا ہے (جس کی وجہ سے مجھے اس کے ساتھ کھانے پینے اور آرام کرنے کی کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی میرے کمزور ہونے کی یہی وجہ ہے) تو اس پر دوسرا (یعنی کافر کا) شیطان کہتا ہے کہ میں تو کافر کا کھانا بھی کھاتا ہوں، اور اس کے مشروب بھی پیتا ہوں، اور اس

۱۔ غیب اللہ بن علی بن ابی رافع، اَنْ جَدَّتَهُ سَلَمَى، مَوْلَاةٌ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُخْبِرَتْهَا، اَنْهَا صَنَعَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَزِيْرَةً، وَقَرَّبَتْهَا فَاَكَلَ وَمَعَهُ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِهِ، فَبَقِيَ مِنْهَا قَلِيْلٌ، فَمَرَّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْرَابِيٌّ فَدَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَخَذَهَا الْاَعْرَابِيُّ كُلَّهَا بِيَدِهِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ضَعْنَهُ ثُمَّ قَالَ: سَمَّ اللّٰهُ، وَكُلَّ مِنْ اَذْنَاهَا تَشْبِيْعٌ فَشَبِعَ مِنْهَا وَفَضَلَتْ فَضْلَةً (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۷۶۱، واللفظ له؛ معرفة الصحابه لابی نعیم، رقم الحديث ۷۶۷۹)

قال الهیثمی: رواه الطبرانی ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۷۶۰۶)

کے بستر پر بھی سوتا ہوں، تو یہ (یعنی کافر کا شیطان) موٹا تازہ، اور یہ (یعنی مؤمن کا شیطان) ڈبلا پتلا ہوتا ہے (مجم کبیر طبرانی) ۱۔

(۲۳)..... عام احادیث میں کھانے کے شروع میں اللہ کا نام لینے کی صراحت اور وضاحت ”بسم اللہ“ کے الفاظ کے ساتھ آئی ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے، تو ”بسم اللہ“ کہے، پھر اگر کھانے کے شروع میں ”بسم اللہ“ کہنا بھول جائے، تو (یاد آنے پر) ”بسم اللہ اولہ و آخرہ“ کہے (ترمذی) ۲۔

اور حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لڑکے! جب آپ کھائیں، تو ”بسم اللہ“ کہیں، اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھائیں، اور اپنے سامنے سے کھائیں، تو (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے) اس (حکم فرمانے) کے بعد سے میں

۱۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: " إِنَّ شَيْطَانَ الْمُؤْمِنِ يَلْقَى شَيْطَانَ الْكَافِرِ فَيَرَى شَيْطَانَ الْمُؤْمِنِ شَاجِبًا غَيْرَ مَهْزُولًا، فَيَقُولُ شَيْطَانُ الْكَافِرِ: مَا لَكَ؟ وَيَسْحَكَ، قَدْ هَلَكْتَ، فَيَقُولُ شَيْطَانُ الْمُؤْمِنِ: لَا وَاللَّهِ مَا أَصْلُ مَعَهُ إِلَى شَيْءٍ، إِذَا طَعِمَ ذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ، وَإِذَا شَرِبَ ذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ، وَإِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ ذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ، فَيَقُولُ الْآخِرُ: لَكِنِّي أَكُلُ مِنْ طَعَامِهِ، وَأَشْرَبُ مِنْ شَرَابِهِ، وَأَنَامُ عَلَى فِرَاشِهِ، فَهَذَا سَاحٌ، وَهَذَا مَهْزُولٌ " (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۸۷۸۲، واللفظ له؛ مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۱۹۵۶۰؛ شعب الایمان، رقم الحديث ۵۳۳۷)؛

رواہ الطبرانی موقوفا ورجاله رجال الصحیح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۷۹۰۳) قلت وهو فی حکم المرفوع لانه لا یتقال مثل هذا بالرأی. محمد رضوان.

۲۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللَّهِ، فَإِنْ نَسِيَ فِي أَوَّلِهِ فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللَّهِ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ (سنن الترمذی، رقم الحديث ۱۸۵۸، بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ؛ مسند احمد، رقم الحديث ۲۵۷۳۳)؛

فی حاشیة مسند احمد: حدیث حسن بشواہدہ.

اسی طرح (یعنی بسم اللہ کہہ کر، اپنے دائیں ہاتھ اور اپنے سامنے سے) کھاتا ہوں
(مجمع کبیر طبرانی) ۱

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ”وطبہ“ لایا گیا (جو کہ کھجور، پنیر اور گھی کو ملا کر تیار کیا جاتا ہے) جس کو ایک دیہاتی نے تین لقموں ہی میں لے لیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ ”بسم اللہ“ کہہ لیتا، تو یہ کھانا تم سب کے لئے کافی ہو جاتا (مسند ابی یعلیٰ) ۲

۱ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: كُنْتُ غَلَامًا فِي حِجْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " يَا غَلَامُ، إِذَا أَكَلْتَ فَقُلْ: بِسْمِ اللَّهِ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ فَمَا زَالَتَ تِلْكَ طَعْمَتِي بَعْدُ (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۸۳۰۴)
عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَأْكُلُ، فَقَالَ: اجْلِسْ يَا بُنَى، وَقُلْ: بِسْمِ اللَّهِ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحديث ۲۳۹۲۸، في الأكل والشرب بالشمال)

وہذا إسناد صحيح على شرط الشيخين (سلسلة الأحاديث الصحيحة وشیء من فقہہا وفوائدها، تحت رقم الحديث ۳۳۴)

۲ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ امْرَأَةٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بِوَطْبَةٍ فَأَخَذَهَا أَعْرَابِيٌّ بِثَلَاثِ لُقْمٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَمَا إِنَّهُ لَوْ قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ لَوَسِعَ كُمْ "، وَقَالَ: " إِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ اسْمَ اللَّهِ عَلَى طَعَامِهِ فَلْيَقُلْ إِذَا ذَكَرَ: بِسْمِ اللَّهِ، أَوْلَهُ وَأَخْرَهُ (مسند ابی یعلیٰ، رقم الحديث ۵۳، ج ۱، ص ۷۸؛ الناشر: دار المأمون للتراث - دمشق)

قال الهيثمي: رواه أبو يعلى ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۷۹۰۲، كتاب الاطعمة، باب مَا يَقُولُ قَبْلَ الْأَكْلِ وَيَعْدُهُ مِنَ التَّسْمِيَةِ وَالْحَمْدِ)

عبد الله "بن عبثہ بن مسعود الہذلی ابو عبد اللہ ويقال ابو عبيد اللہ ويقال ابو عبد الرحمن المديني ويقال الكوفي أدرك النبي صلى الله عليه وسلم ورآه وروى عنه وعن عمه عبد الله بن مسعود وعمر وعمار وعمر بن عبد الله بن الأرقم مكاتبه وأبى هريرة وغيرهم وعنه أبناه عبيد الله وعون وحيد بن عبد الرحمن بن عوف ومعاوية بن عبد الله بن جعفر وأبو إسحاق السبيعي وعامر الشعبي وعبد الله بن معبد الزماني ومحمد بن سيرين وغيرهم (تهذيب التهذيب، ج ۵، ص ۳۱۱؛ الناشر: مطبعة دائرة المعارف النظامية، الهند)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آٹھ سال خدمت کی، روایت ہے کہ:

وہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا پیش کرتے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم "بسم اللہ" کہتے تھے (سنن کبریٰ نسائی) ۱

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کھانے کے شروع میں "بسم اللہ" کے الفاظ کہنا سنت ہے۔ لہذا کھانے کے شروع میں یہی الفاظ کہنا چاہئے، اور ان الفاظ سے زیادہ نہیں کہنا چاہئے۔ ۲

۱ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَمَّنْ خَدِمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِ سِنِينَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ " إِذَا قَرَّبَ إِلَيْهِ طَعَامًا قَالَ : بِسْمِ اللَّهِ، فَإِذَا فَرَّغَ مِنْ طَعَامِهِ قَالَ : اللَّهُمَّ أَطْعَمْتِ، وَأَسْقَيْتِ، وَأَغْنَيْتِ، وَأَقْنَيْتِ، وَهَدَيْتِ، وَاجْتَبَيْتِ، فَلَكَ الْحَمْدُ عَلَى مَا أَعْطَيْتِ (سنن کبریٰ نسائی، رقم الحدیث ۶۸۷۱، نوع آخر بعد باب مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعْتَ مَا بَدَلْتَهُ)

وإسناده صحيح (تخریج احادیث الإحياء، للعراقی، تحت رقم الحدیث ۲۳۹۴، ج ۵، ص ۳۹۴) وروينا في "سنن النسائي" وكتاب ابن السني بإسناد حسن، عن عبد الرحمن بن جبیر التابعی، أنه حدثه رجل خدام النبي صلى الله عليه وسلم ثمانی سنين أنه كان يسمع النبي صلى الله عليه وسلم إذا قرب إليه طعام يقول " بسم الله، فإذا فرغ من طعامه قال : اللهم أطعمت وسقيت، وأغنيت وأقنيت، وهديت وأحييت، فلك الحمد على ما أعطيت (الأذكار النووية، تحت رقم الحدیث

۶۸۱، باب ما يقول إذا فرغ من الطعام؛ الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع)

۲ الْمُرَادُ بِالتَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ قَوْلُ بِسْمِ اللَّهِ فِي ابْتِدَاءِ الْأَكْلِ وَأُصْرِحَ مَا وَرَدَ فِي صِفَةِ التَّسْمِيَةِ مَا أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ مِنْ طَرِيقِ أُمِّ كَلثُومٍ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعًا إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ فَإِنَّ نَبِيَّ فِي أَوَّلِهِ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ وَلَهُ شَاهِدٌ مِنْ حَدِيثِ أُمِّيَّةِ بِنِ مَخْشِيٍّ عِنْدَ أَبِي دَاوُدَ وَالنَّسَائِيِّ وَأَمَّا قَوْلُ النَّوَوِيِّ فِي أَدَبِ الْأَكْلِ مِنَ الْأَذْكَارِ صِفَةَ التَّسْمِيَةِ مِنْ أَهَمِّ مَا يَنْبَغِي مَعْرِفَتَهُ وَالْأَفْضَلُ أَنْ يَقُولَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فَإِنَّ قَوْلَ بِسْمِ اللَّهِ كِفَاةٌ وَحَصَلَتِ السُّنَّةُ فَلَمْ أَرِ لِمَا أَدْعَاهُ مِنَ الْإِفْضَالِ دَلِيلًا خَاصًّا وَأَمَّا مَا ذَكَرَهُ الْفَرَزَالِيُّ فِي آدَابِ الْأَكْلِ مِنَ الْإِحْيَاءِ أَنَّهُ لَوْ قَالَ فِي كُلِّ لُقْمَةٍ بِسْمِ اللَّهِ كَانَ حَسَنًا وَأَنَّهُ يُسْتَحَبُّ أَنْ يَقُولَ مَعَ الْأَوَّلِيِّ بِسْمِ اللَّهِ وَمَعَ النَّائِيَةِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ وَمَعَ النَّائِلَةِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فَلَمْ أَرِ لِاسْتِحْبَابِ ذَلِكَ دَلِيلًا وَالتُّكْرَارُ قَدْ بَيَّنَّ هُوَ وَجْهَهُ بِقَوْلِهِ حَتَّى لَا يَشْغَلَهُ الْأَكْلُ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ (فتح الباري، كتاب الاطعمة، قوله باب التسمية على الطعام وَالْأَكْلُ بِالْيَمِينِ)

وفى هذا الحديث أن التسمية في أول الطعام بلفظ "بسم الله" لا زيادة فيها، وكل الأحاديث الصحيحة التي وردت في الباب كهذا الحديث ليس فيها الزيادة، ولا علمها وردت في حديث (سلسلة الأحاديث الصحيحة وشیء من فقہها وفوائدها، تحت رقم الحدیث ۷۱)

جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ ”بِسْمِ اللّٰهِ“ کہنے سے سنت ادا ہو جاتی ہے، لیکن اگر پوری ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ پڑھ لی جائے تو اچھا ہے۔ ۱

(۲۴)..... کھانے کے شروع میں ”بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی بَرَکٰتِہِ اللّٰهِ“ کے مخصوص الفاظ پڑھنے کا سنت ہونا کسی صحیح مرفوع حدیث میں دستیاب نہیں ہو سکا، البتہ اگر کوئی سنت سمجھے بغیر یہ الفاظ پڑھ لے تو حرج معلوم نہیں ہوتا، لیکن اصل گفتگو خاص ان الفاظ کے سنت ہونے میں ہے (جیسا کہ لوگوں میں ان الفاظ کا سنت ہونا مشہور ہے) ۲

۱۔ وتحصیل التسمیة بقولہ ”بسم اللہ“ فان قال ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ کان حسناً (نووی شرح مسلم، کتاب الاشریة، باب آداب الطعام والشراب واحکامہما)
فاعلم ان الفضل ان یقول بسم اللہ الرحمن الرحیم فان قال بسم اللہ کفاه وحصلت السنة (کتاب الاذکار للنووی، تحت رقم الحدیث ۶۶۱، ج ۱، ص ۲۳۱، الناشر: دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع)

وتحصیل التسمیة بقولہ بسم اللہ فان اتبعها بالرحمن الرحیم کان حسناً (عمدة القاری ج ۱ ص ۳۸۷ کتاب الاطعمة، باب التسمیة علی الطعام والاکل بالیمین)
(إذا أكل أحدكم طعاماً) أى تناول شيئاً لشبعه ومثل الأكل الشرب بدليل خبر الدليمی إذا أكلت طعاماً أو شربت فقل بسم الله وبالله الذى لا يضر مع اسمه شىء فى الأرض ولا فى السماء یا حی یا قیوم لم یصبک منه داء ولو کان فیہ سم (فلیذکر) ندبا عند الشافعیة ولو حائضاً أو جنباً (اسم الله) علیه بأن یقول بسم الله فى ابتداء الأكل والأفضل البسمة بکمالها فإن اقتصر علی بسم الله حصلت السنة ذکره فى الأذکار قال ابن حجر: ولم أقف لما ادعاه من الأفضلیة علی دلیل انتهى لکن یدل له خبر کل أمر ذی بال لا یبدأ فیہ بسم الله الرحمن الرحیم وقول الغزالی یقول مع اللقمة الأولى بسم الله ویزید فى الثانية الرحمن والثالثة الرحیم لم أر ما یدل له (فیض القدير شرح الجامع الصغیر، تحت رقم الحدیث ۴۷۶)

۲۔ طوطو رہے کہ حضرت مولانا مفتی عاشق الہی صاحب بلند شہری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ وعلیٰ برکتہ اللہ پڑھے، یہ الفاظ حدیث میں وارد ہوئے ہیں، حسن حصین (تبلیغی اور اصلاحی مضامین ج ۳ ص ۸۷، مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی)

اور حسن حصین میں کھانے پینے کے آداب اور دعاؤں کے باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ایک مکان پر جانے اور دروازہ چھو ہارے اور گوشت کھانے اور ٹھنڈا پانی پینے کے واقعہ کے ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ تم کھانا شروع کرو تو یوں کہو۔ بسم اللہ وعلیٰ برکتہ اللہ (ملاحظہ ہو، حسن حصین اردو، ترجمہ و تشریح مولانا مفتی عاشق الہی صاحب بلند شہری رحمہ اللہ ص ۲۱، مطبوعہ مکتبہ مدنیہ لاہور)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور جب بسم اللہ پڑھنے سے برکت کا حاصل ہونا صحیح احادیث سے ثابت ہے تو برکت کے الفاظ زبان سے ادا کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ برکت ”بسم اللہ“ پڑھ لینے سے ان شاء اللہ تعالیٰ خود بخود حاصل ہو جائے گی۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

مگر مندرجہ بالا واقعہ میں اصل کتب میں مراجعت کرنے کے بعد بسم اللہ وعلیٰ برکت اللہ کے الفاظ نہیں مل سکے، یہ واقعہ تفصیلاً شامک ترمذی اور شعب الایمان وغیرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخین کے بیوک سے باہر آنے کے باب میں مذکور ہے، لیکن مذکورہ کلمات کا اس میں بھی ذکر نہیں، اور مستدرک حاکم اور معجم اوسط میں بسم اللہ و برکت اللہ کے الفاظ ہیں، جس پر کلام آگے آتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا مفتی عاشق الہی صاحب رحمہ اللہ نے حسن حسین کے حوالے پر اعتماد کیا ہے اور یہ صاحب حسن حسین کا ذہول ہے، واللہ اعلم، محمد رضوان ۳/ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ

۱ البتہ ایک حدیث میں کھانے کے شروع میں ”بسم اللہ و برکت اللہ“ کے الفاظ آئے ہیں۔

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَيْسَانَ، ثَنَا عِكْرَمَةُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَتَوْا بَيْتَ أَبِي أَيُّوبَ فَلَمَّا أَكَلُوا وَشَبِعُوا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُبِزٌ وَلَحْمٌ وَتَمْرٌ وَبُسْرٌ وَرُطْبٌ إِذَا أَصَبْتُمْ مِثْلَ هَذَا فَضْرَبْتُمْ بِأَيْدِيكُمْ فَكُلُوا بِسْمِ اللَّهِ وَبِرَكَّةِ اللَّهِ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادِ وَكَمْ يُخْرَجُ جَاهٌ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۷۰۸۴، ج ۴، ص ۱۲۰، واللفظ له؛ الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت؛ المعجم الاوسط، رقم الحدیث ۲۲۳۷؛ المعجم الصغير، رقم الحدیث ۱۸۵؛ بغية الطلب في تاريخ حلب، لابن العديم، ج ۳، ص ۲۱۳)

مگر اس روایت میں ایک راوی عبد اللہ بن کیسان ہیں، جن کو بعض نے ضعیف قرار دیا ہے، اور علامہ ابن حجر نے ان کے بارے میں ”صدوق متخطی“ کثیراً فرمایا ہے، اور ابن عدی نے ان کی عکر مہ سے احادیث کو غیر محفوظ قرار دیا ہے۔

قال الطبرانی: لَمْ يَرَوْهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَيْسَانَ إِلَّا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى (المعجم الصغير، حوالہ بالا) وقال الهيثمي: رواه الطبرانی في الصغير والأوسط، وفيه عبد الله بن كيسان المروزي، وقد وثقه ابن حبان، وضعفه غيره، وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۸۲۶۱)

وقال ابن حجر: قال أبو حاتم ضعيف الحديث وقال البخاري عبد الله بن كيسان له ابن يسمي إسحاق منكر الحديث، وذكره ابن حبان في الثقات قلت وزاد (أى ابن حبان) يتفق حديثه من رواية ابنه عنه وقال في موضع آخر يخطيء وليس هو الذى روى عن عبد الله بن شداد وقال ابن عدی له أحاديث عن عكرمة غير محفوظة وعن ثابت كذلك ولم يحدث عنه ابن المبارك وقال العقیلی فی حدیثه وهم كثير وقال النسائي ليس بالقوى وقال الحاكم هو من ثقات المراوزة ممن يجمع حدیثه وقد ذكرت فی ترجمة ابنه حدیثا موضوعا رواه عن أبيه عن عكرمة وعنه عبد العزيزاه (تهذيب التهذيب، ج ۵ ص ۳۷۱؛ الناشر: مطبعة دائرة المعارف النظامية، الهند)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۲۵)..... اگر کسی کھانے کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ کھانا اس کے لیے حلال نہیں ہے تو اس کھانے کے شروع میں بسم اللہ نہیں پڑھنی چاہیے۔ ۱۔

﴿گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ﴾

وقال أيضاً: عبد الله بن كيسان المروزي أبو مجاهد صدوق يخطيء كثيراً من السادسة (تقريب التهذيب، تحت رقم الترجمة ۳۵۵۸، ج ۱، ص ۳۱۹)

مذکورہ حدیث میں جو واقعہ مذکور ہے، وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے، جس کا پہلے ذکر گزرا، اور اس میں بسم اللہ و برکتہ اللہ کا اضافہ نہیں ہے، جس سے ان الفاظ میں عبد اللہ بن کيسان کی خطا کے امکان کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ مزید برآں کھانے کے شروع میں بسم اللہ و برکتہ اللہ کے الفاظ اکثر اور مشہور احادیث کے خلاف ہونے کے علاوہ ”برکتہ اللہ“ کا عطف ”بسم اللہ“ پر بظاہر صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ دیگر اہل علم حضرات تحقیق فرمائیں۔

کھانے پینے کا عمل ایسا ہے کہ جس سے ہر دن واسطہ پڑتا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام کی موجودگی بلکہ معیت میں کثرت سے اکل و شرب کا عمل ثابت ہے، لہذا جو الفاظ مشہور اور اکثر احادیث میں آئے ہیں، ان کا پڑھنا ہی زیادہ خیر و برکت کا باعث ہوگا، اور وہ ”بسم اللہ“ کے الفاظ ہیں۔

علاوہ ازیں کھانے کے شروع میں اللہ کا نام لینے یا بسم اللہ بھول جانے کی صورت میں درمیان میں یاد آنے پر ”بسم اللہ اولاً و آخراً“ پڑھنے کا حکم ہونے کی اکثر احادیث میں تصریح پائی جاتی ہے، یہاں بھی ”بسم اللہ“ کے الفاظ ہیں اولاً و آخراً کے اضافہ کے ساتھ، اور یہ اضافہ مافات کی تلافی کے لئے ہے۔

جبکہ بعض احادیث میں مطلق اللہ کا نام لینے کا ذکر ہے، اور ”بسم اللہ“ کے الفاظ سے یہ حکم ادا ہو جاتا ہے۔

نیز کھانے کے شروع میں کھانے پینے کی طرف رغبت کے باعث انسان کو غیر معروف اور طویل کلمات کی طرف توجہ نہیں ہوتی، ان سب وجوہات کے پیش نظر بندہ کا اپنا رجحان ان اہل علم حضرات کی طرف ہے، جو کھانے کے شروع میں ”بسم اللہ“ کے الفاظ کو مسنون قرار دیتے ہیں۔ وہ الگ بات ہے کہ پوری بسم اللہ پڑھنے میں بھی یہ مسنون الفاظ شامل و داخل ہونے کی وجہ سے سنت ادا ہو جاتی ہے، اور اس کو شرعاً بدعت قرار دینا درست نہیں، جیسا کہ جناب ناصر الدین البانی صاحب نے السلسلۃ الصحیحہ میں اس کو بدعت قرار دیا ہے، کیونکہ ہر اہم کام کے شروع میں بسم اللہ کا حکم ہے، جس میں کھانا کھانا بھی داخل ہے، البتہ اگر کوئی پوری بسم اللہ کو اس معنیٰ کر سنت کہے کہ یہ الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانے کے شروع میں ثابت ہیں، اور اس کے مقابلے میں لفظ بسم اللہ کو خلاف سنت کہے، تو پھر بدعت ہونے کا حکم لگایا جاسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلماؤہم واہم۔ محمد رضوان ۳/ رجب الاول ۱۴۳۳ھ۔

۱۔ التسمية على الحرام والمكروه مما لا ينبغي بل هي حرام في الحرام لا كفر على الصحيح مكروهة في المكروه وقيل مكروهة فيهما إن لم يقصد استخفافاً وإن قصد - العباد بالله تعالى - كفر مطلقاً وهذا لا يضر فيما قلناه كما لا يخفى (روح المعاني للأوسى، ج ۱، ص ۶۹، تحت سورة الفاتحة؛ الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت)

وانما يسمي إذا كان الطعام حلالاً (ردالمحتار ج ۶ ص ۳۴۰، كتاب الحظر والإباحة)

(۲۶)..... بسم اللہ پڑھنے کی سنت مردوں، عورتوں، بچھی (یعنی جس پر غسل واجب ہو) اور حائضہ (یعنی جو عورت حیض و نفاس کی حالت میں ہو) سب کے لئے عام ہے، اس لئے کھانے کے شروع میں سب کو الگ الگ بسم اللہ پڑھنی چاہئے۔ ۱

(۲۷)..... اگر کوئی کھانے کے شروع میں ”بسم اللہ“ پڑھنا بھول جائے تو درمیان میں جب بھی یاد آ جائے ”بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلُهُ وَاٰخِرُهُ“ یا ”بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ اَوَّلِهِ وَاٰخِرِهِ“ پڑھ لینا چاہئے، جس کا کئی احادیث میں ذکر ہے۔ ۲

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی کھانے کے شروع میں اللہ کو یاد کرنا بھول جائے، تو جب اُسے یاد آئے اُس کو ”بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ اَوَّلِهِ وَاٰخِرِهِ“ کہنا چاہئے، اس لئے کہ وہ اگلایا کھانا شروع کر رہا ہے، اور جو خبیث (شیطان) اُس کے ساتھ (کھانے میں) شریک تھا، اُسے وہ (کھانے سے) روک رہا ہے (ابن

حبان) ۳

۱۔ وسواء فى استحباب التسمية الجنب والحائض وغيرهما (نوى شرح مسلم، كتاب الاشرية، باب آداب الطعام والشراب واحكامهما)

ويسمى كل واحد من الاكلين (عمدة القارى ج ۱۴ ص ۳۸۷ كتاب الاطعمة)

۲۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " اِذَا اَكَلْتُمْ اَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ، فَاِنْ نَسِيَ فِيْ اَوَّلِهِ فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ اَوَّلِهِ وَاٰخِرِهِ " (ترمذى، رقم الحديث ۱۸۵۸، بَاب مَا جَاءَ فِي التَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ)

۳۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنْ نَسِيَ اَنْ يَذْكُرَ اللّٰهَ فِيْ اَوَّلِ طَعَامِهِ، فَلْيَقُلْ حِيْنَ يَذْكُرُ: بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ اَوَّلِهِ وَاٰخِرِهِ، فَاِنَّهُ يَسْتَقْبَلُ طَعَامًا جَدِيْدًا، وَيَمْتَنِعُ النَّجِيْثَ مَا كَانَ يُصِيْبُ مِنْهُ (ابن حبان، رقم الحديث ۵۲۱۳، ذِكْرُ الْبَيَانِ بِاَنَّ قَوْلَ الْمَرْءِ بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ اَوَّلِهِ وَاٰخِرِهِ اِنَّمَا يَقُوْلُ ذٰلِكَ عِنْدَ ذِكْرِهِ نَسْيَانَ التَّسْمِيَةِ عِنْدَ اِبْتِدَاءِ الطَّعَامِ، الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت؛ المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۱۰۳۵۲، واللفظ له؛ المعجم الاوسط، ۴۵۷۶)

قال الهيثمى: رواه الطبرانى فى الاوسط والكبير ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، رقم الحديث ۷۹۱۰، باب ما يقول قبل الأكل وبعده من التسمية والحمد)

وفى حاشية ابن حبان: إسناده صحيح.

(۲۸)..... اگر کھانے میں دوسرے لوگ بھی شریک ہوں تو کھانے کے شروع میں ذرا اونچی

آواز سے ”بسم اللہ“ پڑھ لینا بہتر ہے، تاکہ دوسروں کو بھی یاد دہانی ہو جائے۔ ۱

(۲۹)..... اگر آپ نے کسی کی کھانے کی ضیافت کی ہے تو بہتر ہے کہ کھانا شروع کرنے

کے وقت اطلاع و اجازت کے لئے ”بسم اللہ کیجئے“ یا ”شروع کیجئے“ یا تشریف لائیے وغیرہ

جیسے الفاظ کہہ دیئے جائیں۔ ۲

(۳۰)..... کھانے پینے کے لئے دایاں ہاتھ استعمال کیجئے، ضرورت ہو تو بائیں ہاتھ کو بھی

دائیں کے ساتھ معاون بنا سکتے ہیں، جبکہ اصل کھانے کا مرکزی اور بنیادی عمل دائیں ہاتھ

سے انجام دیا جائے اور بائیں ہاتھ کو ضمناً و مجعاً شامل کیا جائے۔ ۳

بائیں ہاتھ سے کھانا پینا بہت بُر اور شیطان کا طریقہ ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

۱ واذا قلت بسم الله فارفع صوتك حتى تلقن من معك (رد المحتار ج ۶ ص ۳۴۰، کتاب
الحظر والاباحه)

۲ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لَأُمِّ سَلِيمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيفًا، أَعْرَفَ فِيهِ النُّجُوحَ، فَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ، ثُمَّ أَخَذَتْ حِمَارًا لَهَا، فَلَقَّتِ الْخُبْزَ بَعْضِهِ، ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَهَبْتُ فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ، فَقَمَّمْتُ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَهُ: قَوْمُوا (بخاری، رقم الحديث ۶۶۸۸، كِتَابُ الْأَيْمَانِ وَالنَّدْوَرِ، بَابُ إِذَا حَلَفَ أَنْ لَا يَأْتِدِمَ، فَأَكَلَ تَمْرًا بِخُبْزٍ، وَمَا يَكُونُ مِنَ الْأُذْمِ)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِذَا كُنْتَ فِي وِلِيْمَةٍ فَوُضِعَ الْعِشَاءُ فَلَا تَأْكُلُ حَتَّى يَأْذَنَ لَكَ صَاحِبُ الدَّارِ (ابو داؤد،
تحت رقم الحديث ۳۷۶۲، بَابُ فِي الْإِجْمَاعِ عَلَى الطَّعَامِ)

اعلم انه يستحب لصاحب الطعام ان يقول لضيفه عند تقديم الطعام بسم الله، او كلوا ، او الصلاة، او نحو ذلك من العبارات المصرحة بالاذن في الشروع في الاكل (كتاب الاذكار للنووي ص ۲۲۹، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع)

۳ فان احتيج الى الاستعانة بالشمال فيحكم التبعية (عمدة القاری ج ۱ ص ۳۸۷ کتاب
الاطعمة باب التسمية على الطعام والاكل باليمين)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بائیں ہاتھ سے نہ کھاؤ کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے (صحیح مسلم) ۱

اس قسم کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ ۲
اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کھائے تو اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پئے تو اپنے دائیں ہاتھ سے پئے کیونکہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور اپنے بائیں ہاتھ سے پیتا ہے (صحیح مسلم) ۳
حضرت اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے بائیں ہاتھ سے کھایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ اپنے دائیں ہاتھ سے کھائیے، اس نے کہا کہ مجھے اس کی طاقت نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے طاقت نہیں؟
اس شخص نے (دراصل) تکبر کی وجہ سے دائیں ہاتھ سے کھانے سے منع کیا تھا
(اور جھوٹا عذر و بہانہ پیش کیا تھا)

۱ عَنْ جَابِرٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَأْكُلُوا بِالشَّمَالِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِالشَّمَالِ (مسلم، كتاب الاشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما)

۲ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِيَأْكُلْ أَحَدُكُمْ بِيَمِينِهِ، وَلِيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ، وَلِيَأْخُذْ بِيَمِينِهِ، وَلِيُعْطِ بِيَمِينِهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ، وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ، وَيُعْطِي بِشِمَالِهِ، وَيَأْخُذُ بِشِمَالِهِ (ابن ماجه، رقم الحديث ۳۲۶۶، بَابُ الْأَكْلِ، بِالْيَمِينِ، وَاللَّفْظُ لَهُ؛ مسند بزار، رقم الحديث ۷۷۸۳)

۳ ابْنُ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ، وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ، وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ (مسلم، كتاب الاشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما؛ ابوداؤد، رقم الحديث ۳۷۷۷؛ مسند احمد، رقم الحديث ۴۵۳۷)

پھر (اس تکبر اور جھوٹ کے وبال کی وجہ سے) وہ اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے منہ کی طرف اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا تھا (صحیح مسلم) ۱۔
یعنی اس کے بعد اس شخص کو اپنا دایاں ہاتھ منہ تک اٹھانے کی قدرت نہیں رہی، اللہ تعالیٰ نے اُس کے ہاتھ کو کھل و مفلوج فرمادیا۔

اس لئے کھانا ہمیشہ دائیں ہاتھ سے کھانے کی کوشش کیجئے۔

(۳۱)..... بعض لوگ ایک ساتھ دونوں ہاتھوں سے اس طرح کھاتے پیتے ہیں کہ ایک ہاتھ میں ایک چیز لے لیتے ہیں اور دوسرے ہاتھ میں دوسری چیز، مثلاً ایک ہاتھ سے بوتل یا چائے وغیرہ پیتے ہیں اور دوسرے ہاتھ سے بسکٹ، ڈبل روٹی یا برگر وغیرہ کھاتے ہیں، یہ طریقہ بھی مناسب نہیں ہے۔

کیونکہ بائیں ہاتھ سے کھانا اور پینا دونوں منع ہیں، اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں بائیں ہاتھ سے کھانے یا پینے کا کوئی ایک عمل لازم آتا ہے۔

البتہ اگر کوئی ضرورت یا مجبوری ہو مثلاً سفر میں جلدی یا جگہ کی تنگی کی خاطر یا ہاتھ میں پکڑے بغیر گرنے سے بچنے کے خوف کی وجہ سے ہو تو پھر حرج نہیں۔ ۲

(۳۲)..... کھانا ہاتھ سے کھانا سنت ہے، لیکن اگر کوئی چمچے سے کھائے تب بھی کوئی گناہ تو نہیں۔

البتہ ہاتھ سے کھانے کی فضیلت حاصل نہیں ہوگی، مگر یہ کہ کوئی چیز ایسی ہو کہ اس کو ہاتھ سے

۱۔ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، حَدَّثَنِي إِيَّاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، أَنَّ أَبَاهُ، حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهِ، فَقَالَ: كُلْ بِيَمِينِكَ، قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ، قَالَ: لَا اسْتَطَعْتَ، مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبَرُ، قَالَ: فَمَا رَفَعَهَا إِلَيَّ فِيهِ (مسلم، باب آداب الطعام)

۲۔ وَظَاهَرُ كَلَامِهِمْ أَنَّهُ لَوْ جَعَلَ بِيَمِينِهِ خُبْزًا وَبِشِمَالِهِ شَيْئًا يَأْتِدُّ بِهِ وَجَعَلَ يَأْكُلُ مِنْ هَذَا وَمِنْ هَذِهِ كَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ النَّاسِ أَنَّهُ مَنَّهُ عِنْدَهُ كَمَا هُوَ ظَاهِرُ الْخَبَرِ؛ لِأَنَّهُ أَكَلَ بِشِمَالِهِ (آداب الشرعية والمنح المرعية ج ۳ ص ۲۸، ۱، فَضْلٌ فِي آدَابِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَمُرَاعَاةِ الصَّحَّةِ فِيهَا، الناشر: عالم الكتب)

کھانا مشکل ہو یا ہاتھ سے کھانے میں کوئی عذر ہو (مثلاً ہاتھ صاف نہ ہوں، اور جلدی ہو، یا ہاتھ صاف کرنے میں کوئی عذر ہو، یا یہ کہ ہاتھ میں زخم وغیرہ ہو) تو چمچے سے کھانے میں بھی کوئی حرج و گناہ کی بات نہیں۔

اس سے یہ بھی معلوم ہو کہ آج کل جو بعض لوگ چمچے سے کھانے کو معیوب و گناہ سمجھتے ہیں یہ درست نہیں۔ ۱

(۳۳)..... بہتر ہے کہ روٹی وغیرہ ہاتھ سے لقمہ بنا کر منہ میں لے جائے، لیکن اگر کسی ضرورت کی وجہ سے کھانے کی کسی چیز کو منہ سے چک مار کر کھائے تو بھی حرج نہیں، مثلاً گوشت کی بوٹی کو منہ سے چک مار کر اور توڑ کر کھائے یا روٹی پر شہد، بالائی یا کوئی ایسی چیز لگی ہوئی ہے جس کو ہاتھ سے توڑنے سے اس چیز کے باہر نکل کر ضائع ہونے کا اندیشہ ہے یا مثلاً ڈبل روٹی، برگر، رس وغیرہ ہے ایسی چیزوں کو دانتوں سے کاٹ کر کھانے میں حرج نہیں کیونکہ ان چیزوں کو ہاتھ سے توڑنے کی صورت میں ضائع ہونے یا ہاتھ، کپڑے وغیرہ سن جانے یا ذائقہ ختم ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعوت میں گوشت کو دانتوں سے چک مار کر کھایا

(بخاری) ۲

اور ایک حدیث میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

تم گوشت کو چک مار کر کھاؤ کیونکہ یہ طریقہ زیادہ پاکیزہ اور آسان یا مزیدار ہوتا

۱ السنۃ ان یاکل بیدہ والا یاکل بملعقۃ ولا غیرھا ومن اکل بملعقۃ وغیرھا اخل بالمستحب وجاز (الآداب الشرعیۃ، فصل ماورد من حمد اللہ والثناء علیہ بعد الطعام والاجتماع له والتسمیۃ قبلہ، ج ۳، ص ۲۱۵)

۲ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَعْوَةٍ، فَرُفِعَ إِلَيْهِ اللَّذْرَاعُ، وَكَانَتْ تَعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهَسَةً (بخاری رقم الحدیث ۳۳۴۰، کتاب أحادیث الأنبياء، باب قول الله تعالى: إنا أرسلنا نوحاً إلى قومه، الآية، إلى آخر السورة)

ہے (اور گوشت اچھی طرح ہضم ہوتا ہے) (مسند احمد) ۱

مطلب یہ ہے کہ دانت سے چک مار کر کھانے سے اس کی سختی دُور ہو جاتی ہے۔ ۲
اور اگر گوشت یا کسی دوسری چیز کو چھری سے کاٹ کر کھانے کی ضرورت ہو تو اس میں بھی حرج
نہیں، جس کا احادیث میں ذکر آیا ہے۔ ۳

(۳۴)..... کھانا خوب چبا کر کھائیے تاکہ ہضم ہونے میں آسانی ہو، بچوں کو شروع ہی سے

۱ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: زُوِّجَنِي أَبِي فِي إِمَارَةِ عُثْمَانَ، فَدَعَا نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ - وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيرٌ - فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "انْهَسُوا اللَّحْمَ نَهَسًا، فَإِنَّهُنَّ، وَأَمْرًا - أَوْ أَشْهَى وَأَمْرًا" - قَالَ سَفِيَانُ: الشُّكُّ مِنِّي أَوْ مِنْهُ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۷۶۳۲، حديث صفوان بن أمية، الناشر: مؤسسة الرسالة)

حسن لغیرہ (حاشیہ مسند احمد)

عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ أَبِي أُمَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: زُوِّجَنِي أَبِي فَدَعَا نَاسًا فِيهِمْ صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: انْهَسُوا اللَّحْمَ نَهَسًا فَإِنَّهُنَّ وَأَمْرًا وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ. وَهَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْكَرِيمِ، وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي عَبْدِ الْكَرِيمِ الْمَعْلَمِ، مِنْهُمْ أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ (ترمذی، رقم الحديث ۱۸۳۵، بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ قَالَ: انْهَسُوا اللَّحْمَ نَهَسًا، وَاللَّفْظُ لَهُ؛ سنن الدارمی، رقم الحديث ۲۱۱۳)

۲ (وَعَنْ عَائِشَةَ - رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا - قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: لَا تَقْطَعُوا اللَّحْمَ بِالسَّكِّينِ فَإِنَّهُ: أَيُّ قَطَعَهُ بِالسَّكِّينِ: لَوْ كَانَ مَنْصُوجًا (مِنْ صَنِيعِ الْأَعَاجِمِ): أَيُّ مِنْ ذَابَ أَهْلُ فَارِسَ الْمُتَكَبِّرِينَ الْمُتَرَفِّعِينَ، فَالْنَهْيُ عَنْهُ لِأَنَّ فِيهِ تَكْبُرًا وَأَمْرًا عَيْنًا بِخِلَافِ مَا إِذَا اخْتِجَ قَطَعَ اللَّحْمَ إِلَى السَّكِّينِ، لِكُوزِهِ غَيْرَ نَصِيحٍ تَامٍ، فَلَا يُعَارِضُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ خَيْرِ الشُّيْخِينَ مِنْ أَنَّهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ يَجْتَنِزُ بِالسَّكِّينِ، أَهْلَ الْمُرَادِ بِالنَّهْيِ التَّنْزِيهِ وَقَعْلَهُ لِبَيَانِ الْجَوَازِ: وَلِذَا قَالَ: (وَأَنْهَسُوا): أَيُّ كَلْوَهُ بِأَطْرَافِ الْأَسْنَانِ (فَائِنَهُ): أَيُّ النَّهْسِ (أَهْنًا): مِنْ النَّهْيِ وَهُوَ اللَّذِيذُ الْمُوَافِقُ لِلْفَرْضِ (وَأَمْرًا): مِنْ الْإِسْتِمْرَاءِ، وَهُوَ ذَهَابُ كَطَلَةِ الطَّعَامِ وَثِقَلِهِ، وَيُقَالُ: هَسَا الطَّعَامُ وَمَرَأَ إِذَا كَانَ سَائِغًا وَجَارِيًا فِي الْحَلْقِ مِنْ غَيْرِ تَعَبٍ (مرقاة، تحت رقم الحديث ۴۲۱۵، كتاب الاطعمة)

۳ عَنْ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ أُمَيَّةَ، أَنَّ أَبَاهُ عَمْرٍو بْنَ أُمَيَّةَ، أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَيْفِ شَاؤَ فِي يَدِهِ، فَدَعَى إِلَى الصَّلَاةِ، فَأَلْقَاهَا وَالسَّكِّينَ الَّتِي يَحْتَزُّ بِهَا، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ (بخاری، رقم الحديث ۵۳۰۸، بَابُ قَطْعِ اللَّحْمِ بِالسَّكِّينِ، وَاللَّفْظُ لَهُ؛ مسلم، باب نسخ الوضوء مما مست النار، ترمذی، رقم الحديث ۱۸۳۶)

عَنْ الْمَغْبِرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: صِفْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَأَمَرَ بِحَنْبٍ، فَشَوَى، قَالَ: فَأَخَذَ الشَّفْرَةَ، فَجَعَلَ يَحُزُّ لِي بِهَا مِنْهُ، قَالَ: فَجَاءَهُ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ بِالصَّلَاةِ، فَالْقَى الشَّفْرَةَ، وَقَالَ: "مَا لَهُ تَرِبَتْ يَدَاهُ؟" (مسند احمد رقم الحديث ۱۸۲۱۲)

إسناده حسن (حاشیہ مسند احمد)

خوب چبا کر کھانے کی عادت ڈالنے، غذا کے ہضم ہونے کا عمل منہ سے شروع ہو جاتا ہے، جو کھانا اچھی طرح چبا کر کھایا جاتا ہے وہ دانتوں اور داڑھوں سے پس جانے اور منہ کا لعاب میل جانے کی وجہ سے جلدی ہضم ہو جاتا ہے، لہذا لقمہ کو جتنا چبا کر باریک کیا جائے گا اور جتنا منہ کا لعاب اس میں شامل ہوگا اتنا ہی جلدی اور آسانی کے ساتھ ہضم ہوگا اور معدہ کو زیادہ کام نہیں کرنا پڑے گا، اس بات کا بار بار تجربہ کیا گیا ہے کہ خوب چبا کر کھانے کے بعد طبیعت پر بوجھ نہیں ہوتا بلکہ طبیعت ہلکی پھلکی رہتی ہے جبکہ بغیر چبائے یا تھوڑا بہت چبا کر جلدی جلدی کھالینے کے بعد طبیعت پر بوجھ ہو جاتا ہے، اور اس کی عادت بنا لینے سے رفتہ رفتہ معدہ کمزور ہو جاتا ہے (دیہاتی معارج حصہ اول صفحہ ۴۱، حکیم محمد سعید صاحب مرحوم ہتیر وضائفہ) ۱

(۳۵)..... جب تک پہلا لقمہ نگل نہ لیا جائے اس وقت تک دوسرا لقمہ نہ لیجئے۔ ۲

(۳۶)..... لقمہ زیادہ بڑا نہ لیجئے بلکہ درمیانہ ہونا چاہئے، تاکہ آسانی کے ساتھ منہ میں رکھ کر

چبایا اور نگلا جاسکے۔ ۳

۱۔ نَنَا بَقِيَّةً، نَنَا أَرْطَاةً قَالَ: "اجْتَمَعَ رَجَالٌ مِنْ أَهْلِ الطَّبِّ عِنْدَ مَلِكٍ مِنَ الْمُلُوكِ، فَسَأَلَهُمْ مَا رَأْسُ دَوَاءِ الْمَعِدَّةِ؟ فَقَالَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ قَوْلًا: وَفِيهِمْ رَجُلٌ سَاكِتٌ، فَلَمَّا فَرَعُوا قَالَ: مَا تَقُولُ أَنْتَ؟ قَالَ: ذَكَرُوا أَشْيَاءَ وَكُلُّهَا تَنْفَعُ بَعْضُ النَّفْعِ وَلَكِنْ مَلَكَ ذَلِكَ ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ: لَا تَأْكُلُ طَعَامًا أَبَدًا إِلَّا وَأَنْتَ تَشْتَهِيهِ، وَلَا تَأْكُلُ لَحْمًا يُطْبَخُ لَكَ حَتَّى يَنْعَمَ إِنْضَاجُهُ، وَلَا تَبْتَلِعْ لَقْمَةً أَبَدًا حَتَّى تَمْضُغَهَا مَضْغًا شَدِيدًا، لَا يَكُونُ عَلَى الْمَعِدَّةِ فِيهَا مُؤَنَّةٌ" (شعب الإيمان، رقم الرواية ۵۴۱۱، باب المطاعم والمشارب، الفصل الثالث في طيب المطعم، الناشر: مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدار السلفية بيومباي بالهند)

۲۔ اول ما يغلب عليه من الصفات شره الطعام فيعلمه الطعام فيعلمه متى يأكل ويعلمه انه لا يسرع في الاكل ويمضغ الطعام مضغاً جيداً ولا يوالى بين اللقم ولا يبلط يده ولا ثوبه (المدخل لابن الحاج، ج ۴، ص ۲۹۶، فصل تربية الاولاد وحسن سياستهم، الناشر: دار التراث)

۳۔ ويطيل المضغ ولا ياكل لقمة حتى يبلغ ما قبلها وقال ابن ابي موسى ابن الجوزي ولا يمد يده الاخرى حتى يبلغ الاولى كذا في الترغيب وغيره (الآداب الشرعية لمحمد بن مفلح مقدسي، ج ۳، ص ۱۷۶، فصل في آداب الاكل والشرب، الناشر: عالم الكتب)

۴۔ ويسن ان يصغر اللقمة ويجيد المضغ (الآداب الشرعية لمحمد بن مفلح مقدسي، فصل في آداب الاكل والشرب)

(۳۷)..... کھانا کھاتے وقت پورا ہاتھ اور ساری انگلیاں کھانے میں نہ سان لیجئے، یہ بد تہذیبی کی علامت ہے۔

(۳۸)..... بہتر یہ ہے کہ کھانا دائیں ہاتھ کی صرف تین انگلیوں سے کھائیں، یعنی انگوٹھے، اس کے ساتھ والی شہادت کی انگلی اور اس کے ساتھ والی بڑی انگلی سے۔ ۱
حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور اپنے ہاتھ کو صاف کرنے سے پہلے چاٹ لیا کرتے تھے (صحیح مسلم) ۲

تین انگلیوں سے کھانے کی صورت میں لقمہ زیادہ بڑا نہیں ہوتا، اس لئے اس کو پوری طرح چبانے اور ننگے میں سہولت رہتی ہے، ضرورت پڑنے پر تین سے زائد انگلیوں سے کھانے میں بھی حرج نہیں۔ ۳

۱ كَان رَسُولُ اللَّهِ يَأْكُلُ بِثَلَاثَةِ أَصَابِعٍ ، أَيِ الْبَاهِمَامِ وَالْمُسْبِحَةِ وَالْوَسْطَى (مرواة، تحت رقم الحديث ۴۱۶۲، كتاب الاطعمة)

۲ عَنْ ابْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ بِثَلَاثِ أَصَابِعٍ، وَيَلْفَقُ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يَمْسَحَهَا (مسلم، كتاب الاشرية، باب استحباب لعق الأصابع؛ مسند احمد، رقم الحديث ۲۷۱۶۷)

۳ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَخِي الزُّهْرِيِّ ، قَالَ : أَخْبَرَنِي أُخْتِي ؛ أَنَّهَا رَأَتْ الزُّهْرِيَّ يَأْكُلُ بِخَمْسٍ ، فَسَأَلَتْهُ عَنْ ذَلِكَ ؟ فَقَالَ : كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ بِالْخَمْسِ (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحديث ۲۴۹۵۳، في الأكل بكم إصبع هو ؟) فَإِنْ اضْطُرَّ إِلَى ذَلِكَ لِخِفَةِ الطَّعَامِ وَعَدَمِ تَلْفِيفِهِ بِالثَّلَاثِ فَيَدْعُمُهُ بِالرَّابِعَةِ أَوْ الْخَامِسَةِ وَقَدْ أَخْرَجَ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ مِنْ مُرْسَلٍ بِنِ شِهَابٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَكَلَ أَكَلَ بِخَمْسٍ (فتح الباری لابن حجر، ج ۹، ص ۵۷۸، قَوْلُهُ بِأَبِ الْمُضْمَضَةِ بَعْدَ الطَّعَامِ) وَالْأَمْرُ فِيهِ أَنْ يَأْكُلَ بِالْأَصَابِعِ الثَّلَاثِ وَأَنْ أَكَلَ بِالْخَمْسِ فَلَا يَمْنَعُ وَلَكِنَّهُ يَكُونُ تَارِكًا لِلْسِّنَةِ إِذَا عِنْدَ الضَّرُورَةِ فَافْهَمِ (عمدة القاری، ج ۱ ص ۴۵۳، باب لعق الاصابع)

وَفِي حَدِيثِ مُرْسَلٍ " : أَنَّهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ إِذَا أَكَلَ بِخَمْسٍ ، وَلَعَلَّهُ مَحْمُولٌ عَلَى الْمَنَاعِ ، أَوْ عَلَى الْقَلِيلِ النَّادِرِ لِبَيَانِ الْجَوَازِ ، فَإِنَّ عَادَتَهُ فِي أَكْثَرِ الْأَوْقَاتِ هُوَ الْأَكْلُ بِثَلَاثِ أَصَابِعٍ وَلَعَقُهَا بَعْدَ الْفَرَاغِ ، وَإِنَّمَا اقْتَصَرَ عَلَى الثَّلَاثَةِ ؛ لِأَنَّهُ الْأَنْفَعُ ، إِذَا الْأَكْلُ بِأَصْبَعٍ وَاحِدَةٍ مَعَ أَنَّهُ فَعُلَ الْمُتَكَبِّرِينَ لَا يَسْتَلْبِدُ بِهِ الْأَكْلُ ، وَلَا يَسْتَمْرُءُ بِهِ لِضَعْفِ مَا يَنَالُهُ مِنْهُ كُلِّ مَرَّةٍ ، فَهُوَ كَمَنْ أَخَذَ حَقَّةَ حَبَّةٍ ﴿بِقِيَّة حاشیاء کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۳۹)..... روٹی کو سالن میں اچھی طرح تر کر کے کھانا طبی اعتبار سے عام حالات میں صحت کے لئے زیادہ مفید قرار دیا گیا ہے۔

اور احادیث میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک کو پسند فرمانا ثابت ہے۔ ۱
شرید دراصل اس کھانے کو کہا جاتا جس میں روٹی کو سالن میں چور لیا جاتا ہے، اور بعض اوقات اس میں گوشت بھی شامل ہوتا ہے۔ ۲

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

حَبَّةٌ، وَبِالْأَضْبُعَيْنِ مَعَ أَنَّهُ فِعْلُ الشَّيَاطِينِ لَيْسَ فِيهِ اسْتِلْدَازٌ كَامِلٌ، مَعَ أَنَّهُ يَفْوُثُ الْفَرْدِيَّةَ، وَاللَّهُ وَتَرٌ يُحِبُّ الْوَتَرَ، وَبِالْخُمْسِ مَعَ أَنَّهُ فِعْلُ الْحَرِيصِينَ يُوجِبُ إِذْخَامَ الطَّعَامِ عَلَى مَجْرَاهُ مِنَ الْعَادَةِ، وَزَيْمًا اسْتَدَّ مَجْرَاهُ فَأَوْجَبَ الْنَمُوتَ فُورًا وَفَجَاءَ (مِرْقَاةٌ، تَحْتَ رَقْمِ الْحَدِيثِ ۳۱۶۳، كِتَابُ الْإِطْعَمَةِ) وَيَنْغِي أَنْ يَأْكُلَ بِثَلَاثَةِ أَصَابِعٍ مِنْ يَدِهِ الْيَمَنِى وَهِيَ الْمَسْبُوحَةُ وَالْإِبْهَامُ وَالْوَسْطَى الْإِنَّ يَكُونُ ثَرِيدًا وَمَا شَبَّهَهُ فَيَأْكُلُ بِالْخُمْسَةِ مِنْهَا كَذَا لَكَ نَقْلٌ عَنِ السَّلَفِ الْمَاضِيِينَ (الْمُدْخَلُ لِابْنِ الْحَاجِّ، فَصْلُ غَسَلِ الْيَدِ عِنْدَ الْأَكْلِ)

۱ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَبِيرٌ، وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ: إِلَّا أَسِيَّةُ امْرَأَةٍ فِرْعَوْنَ، وَمَرِيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَإِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ (بخاری رقم الحديث ۳۳۱۱، بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَةٌ فِرْعَوْنَ: سُورَةُ التَّحْرِيمِ)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ أَحَبَّ الطَّعَامِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الثَّرِيدُ (مُسْتَدْرَكُ حَاكِمٍ، رَقْمُ الْحَدِيثِ ۷۱۱۷، كِتَابُ الْإِطْعَمَةِ)

قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ سَعِيدٍ هَذَا أَخُو سُفْيَانَ وَالْمُبَارَكُ ابْنُ سَعِيدٍ فَأَمَّا قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ فَإِنَّهُ مُخْرَجٌ فِي الصَّحِيحَيْنِ.

وقال الذهبي: صحيح.

۲ (ث ر د): الثَّرِيدُ فِعْلٌ بِمَعْنَى مَفْعُولٍ وَيُقَالُ أَيْضًا مَفْرُودٌ يُقَالُ تَرَدْتُ الْخُبْزَ تَرْدًا مِنْ بَابِ قَتَلَ وَهُوَ أَنْ تَفْتَهُ ثُمَّ تَبَلَّهُ بِمَرَقٍ وَالْإِسْمُ التَّرْدَةُ (المصباح المنير في غريب الشرح الكبير، تحت مادة ث ر د)

(ث ر د) الثَّرِيدُ معروف والثَّرْدُ الهَشْمُ ومنه قيل لما يُهشم من الخبز ويُبَلُّ بماء القَدْرِ وغيره ثَرِيدَةٌ والثَّرْدُ الْفَتْ تَرْدَةٌ يَتَرَدُّ تَرْدًا فَهُوَ ثَرِيدٌ وَتَرَدْتُ الْخُبْزَ تَرْدًا كَسَرْتَهُ فَهُوَ ثَرِيدٌ وَمَفْرُودٌ وَالْإِسْمُ التَّرْدَةُ بِالضَّمِّ وَالثَّرِيدُ وَالثَّرْوَدَةُ مَا تَرَدَّ مِنَ الْخُبْزِ (لسان العرب، ماده ث ر د)

قوله: (الثَّرِيدُ)، فِي الْأَصْلِ: الْخُبْزُ الْمَكْسُورُ، يُقَالُ: تَرَدْتُ الْخُبْزَ تَرْدًا أَيْ كَسَرْتَهُ فَهُوَ ثَرِيدٌ

﴿ بقیہ حاشیہ کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

اس طرح کا کھانا لذت والا ہونے کے ساتھ ساتھ زود اور جلد ہضم ہوتا ہے اور چبانے کی مشقت بھی زیادہ پیش نہیں آتی۔ ۱

(۴۰)..... بعض حضرات نے کھانے کی ابتداء و انتہاء نمک پر کرنے کو پسندیدہ اور بہتر قرار

دیا ہے۔ ۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ومشروء، والإسم: الشربة بالضم (عمدة القاری، کتاب المناقب، باب فضل عائشة رضي الله تعالى عنها)

قوله باب الثريد: يفتح المثلثة وكسر الراء معروفة وهو أن يترد الخبز بمرق اللحم وقد يكون معه اللحم ومن أمثالهم الثريد أحد اللحمين وربما كان أنفع وأقوى من نفس اللحم الطيب إذا ترّد بمرقته (فتح الباری لابن حجر، کتاب الأَطعمة، باب الثريد)

(الردوا) بھمزہ وصل مضمومۃ فمئلثۃ فراء مضمومۃ أمر ارشاد ای فتوا الخبز فی المرق فی المرق فإن فیہ سہولۃ المساع و تیسیر التناول و مزید اللذۃ و یقال الثريد أحد اللحمين (ولو بماء) مبالغۃ فی تاکید طلبہ والمراد ولو مرقا یقرب من الماء قبل وأول من ترد إبراهيم الخليل عليه الصلاة والسلام. قال الزمخشري: تردت الخبز أثرده وهو أن تفته ثم تبله بمرق وتشرقه فی وسط الصحيفۃ وتجعل له رقبة (فيض القدير للمناوی، تحت رقم الحديث ۱۶۰)

وفی الثريد فضل علی غیرہ من الطعام وهو أن يترد الخبز أى یفته یبله بمرق لحم أو غیرہ وإذا ترد غطاه شيئاً یذهب فورہ فإنه أعظم للبرکة (الإفناع فی فقہ الإمام أحمد بن حنبل، لموسى بن أحمد المقدسى، ج ۳، ص ۲۳۷، فصل - ويستحب أن یبسط الأخوان)

۱ السّر فیہ أنّ الثريد مع اللحم جامع بین الغذاء واللذّة والقوّة، وسهولة تناول، وقلة المؤنة فی المصغ، وسرعة المرور فی المرئ، فضرِبَ به مثلاً لیؤدّن أنّها أعطت مع حسن الخلق والخلق، وحلاوة النطق فصاحة اللہجة وجودة القریحة، ورزانة الرأى، ورصانة العقل، والتحبب إلی البعل، فهی تصلح للتعل والتحدث والاستئناس بها، والإصغاء إلیها، وحسبک أنّها عقلت عن النبى -صلى الله تعالى عليه وسلم- ما لم تعقل غيرها من النساء، وروث ما لم يرو مثلها من الرجال، ومما يدل على أنّ الثريد أشهى الأطعمۃ عندهم وألذها قول الشاعر:

إذا ما الخبز تأدّمه بلحم... فذاك - أمانة الله - الثريد (مرقاۃ المفاتیح، باب بدء الخلق و ذکر الأنبياء علیہم الصلاة والسلام)

۲ بلکہ بعض نے سنت قرار دیا ہے۔

ومن السنة البداءۃ بالملح والختم به بل فیہ شفاء من سبعین داء (رد المحتار ج ۶ ص ۳۴۰ کتاب الحظر والاباحۃ)

ومن السنة ان یدء بالملح ویختم بالملح (البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب الکراهیۃ، فصل فی الاکل والشرب)

﴿بقیہ حاشیہ گنگے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیکن کھانے کے شروع اور آخر میں نمک کے استعمال کے متعلق مختلف فضائل و فوائد کا جن روایات میں ذکر ہے، محدثین نے ان کو غیر مستند اور شدید ضعیف قرار دیا ہے، اس لئے کھانے کے شروع اور آخر میں نمک کے استعمال کو سنت و مستحب سمجھنا خلاف احتیاط معلوم ہوتا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ومن السنة ان يبدء بالملح ويختم بالملح كذا في الخلاصة (فتاوى هندية، كتاب الكراهية، الباب الحادى عشر فى الكراهة فى الاكل وما يتصل به)

ومن السنة أن يبدأ بالملح، ويختم بالملح (المحيط البرهاني ج ۵ ص ۳۵۲، كتاب الاستحسان والكراهية، الفصل الثانى عشر فى الكراهية فى الأكل)

قال الشيخ عبدالقادر وغيره يكره الاكل على الطريق، قال ويستحب ان يبدء بالملح ويختم به، (الاداب الشرعية، فصل ماورد من حمد الله والثناء عليه بعد الطعام والاجتماع له، والتسمية قبله)

ويستحب ان يبدء بالملح ويختم به، (غذاء الالباب فى شرح منظومة الاداب، ج ۲، ۱۵۳، مَطْلَبٌ : لَا يُشْرَعُ تَقْبِيلُ الْخُبْزِ وَفِي بَعْضِ آدَابِ إِحْضَارِ الطَّعَامِ، الناشر: مؤسسة قرطبة - مصر)

”ويبدء بالملح ويختم به (الفرر البهية فى شرح البهجة الوردية، باب الصادق)

۱ (أخبرنا) هبة الله بن أحمد الحريرى أنبأنا إبراهيم بن عمر البرمكى حدثنا أبو بكر بن نجيب

حدثنا القاسم عبد الله بن أحمد بن عامر حدثنى أبى حدثنى على بن موسى الرضا حدثنى أبى موسى

حدثنى أبى جعفر حدثنى أبى محمد بن على حدثنى أبى على بن الحسين حدثنى أبى الحسين بن

على حدثنى أبى على بن أبى طالب مرفوعا يا على عليك بالملح فإنه شفاء من سبعين داء الجذام

والبرص والجنون لا يصح والمتمهم به عبد الله بن أحمد بن عامر أو أبوه فإنهما يرويان نسخة عن

أهل البيت كلها باطلة (اللآلى المصنوعة، ج ۲، ص ۱۷۹، الناشر: دار الكتب العلمية)

(حديث) عَلِيٌّ أَن النَّبِيَّ قَالَ لَهُ يَا عَلِيُّ عَلَيْكَ بِالْمَلْحِ فَإِنَّهُ شِفَاءٌ مِنْ سَبْعِينَ دَاءً أَقْلَهَا الْجُدَامُ

وَالْبَرَصُ وَالْجُنُونُ (ابن الجوزى) وَلَا يَصِحُّ فِيهِ أَحْمَدُ بْنُ عَامِرٍ وَعَنْهُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَآفَتُهُ أَحَدَهُمَا

فِيئَهُمَا يرويان عن أهل البيت نسخة كلها باطلة (تعقب) بَأَنَّ عِنْدَ الْبَيْهَقِيِّ فِي الشَّعْبِ عَنْ عَلِيِّ مَوْقُوفًا

مَنْ ابْتَدَأَ غَدَاءَهُ بِالْمَلْحِ أَذْهَبَ اللَّهُ عَنْهُ سَبْعِينَ نَوْعًا مِنَ الْبَلَاءِ وَعِنْدَ ابْنِ مَنْدَةَ فِي كِتَابِ أُخْبَارِ أَصْبَهَانَ

مَنْ حَدِيثِ سَعْدِ بْنِ مَعَاذٍ اسْتَفْتَحُوا طَعَامَهُمْ بِالْمَلْحِ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لَيُرَدُّ ثَلَاثًا وَسَبْعِينَ مِنَ

الْبَلَاءِ، أَوْ قَالَ مِنَ الدَّاءِ (قلت) هُوَ مِنْ طَرِيقِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَيَّانَ بْنِ حَكِيمٍ فَلَا يَصِلُحُ شَاهِدًا وَأَثَرُ عَلِيِّ

ضَعِيفٌ فِي سَنَدِهِ جَوْيِيرٌ مَنْرُوكٌ وَعَنْهُ عَيْسَى بْنُ الْأَشْعَثِ مَجْهُولٌ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ (تنزيه الشريعة

المرفوعة، ج ۲، ص ۲۳۳، الناشر: دار الكتب العلمية)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ اپنے فتاویٰ میں تفصیلی بحث کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ:

”لیکن (نمک سے کھانے کی ابتداء و انتہاء کرنا) چونکہ عادات مرضیہ موافقہ للتواء اعدا شرعیہ میں سے ہے، اس

لئے مستحب بمعنی محبوب و مرغوب فیہ کہہ سکتے ہیں“ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۱۱۳)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۴۱)..... کھانے کے ادب اور اکرام کا تقاضا ہے کہ کھانے کا دسترخوان صاف ستھرا رکھئے تاکہ اس پر کھانے پینے کی چیزیں رکھنے سے خراب نہ ہوں اور کوئی چیز گر جائے تو دوبارہ استعمال کے قابل رہے، ویسے بھی دسترخوان کا میلا پچھلا اور گندا ہونا بدتہذیبی ہونے کے ساتھ ساتھ صحت کے لئے بھی مضر ہے، آج کل اس سلسلہ میں بہت کمزوری پائی جاتی ہے، دسترخوان خاص کر جبکہ کپڑے کا نہ ہو، دھونے اور صاف کرنے کا بہت کم اہتمام کیا جاتا ہے، اور گندے کپڑے سے صاف کرنے کو کافی سمجھا جاتا ہے، جس کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

(۴۲)..... جن برتنوں میں کھانا کھایا جائے وہ بھی صاف ستھرا ہونے چاہئیں، تاکہ کھانے کی صفائی ستھرائی متاثر نہ ہو۔

(۴۳)..... کھانے کی اگر کوئی چیز نیچے گر جائے تو اسے اٹھا کر صاف کر کے دوبارہ کھا لیجئے، اور اس میں کسی طرح کی عاریا شرم محسوس نہ کیجئے، اور اگر جگہ صاف نہ ہونے کی وجہ سے وہ چیز استعمال کے قابل نہ رہی ہو تو کسی جانور وغیرہ کو کھلا دیجئے یا کم از کم اس کو ایسی جگہ رکھ دیجئے کہ وہ بے حرمتی و بے ادبی سے بچ جائے۔

حضرت جابر اور حضرت انس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی سے لقمہ گر جائے تو اس سے گندگی صاف کر کے کھالے اور اس کو شیطان کے لیے نہ چھوڑے (صحیح مسلم) ۱۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اور احسن الفتاویٰ میں ہے کہ:

کھانے کی ابتداء و انتہاء میں نمک چکھنے کے بارے میں جو اقوال کتب متداولہ میں مذکور ہیں، وہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، اس بارے میں جتنی بھی احادیث ہیں، سب موضوعہ ہیں؛ لہذا ابتداء و انتہاء طعام بالملح کو سنت قرار دینا تسامح ہے (احسن الفتاویٰ، جلد ۹، صفحہ ۹۱، مسائل شنی)

۱۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةٌ أَحَدِكُمْ فَلْيَأْخُذْهَا، فَلْيُحِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ أَدَى وَلْيَأْكُلْهَا، وَلَا يَدْعُهَا لِلشَّيْطَانِ، وَلَا يَمْسَحَ يَدَهُ بِالْمِنْدِيلِ حَتَّى يَلْعَقَ أَصَابِعَهُ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي فِي أَيِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ (مسلم، باب استحباب لعق الأصابع والقصة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے ہر کام کے وقت یہاں تک کہ کھانے کے وقت بھی شیطان حاضر ہوتا ہے، لہذا جب (کھانا کھاتے وقت) کسی کے ہاتھ سے لقمہ گر جائے تو اسے چاہئے کہ اس سے تکلیف دہ چیز (مٹی تینکے وغیرہ) کو صاف کر کے کھالے اور شیطان کے لئے نہ چھوڑے، پھر جب کھانے سے فارغ ہو تو اپنی انگلیوں کو بھی چاٹ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے (صحیح مسلم) ۱

﴿گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ﴾

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ، قَالَ وَقَالَ: إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةٌ أَحَدِكُمْ فَلْيَمِطْ عَنْهَا الْأَذَى وَلْيَأْكُلْهَا، وَلَا يَدْعُهَا لِلشَّيْطَانِ، وَأَمَرْنَا أَنْ نَسَلَّتِ الْقُصْعَةَ، قَالَ: فَإِنَّكُمْ لَا تَذُرُونَ فِي أَيِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةَ (مسلم، باب استحباب لعق الأصابع والقصة، واللفظ له؛ ترمذی، رقم الحديث ۱۸۰۳، مسند احمد، رقم الحديث ۱۲۸۱۵)

۱ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ أَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ مِنْ شَأْنِهِ، حَتَّى يَحْضُرَهُ عِنْدَ طَعَامِهِ، فَإِذَا سَقَطَتْ مِنْ أَحَدِكُمْ اللَّقْمَةُ، فَلْيَمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ أَدَى، ثُمَّ لْيَأْكُلْهَا، وَلَا يَدْعُهَا لِلشَّيْطَانِ، فَإِذَا فَرَغَ فَلْيَلْعَقْ أَصَابِعَهُ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي فِي أَيِّ طَعَامِهِ تَكُونُ الْبَرَكَةُ (مسلم، باب استحباب لعق الأصابع والقصة، وأكل اللقمة الساقطة بعد مسح ما يصيبها من أذى، وكراهة مسح اليد قبل لعقها؛ مسند ابی یعلیٰ، رقم الحديث ۱۹۰۳)

بعض روایات میں نیچے سے گری ہوئی چیز اٹھانے پر محتاجی، برص، کوڑھکی بیماری اور اولاد کی حماقت سے حفاظت کا ذکر آیا ہے، مگر تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ محدثین نے ان روایات کو منکر قرار دیا ہے۔

عن عبد الله بن عباس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أكل ما يسقط من الخوان عوفى من الجنون والجذام والبرص وولده وولد له (مسند الشهاب القضاعى، رقم الحديث ۵۰۵، من أكل ما يسقط من الخوان عوفى من الجنون والجذام والبرص وولده وولد له)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ أَكَلَ مِمَّا تَحْتَ مَائِدَتِهِ آمِنَ مِنَ الْفَقْرِ، فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ إِلَى خَادِمٍ لَهُ فَجَاءَ لَهُ فَجَاءَ وَنَاوَلَنِي بَدْرَةَ فِيهَا أَلْفُ دِينَارٍ، فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، وَهَذَا مِنْ ذَلِكَ (تاريخ اصبهان، ج ۲، ص ۳۳۳، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت)

﴿نتیجہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لہذا اگر کھاتے وقت کسی کے ہاتھ سے لقمہ گر جائے تو اس کو متکبر لوگوں کی طرح نہ چھوڑ دے، بلکہ ضرورت مند اور قدردان بندہ کی طرح اس کو اٹھالے، اور اگر نیچے گرنے کی وجہ سے اس پر کچھ لگ گیا ہو تو صاف کر کے اس لقمہ کو کھالے یا کسی کو کھلا دے، کھانے کے وقت بھی شیطان ساتھ ہوتا ہے، اگر گر کر ہوا لقمہ چھوڑ دیا جائے گا تو وہ شیطان کے حصہ میں آئے گا۔ ۱۔

(۴۴)..... کھانے اور رزق کو کسی بھی طرح سے ضائع ہونے سے بچانا ضروری ہے، خواہ کھانا اپنی ملکیت ہو یا دوسرے کی، بلکہ دوسرے کی ملکیت والی چیز کو بے جا ضائع کرنا دُہرا جرم ہے، خواہ مالک ضائع کرنے سے منع نہ کرے اور بُرا نہ مانے، کھانے کا کوئی بھی حصہ زمین پر نہ گرنے دیا جائے، دسترخوان سے قابل استعمال رزق اٹھا کر استعمال کر لیا جائے، برتن میں بھی کوئی حصہ نہ چھوڑا جائے، ہڈی کو اچھی طرح چوس کر اور گوشت، سالن اور چاول وغیرہ سے صاف کر کے چھوڑی جائے، روٹی کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اور سالن میں سان کر نہ

﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

حَدِيث: مَنْ أَكَلَ مَا يَسْقُطُ مِنَ الْخِيَارِ وَالْقَصْعَةِ أَمِنَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْبَرَصِ وَالْجُدَامِ وَصُرْفَ عَنْ وَدِهِ الْحُمَقُ، أَبُو الشَّيْخِ فِي النَّوَابِ عَنِ جَابِرِ بْنِ مَرْفُوعًا وَعَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عِلَاطٍ مَرْفُوعًا أَيْضًا بِلَفْظٍ: أَعْطَى سَعَةَ مِنَ الرِّزْقِ وَوَقَى الْحَمَقَ فِي وَلَدِهِ وَوَلَدِ وَلَدِهِ، وَالِدَيْلِمَى مِنْ طَرِيقِ الرَّشِيدِ عَنْ أَبِيهِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ: مَنْ أَكَلَ مَا يَسْقُطُ مِنَ الْمَائِدَةِ خَرَجَ وَلَدُهُ صَبَاحَ الْيَوْمِ وَنَفَى عَنْهُ الْفَقْرَ، وَأَخْرَجَهُ الْخَطِيبُ فِي تَرْجُمَةِ عَبْدِ الصَّمَدِ الْهَاشِمِيِّ ثُمَّ ضَعَفَهُ، وَأُورِدَهُ الْغَزَالِيُّ فِي الْإِحْيَاءِ بِلَفْظٍ: عَاشَ فِي سَعَةٍ وَعُوفَى فِي وَلَدِهِ، وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ، أُورِدَهُ الْخَطِيبُ فِي تَرْجُمَةِ يُونُسَ مِنَ الْمُؤْتَلَفِ، وَفِيهِ قِصَّةُ لَهْدَبَةَ بْنِ خَالِدٍ مَعَ الْمَأْمُونِ، وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَكُلُّهَا مِنْ كَبِيرٍ، نَعَمْ ثَبِتَ فِي مُسْلِمٍ عَنْ جَابِرِ وَأَنْسَ مَرْفُوعًا: إِذَا وَقَعَتْ لِقْمَةٌ أَحَدِكُمْ فَلْيَأْخُذْهَا، فَلْيَمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ أَدَى، وَلَا يَدْعُهَا لِلشَّيْطَانِ، وَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ بِالْمَنْدِيلِ حَتَّى يَلْعَقَ أَصَابِعَهُ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي فِي أَيِّ طَعَامِهِ الْبُرْكَةَ (المقاصد الحسنة للسرخاوي، تحت رقم الحديث ۱۰۷۲، الناشر: دار الكتاب العربي)

حَدِيث "مَنْ أَكَلَ مَا يَسْقُطُ مِنَ الْمَائِدَةِ عَاشَ فِي سَعَةٍ وَعُوفَى فِي وَلَدِهِ" أَخْرَجَهُ أَبُو الشَّيْخِ فِي كِتَابِ النَّوَابِ مِنْ حَدِيثِ جَابِرِ بِلَفْظٍ "أَمِنَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْبَرَصِ وَالْجُدَامِ وَصُرْفَ عَنْ وَدِهِ الْحَمَقُ" وَلَهُ مِنَ حَدِيثِ الْحَجَّاجِ بْنِ عِلَاطٍ "أَعْطَى سَعَةَ مِنَ الرِّزْقِ وَوَقَى فِي وَلَدِهِ" وَكِلَاهُمَا مِنْ كَبِيرٍ جَدًّا (تخریج احادیث الاحیاء للعراقی، تحت رقم الروایة ۱۳۱۲)

۱۔ ومن السرف ان يترك لقمة سقطت من يده بل ينبغي ان يبتدء بتلك اللقمة (خلاصة الفتاوى ج ۳ ص ۳۶۰، كتاب الكراهية، الفصل الخامس في الاكل، كذا في الهندية ج ۵ ص ۳۳۷، كتاب الكراهية، الباب الحادي عشر)

چھوڑا جائے، کہ دوسرا بھی استعمال نہ کر سکے، اگر کسی ہوٹل وغیرہ میں کھانا کھا رہے ہیں اور کھانا آپ نے قیمتاً لیا ہے تو بچا ہوا کھانا وہاں چھوڑ کر ضائع نہ کیجئے، بلکہ اپنے ساتھ لے آئیے، اور اس میں کوئی شرم و عار محسوس نہ کیجئے، کھانے کو کسی بھی طرح ضائع کرنا سخت گناہ کی بات ہے، آج کل مختلف طریقوں سے کھانے کا بہت ضیاع ہو رہا ہے۔

دوسرے مسلمان بلکہ اپنے بہن، بھائی اور والدین تک کا جھوٹا استعمال کرنا بہت معیوب سمجھا جانے لگا ہے، کھانے کی تقریب سے فارغ ہونے پر لگتا ہے کہ وہاں انسانوں نے نہیں جانوروں نے کھایا ہے، کھائے جانے والے کھانے کی مقدار سے زیادہ نہیں تو آدھا یا تہائی کھانا تو مختلف طریقوں سے ضائع کر دیا جاتا ہے، اور ”مال مفت دل بے رحم“ کی کہاوت صادق آتی ہے، کھا کر برتنوں میں بچے ہوئے کھانے کا بہت بڑا حصہ برتن دھوتے وقت کوڑے دان کی نذر کر دیا جاتا ہے یا برتن دھوتے وقت پانی کے ساتھ بہا دیا جاتا ہے، شہروں میں کوڑے کے ڈھیروں پر قیمتی کھانوں کا ڈھیر لگا ہوا نظر آتا ہے، یہی کھانا ضائع ہونے سے بچا کر اگر غریبوں کو دے دیا جاتا تو کتنے اجر و ثواب کا کام تھا، پھر کھانے کی اسی اضاعت کا نتیجہ ہے کہ رزق میں مختلف طریقوں سے بے برکتی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

چاہئے تو یہ تھا کہ روٹی کے بچ جانے والے چھوٹے چھوٹے ذرات کو بھی جمع کر کے مرغی، بلی، بھینس اور بکری وغیرہ کو دیا جاتا ورنہ کم از کم چیونٹیوں کو ہی کھانے کے لئے فراہم کر دیا جاتا، جیسا کہ اسلاف و اکابر کا طریقہ تھا، فقہائے کرام نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ چاول وال وغیرہ پکانے سے پہلے چھلنی وغیرہ میں دھونی ہو تو احتیاط کے ساتھ دھونا چاہئے، اس طرح غفلت و بے توجہی کے ساتھ دھونا کہ کچھ حصہ پانی کے ساتھ بہہ جائے گناہ کی بات ہے۔ ۱

۱۔ وفي البرهانية رجل اكل خبزاً مع اهله واجتمع كسيرات الخبز ولا يشتهي اكلها فله ان يطعم الدجاجة والشاة والهرّة وهو الافضل ولا ينبغي ان يلقيه في النهر والطريق الا اذا وضع لاجل النمل لياكل النمل فحينئذ يجوز هكذا فعل بعض السلف (فتاوى ہندیہ ج ۵ ص ۳۴۳، کتاب الکراهیۃ، الباب الحادی عشر فی الکراهیۃ فی الاکل وما يتصل به)

(۴۵)..... روٹی کو درمیان سے کھانا اور بغیر کسی معقول وجہ کے اس کے کناروں کو بچا کر چھوڑ دینا یا روٹی کے ایک حصہ کو استعمال کر کے دوسرے حصہ کو ضائع کر دینا گناہ اور اسراف میں داخل ہے، البتہ اگر بچا ہوا حصہ کوئی دوسرا انسان استعمال کر لے یا کسی جانور کو کھلا دیا جائے اور ضائع ہونے سے بچ جائے تو گناہ نہیں۔ ۱

(۴۶)..... کھانے پینے کی چیز بقدر ضرورت لیجئے، ضرورت پڑنے پر دوبارہ لے سکتے ہیں، ایک مرتبہ ہی حرص و ہوس میں زیادہ ڈال کر اور برتن بھر کر لے لینا اور بعد میں بچا کر چھوڑ دینا گناہ کی بات ہے۔

(۴۷)..... کھانے کے دوران ہڈیاں، چھلکے اور دوسرے فضلات ایک طرف جمع کر کے رکھے، ادھر ادھر نہ ڈالے اور پھیلائیے، کیونکہ یہ طریقہ بدہمتی میں داخل اور دوسروں کی ایذا و تکلیف کا باعث ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

رجل اكل خبزًا مع اهله فاجتمع كسرات الخبز ولا يشتهى اكلها فله ان يطعم الدجاجة او الشاة او البقرة هو الافضل ولا ينبغي ان يلقىها في النهر او في الطريق الا اذا وضع لا جل النمل كذا فعل بعض السلف (خلاصة الفتاوى ج ۳ ص ۳۶۲، كتاب الكراهية، الفصل الخامس في الاكل) يكره غسل الارز والعدس والماش ونحوه في بالوعة فيتناثر فيها كذا في الغنية (الفتاوى الهندية ج ۵ ص ۳۳۹، الباب الحادى عشر في الكراهة في الأكل وما يتصل به)

۱ ومن الاسراف ان ياكل وسط الخبز ويدعوا جوانبه او ياكل ما انتفخ من الخبز، كما يفعله بعض الجهال ويزعمون ان ذلك الذولكن ذلك اذا كان غيره لا يتناول ما ترك من جوانبه فاما اذا كان غيره يتناول ذلك فلا بأس بذلك (المحيط البرهاني ج ۸ ص ۵۳، كتاب الاستحسان والكراهية، في الكراهية في الاكل)

ومن الاسراف ان ياكل وسط الخبز ويدع حواشيه او ياكل ما انتفخ منه الا ان يكون غيره ياكل ما تركه فلا بأس به (رد المحتار ج ۶ ص ۳۴۰، كتاب الحظر والإباحة)

ومن السرف ان ياكل وسط الخبز ويدع جوانبه او ياكل ما انتفخ من الخبز وان كان بحال ياكل غيره من الجوانب لا بأس به (خلاصة الفتاوى ج ۳ ص ۳۶۰، الفصل الخامس في الاكل)

ومن الاسراف ان ياكل وسط الخبز ويدع حواشيه وياكل ما انتفخ منه ويترك الباقي لان فيه نوع تجبر الا ان يكون غيره يتناوله فلا بأس به (الفتاوى الهندية ج ۵ ص ۳۳۶، الباب الحادى عشر في الكراهة في الأكل وما يتصل به)

(۴۸)..... کھانا کھاتے وقت اپنی توجہ کو دوسری باتوں اور چیزوں سے ہٹالینا چاہئے، ذہنی اُلجھن اور دماغ پر بوجھ بننے والی چیزوں نیز رنج و غم کی باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے اور اس موقع پر طبیعت کو خوش و خرم رکھنا چاہئے (دیہاتی معالج، حصہ اول، صفحہ ۴۱، تعمیر و اضافہ)

(۴۹)..... کھانے کے دوران بہت زیادہ باتیں کرنے اور قبہتہ مار کر ہنسنے سے پرہیز کیجئے، کھانے کے دوران بالکل خاموش رہنا بھی سنت نہیں، کھانا کھاتے وقت خاموش رہنے کو اگر ثواب نہ سمجھا جائے تو کوئی گناہ نہیں، البتہ دوسروں کے مناسب حال پائیزہ اور قدرے جائز اور تفریحی بات کرنا نیز نیک لوگوں کے ہلکے پھلکے واقعات کا ذکر و مذاکرہ بہتر ہے۔ ۱

(۵۰)..... حلال کھانے میں عیب نہ لگائیے، ہر قسم کا حلال کھانا کھانے کی عادت ڈالنے، اگر کوئی پاک اور حلال چیز طبیعت کو کسی وجہ سے پسند نہ ہو تب بھی عقیدہ اور عقل سے اس کو بُرا نہ سمجھئے اور زبان سے اس کی تحقیر نہ کیجئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کھانے میں عیب نہیں لگایا، جس کھانے کی خواہش

۱ ویکرہ السکوت حالة الاکل لانه تشبه بالمجوس ویتکلم بالمعروف (ردالمحتار ج ۶

ص ۳۴۰، کتاب الحظر والإباحة)

ولا یسکت علی الطعام ولكن یتکلم بالمعروف وحکایات الصالحین کذا فی الغرائب (الفتاویٰ الہندیہ ج ۵ ص ۳۴۵، الباب الثانی عشر فی الهدایا والاضیافات)

ولا یتکلم بما یستقدر بل یدکر نحو حکایات الصالحین وآداب الاکل فان السکوت المحض من

سیر الاعاجم (بریقہ محمودیہ فی شرح طریقہ محمدیہ، ج ۴ ص ۱۰۷، الاکل علی السفرة)

وَكُوْرَةُ اَكْلٍ جُنْبٍ وَشُرْبُهُ قَبْلَ غَسْلِ يَدَيْهِ وَفِيهِ وَاسْتِعَانَةُ الْغَسْلِ مِنَ الْغَيْرِ وَالنَّظَرُ اِلَى لُقْمَةِ الْغَيْرِ وَوَجْهِهِ وَذِكْرُ اَمْرِ هَائِلٍ عَلَى الْمَائِدَةِ وَذِكْرُ اَمْرِ مُسْتَقْدِرٍ (بریقہ محمودیہ فی شرح طریقہ محمدیہ

ج ۴ ص ۱۱۰، الاکل علی السفرة)

قال الامام ابو حامد الغزالی فی الاحیاء من آداب الطعام ان یتحدثوا فی حال اكله بالمعروف

و یتحدثوا بحکایات الصالحین فی الاطعمه وغیرها (کتاب الاذکار للنووی ص ۱۶۲، باب

استحباب الکلام علی الطعام)

ولا یتکلم علی الطعام بما یستقدر من الکلام ولا بما یضحکهم خوفا علیهم من الشرک ولا بما

یحزنهم لئلا ینغص علی الاکلین اکلهم (آداب الشرعیہ، فصل آداب الاکل والشرب)

ہوتی اسے کھا لیتے اور جو کھانا مرغوب نہ ہوتا اسے چھوڑ دیتے تھے (بخاری) ۱

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے لیے یہ شرکی بات ہے کہ جو کھانا

اس کو پیش کیا جائے اس پر ناراضگی (وناگواری) کا اظہار کرے (مسند ابو یعلیٰ) ۲

البتہ کھانا پکانے اور تیار کرنے میں کوئی کوتاہی یا کسی چیز کی کمی محسوس ہو تو اس پر آگاہ اور تنبیہ

کرنے میں یا اسی طرح کوئی چیز طبیعت کو پسند نہ ہو تو دوسرے کو طبیعت کے تقاضہ سے حکمت

کے ساتھ مطلع کرنے میں حرج نہیں، مگر اس طریقہ پر کہ جس سے کھانے کی تحقیر لازم نہ

آئے، اسی طرح اگر کھانا حرام و ناپاک یا سڑا ہوا ہو تو اس کو بھی حرام و ناپاک یا سڑا ہوا ہونے

کی وجہ سے غلط کہنے میں حرج نہیں ہے۔ ۳

(۵۱)..... جو غذا کھائی جائے وہ اچھی طرح پکائی گئی ہو اور تازہ ہو تو بہت ہی اچھا ہے، ادھ

پکی اور باسی غذا، ہضم میں بگاڑ کا باعث ہو جاتی ہے، خصوصاً جبکہ باسی غذا سڑ بس گئی ہو،

اور اس میں باسی ہونے کی وجہ سے مہک اور بو پیدا ہو گئی ہو، وہ دست اور قے وغیرہ جیسی کئی

بیماریوں کا سبب بن سکتی ہے، طبی لحاظ سے برسات اور بارش کے زمانے میں باسی غذا زیادہ

۱ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ، إِنْ اشْتَهَاهُ

أَكَلَهُ، وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ (بخاری، رقم الحدیث ۵۳۰۹، بَابُ مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ طَعَامًا، وَاللَّفْظُ لَهُ؛ مُسَلِّمٌ، بَابُ لَا يَعْيبُ الطَّعَامَ،؛ مُسْنَدُ أَحْمَدَ، رَقْمُ الْحَدِيثِ

۹۵۰۷، ترمذی، رقم الحدیث ۲۰۳۱؛ صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۶۳۳۷)

۲ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِنَعْمِ الْإِدَامِ الْخُلُّ، وَكَفَى

بِالْمَرْءِ شَرًّا أَنْ يَسْخَطَ مَا قُرَّبَ إِلَيْهِ (مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ۱۹۸۱، ج ۳،

ص ۳۶۹، الناشر: دار المأمون للتراث - دمشق، واللفظ له؛ الكامل لابن عدی، ج ۷،

ص ۲۳۴، الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع)

فی حاشیہ مسند ابی یعلیٰ: إسناده حسن.

۳ عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا مِنَ الْأَطْعِمَةِ الْمُبَاحَةِ وَأَمَّا الْحَرَامُ فَكَانَ يَذْمُهُ وَيَمْنَعُ تَنَاوُلَهُ وَيَنْهَى عَنْهُ

وَقِيلَ إِنْ كَانَ التَّعْيِيبُ مِنْ جِهَةِ الْخَلْقَةِ فَهُوَ لَا يَجُوزُ لِأَنَّ خَلْقَةَ اللَّهِ لَا تَعَابُ وَإِنْ كَانَ مِنْ جِهَةِ صِنْعَةِ

الْأَدْمِيْنَ لَمْ يَكْرَهُ، قَالَ النَّوَوِيُّ مِنْ آدَابِ الطَّعَامِ أَنْ لَا يَعْابَ (عمدة القاری ج ۴ ص ۲۱۶ باب ما

عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا)

نقصان دہ ثابت ہوتی ہے، بعض عورتیں سُستی اور کم ہمتی کی وجہ سے ایک وقت میں ہی کئی کئی وقتوں بلکہ کئی کئی دنوں کا کھانا بنا لیتی ہیں، اس کے بجائے تھوڑی اور تازہ غذا تیار کرنی چاہئے (دیہاتی معالج، حصہ اول، صفحہ ۲۰، بتحیر و اضافہ)

(۵۲)..... جو غذا تیار کی جائے وہ دیکھنے میں صاف سُتھری، سونگھنے میں دل پسند اور کھانے میں خوش ذائقہ ہو تو بہتر ہے، کیونکہ بعض اوقات کسی غذا کے دیکھنے، اس کو چکھنے یا اس کی بو سے طبعی کراہیت پیدا ہوتی ہے، اس کو معدہ صحیح طرح قبول نہیں کرتا اور ہضم ہونے میں مشکل ہوتی ہے (دیہاتی معالج، حصہ اول، صفحہ ۲۱، بتحیر و اضافہ) ۱

(۵۳)..... کھانے کے دوران ایسی بات یا کوئی ایسی حرکت نہ کیجئے کہ جس سے دوسرے کو کراہیت آئے اور گھن پیدا ہو۔

(۵۴)..... کھانے کے دوران تھوکنے اور ناک صاف کرنے سے پرہیز کیجئے، اگر ضرورت ہو تو دوسرے کی نظر سے بچا کر خاموشی سے اپنا تقاضا پورا کر لیجئے۔

(۵۵)..... کھانے کے دوران اگر چھینک آئے تو اپنے منہ کو کھانے اور دوسروں کی طرف سے پیچھے یا دوسری جانب کر لیجئے، اور منہ پر ہاتھ یا کوئی رومال وغیرہ رکھ لیجئے، تاکہ منہ، ناک سے تھوک وغیرہ کسی چیز پر یا دوسرے شخص پر نہ پڑ جائے۔

(۵۶)..... بہت تیز گرم کھانا جس میں گرمی کی شدت ہو، اور جو برداشت نہ ہو سکے یا مضر ہو کھانے سے پرہیز کیجئے۔

البتہ کھانا زیادہ گرم نہ ہو اور اس کی شدت جاتی رہے، اور کچھ گرم ہو تو حرج نہیں۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھانا اس وقت تک کھانے کو مکروہ قرار دیا کرتے تھے جب تک

۱ وفيه جواز كل لذيذ الاطعمة والطيبات من الرزق، وان ذالك لا ينافي الزهد والمراقبة لاسيما اذا حصل اتفاقاً (نووی شرح مسلم، كتاب الطلاق، باب بيان ان تخبير امراته لا يكون طلاقاً الا بالنية)

کہ اُس کے دھویں کی شدت ختم نہیں ہو جاتی تھی (طبرانی) ۱

اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیز گرم (چیز) پینے کو مکروہ سمجھتے تھے (مسند احمد) ۲

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا جب ثرید والا گوشت پکاتیں تو اُس کو اتنی دیر کے لئے ڈھک کر رکھ دیا کرتی تھیں کہ اس کے دھویں کی شدت جاتی رہے، اور فرماتی تھیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ:

یہ (یعنی کھانے کی گرمی کی شدت کا ختم ہو جانا) زیادہ برکت کا باعث ہے (مسند احمد،

دارمی، ابن حبان، حاکم) ۳

۱ عَنْ جُوَيْرِيَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُؤْكَلَ الطَّعَامُ حَتَّى يَذْهَبَ فَوْزَةٌ ذُخَانِهِ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۷۲)

قال الهيثمي: رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَفِيهِ رَأْوٍ لَمْ يُسَمَّ، وَبِقِيَّةِ إِسْنَادِهِ حَسَنٌ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۷۸۸۳)

۲ عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: "نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكُمِيِّ، وَكَانَ يَكْرَهُ شُرْبَ الْحَمِيمِ، وَكَانَ إِذَا اكْتَحَلَ اكْتَحَلَ وَتَرَا، وَإِذَا اسْتَجَمَرَ اسْتَجَمَرَ وَتَرَا (مسند احمد، رقم الحديث ۱۷۲۶)

حدیث حسن صحیح، وقد رواه عن ابن لهيعة أبو عبد الرحمن عبد الله بن يزيد المقرئ كما سيأتي، وروايته عنه صالحه، وللحديث شواهد يتقوى بها (حاشية مسند احمد)

۳ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَسْمَاءَ ابْنَةِ أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا لَرَدَتْ غَطَّتْهُ شَيْئًا حَتَّى يَذْهَبَ فَوْزَةٌ ذُخَانِهِ وَقَوْلُ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْبِرْكَاتِ (الأحاديث والمثنائين لابن أبي عاصم، رقم الحديث ۳۱۴۰، ج ۵، ص ۴۵۳، الناشر: دار الراية - الرياض، واللفظ له؛ سنن الدارمی، رقم الحديث ۲۰۹۱؛ مسند احمد، رقم الحديث ۲۶۹۵۸؛ ابن حبان، رقم الحديث ۵۲۰۷، ذكر الاستحباب للمرء تغطية تريده قبل الأكل رجاء وجود البركة فيه، شعب الايمان، رقم الحديث ۵۵۱۳، مستدرک حاکم، رقم الحديث ۷۲۳)

حدیث حسن (حاشية مسند احمد، حواله بالا)

حدیث حسن، رجاله ثقات رجال الصحيح غير قرة بن عبد الرحمن، فهو من رواة أصحاب السنن (حاشية ابن حبان، حواله بالا)

قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط مسلم في الشواهد ولم يخرجاه وله شاهد مفسر من

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

کھانا اُس وقت تک نہ کھایا جائے، جب تک اُس کی (گرمی کی شدت سے اٹھنے

والی) بھاپ ختم نہ ہو جائے (شعب الایمان بیہقی) ۱

اس قسم کی اور بھی روایات ہیں۔ ۲

اگر کھانا ٹھنڈا ہو تو گرم کرنے میں حرج نہیں، جو چیز ٹھنڈی ہو کر بے مزہ ہو جائے جیسے چائے، کافی وغیرہ قدرے گرم پینے میں حرج نہیں، طبی لحاظ سے کھانا تازہ اور گرم کھانا مناسب ہے، لیکن ایسا زیادہ گرم بھی نہیں ہونا چاہئے، جس سے ہاتھ اور منہ جلنے لگیں، گرما گرم کھانے سے پیاس زیادہ لگتی ہے، اس کو بجھانے کے لئے زیادہ پانی پینا پڑتا ہے، جس سے ہضم خراب

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

حدیث محمد بن عبید اللہ العزرمی (حوالہ بالا)

وقال الذہبی: علی شرط مسلم (حوالہ بالا)

وقال القاری: (وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا أَتَيْتَ بِرَيْدٍ) : أَيْ مَثَلًا (أَمَرَتْ بِهِ فَعَطَى، حَتَّى تَذْهَبَ قُوْرَةُ دُخَانِهِ) : أَيْ غَلِيَانُ بُخَارِهِ، وَكَفْرَةُ حَوَارِيهِ. قَالَ الطَّبِيُّ: وَحَتَّى لَيْسَتْ بِمَعْنَى "كَيْ"، بَلْ لِمُطْلَقِ الْعَايَةِ (وَتَقُولُ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَقُولُ: هُوَ): أَيْ الدُّهَابُ الْمَذْكُورُ (أَعْظَمُ لِلْبَرَكَةِ) : أَيْ لِحُصُولِهَا، وَفِي نَسْخَةِ "أَعْظَمُ الْبَرَكَةِ" بِالإِضَافَةِ. قَالَ الطَّبِيُّ: أَيْ عَظِيمُ الْبَرَكَةِ. وَالْأَظْهَرُ أَنَّ الإِضَافَةَ بِمَعْنَى "الْأَم" "لِتَوَافُقِ الرُّوَايَاتَيْنِ (مرواة، كتاب الاطعمة، الفصل الثالث)

۱ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ " لَا يُؤْكَلُ طَعَامٌ حَتَّى يَذْهَبَ بُخَارُهُ (شعب

الایمان، رقم الحدیث ۵۵۱۳، اكل اللحم؛ سنن كبرى لليهقي، رقم الحدیث

(۱۳۶۳۱)

۲ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ خَلِيدٍ " أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ

الطَّعَامِ الْحَارِّ، حَتَّى يَبْرُدَ " وَهَذَا مُنْقَطِعٌ (شعب الایمان، رقم الحدیث ۵۵۱۵، اكل

اللحم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ابْرُدُوا بِالطَّعَامِ، فَإِنَّ الطَّعَامَ

الْحَارَّ غَيْرُ ذِي بَرَكَةٍ، لَمْ يَرَوْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذُنْبٍ إِلَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ، تَفَرَّدَ بِهِ

هَشَامٌ " (المعجم الاوسط، رقم الحدیث ۶۲۰۹)

قال الهیثمی: رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الأَوْسَطِ وَفِيهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْبُكَيْرِيُّ وَقَدْ ضَعَفَهُ أَبُو حَاتِمٍ (مجمع

الزوائد، تحت رقم الحدیث ۷۸۸۷)

ہو جاتا ہے، جو لوگ ہمیشہ گرم کھانا کھاتے ہیں ان کے معدے میں زخم (السر وغیرہ) ہو جاتے ہیں (دیہاتی معالج حصہ اول صفحہ ۴۱ بتیمیر و اضافہ)

(۵۷)..... طبی اعتبار سے بہت زیادہ تھکے اور سانس چڑھے ہوئے ہونے کی حالت میں کھانا نہیں کھانا چاہئے۔

تھکن کی حالت میں خون کا دوران اپنے معمول پر نہیں ہوتا، اس لئے تھکے ہوئے ہونے کی حالت میں قدرے آرام کر کے اور سانس لے کر کھانا چاہئے (تحقیقات علاج بالغذاء، افادات حکیم صابر ملتانی صاحب مرحوم بتیمیر)

(۵۸)..... ضرورت سے زیادہ تن کر اور جی بھر کر کھانا نہ کھائیے، بلکہ اتنی مقدار پر اکتفاء کیجئے کہ گنجائش اور طلب باقی رہ جائے، سانس لینے میں آسانی رہے، اور دوسرے وقت بھی کھانے کی طلب اور خواہش موجود رہے۔ ۱

خاص طور پر بیماری کی حالت میں زیادہ کھانا اور بیماروں اور مریضوں کو زیادہ کھانے پینے پر مجبور کرنا فائدہ مند نہیں ہوتا۔ ۲

حضرت مقدم بن معدی کرب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

آدمی کے پیٹ کا برتن بھرنے سے زیادہ شرکاء بھرا ہوا اور کوئی برتن نہیں۔

بنی آدم کے لئے اتنے چند لقمے کافی ہیں کہ جس سے اُس کی کمر سیدھی ہو جائے

(تا کہ وہ زندہ رہ سکے، اور عبادت کر سکے) اگر ضروری ہو تو (پیٹ کا) تہائی حصہ

کھانے کے لئے اور تہائی حصہ پینے کے لئے اور تہائی حصہ سانس کے لئے ہونا

۱۔ وینبغی لہ ان لا یسرف فی الاکل و علامتہ ان یرفع یدہ و هو یشتہیہ (المدخل لابن الحاج، فصل غسل الید عند الاکل)

۲۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُكْرَهُوا

مَرَضًاكُمْ عَلَى الطَّعَامِ، فَإِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يُطْعِمُهُمْ وَيَسْقِيهِمْ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۰۴۰، بَابُ مَا جَاءَ لَا

تُكْرَهُوا مَرَضًاكُمْ عَلَى الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ، وَاللَّفْظُ لَهُ؛ سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث

چاہئے (ترمذی) ۱

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی زیادہ کھانا چاہے تو اتنی مقدار پر اکتفاء کرنا چاہئے کہ پیٹ کا ایک حصہ کھانے کے لئے اور ایک حصہ پینے کے لئے رکھے، اور ایک حصہ سانس لینے کے لئے خالی چھوڑے۔ ۲

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ ارشاد سنا کہ دنیا میں سب سے

۱ عَنْ مُقَدَّمِ بْنِ مَعْدِي كَرَبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا مَلَأَ آدَمِيَّ وَعَاءٌ شَرًّا مِنْ بَطْنٍ. بِحَسَبِ ابْنِ آدَمَ أَكْلَاتٍ يَقْمَنُ ضَلْبُهُ، فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَهَ فَنَلْتُ لَطْعَامِهِ وَتَلْتُ لِشَرَابِهِ وَتَلْتُ لِنَفْسِيهِ (ترمذی، رقم الحدیث ۲۳۸۰، بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ كَثْرَةِ الْأَكْلِ، واللفظ له؛ مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۷۹۴۵؛ مسند الشاميين للطبرانی، رقم الحدیث ۱۹۳۶؛ شعب الايمان، رقم الحدیث ۵۲۶۱)

قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (حوالہ بالا)

وقال الحاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ (مستدرک حاکم، حوالہ بالا)

وقال الذهبي: صحيح (مستدرک حاکم، حوالہ بالا)

۲ مَا مَلَأَ آدَمِيَّ وَعَاءٌ شَرًّا مِنْ بَطْنٍ: صِفَةُ وَعَاءٍ بِحَسَبِ ابْنِ آدَمَ: مُتَبَدِّأً وَالْبَاءُ زَائِدَةٌ، وَقَوْلُهُ: أَكْلَاتٍ: بِضَمِّتَيْنِ خَبْرُهُ نَحْوُ قَوْلِهِ: بِحَسَبِكَ دِرْهَمٌ، وَالْأَكْلَةُ بِالضَّمِّ اللَّقْمَةُ. وَفِي رِوَايَةٍ: لَقِيَمَاتٍ بِالتَّضْمِيرِ لِلإِشَارَةِ إِلَى التَّحْقِيرِ، مَعَ الدَّلَالَةِ عَلَى التَّقْلِيلِ بِالتَّنْكِيرِ. يَقْمَنُ ضَلْبُهُ أَيْ: ظَهْرُهُ لِإِقَامَةِ الطَّاعَةِ وَقِيَامِ الْمَعِيشَةِ، وَإِسْنَادُ الْإِقَامَةِ إِلَى الْأَكْلَاتِ مَجَازِيَةٌ سَبَبِيَّةٌ، فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَهَ: يَفْتَحُ الْمِيمَ، وَيَضُمُّ أَيْ: لَا بُدَّ مِنَ الزِّيَادَةِ فَتَلْتُ: بِضَمِّهِمَا وَيُسْكُنُ اللَّامُ طَعَامًا: مُتَبَدِّأً وَخَبْرٌ أَيْ: تَلْتُ مِنْهُ لِلطَّعَامِ، وَكَذَا قَوْلُهُ: وَتَلْتُ شَرَابًا: وَاللَّامُ مَقْدَرَةٌ فِيهِمَا لِقَرِينَةِ قَوْلِهِ: وَتَلْتُ لِنَفْسِيهِ: بِحَرَكَتَيْنِ، وَالْمَعْنَى فَإِنْ كَانَ لَا يَكْتَفِي بِأَدْنَى قُوَّةِ الْبَيْتَةِ، وَلَا بُدَّ أَنْ يَمَلَأَ بَطْنَهُ، فَلْيَجْعَلْ تِلْكَ بَطْنِي لِلطَّعَامِ، وَتَلْتُهَ لِلسَّرَابِ، وَلْيَسْرُكْ تِلْكَ خَالِيًا بِخُرُوجِ النَّفْسِ، وَلَا يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ كَطَائِفَةِ الْفَلَنْدَرِيَّةِ حَيْثُ يَقُولُونَ بِمَلَأَ الْبَطْنَ مِنَ الطَّعَامِ وَالْمَاءِ يُحْضَلُ مَكَانَهُ وَلَوْ فِي الْمَسَامِ وَالنَّفْسِ إِنْ اشْتَهَى خَرَجَ وَإِلَّا فَلَا يَبْعُدُ تَمَامَ الْمَرَامِ، فَأَوْلَيْكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ قَالَ تَعَالَى: (ذَرَهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِيهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ) (الحجر: ۳) وَسَبَقَ: "إِنَّ الْمُؤْمِنِينَ يَأْكُلُونَ فِي مَعَى وَاحِدٍ وَالْكَافِرِينَ يَأْكُلُونَ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ". وَقَالَ الطَّبْرِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ أَيْ: الْحَقُّ الْوَاجِبُ أَنْ لَا يَتَجَاوَزَ عَمَّا يَقَامُ بِهِ ضَلْبُهُ لِيَتَقَوَّى بِهِ عَلَى طَاعَةِ اللَّهِ، فَإِنْ أَرَادَ الْبَيْتَةَ لِيَتَجَاوَزَ فَلَا يَتَجَاوَزُ عَنِ الْقِسْمِ الْمُدَّكُورِ، جَعَلَ الْبَطْنَ أَوْلًا وَعَاءً كَأَنَّ رُغِيَّةَ الْبَيْتِ تَخَذَتْ ظَرْفًا لِحَوَائِجِ الْبَيْتِ تَوْهِينًا لِشَانِهِ، ثُمَّ جَعَلَهُ شَرًّا الْأُرْعِيَّةَ لِأَنَّهَا اسْتَعْمَلَتْ فِي مَا هِيَ لَهُ، وَالْبَطْنَ خَلْقًا لِأَنَّهُ يُتَقَوَّمُ بِهِ الضَّلْبُ بِالطَّعَامِ وَامْتِلَاؤُهُ يُفْضِي إِلَى الْفَسَادِ فِي الدِّينِ وَالدُّنْيَا، فَيَكُونُ شَرًّا مِنْهَا (مرقاة، كتاب الرِّقَاقِ، الفصل الثَّانِي)

زیادہ تن کرکھانے والے قیامت کے دن سب سے زیادہ لمبی بھوک کا شکار ہوں گے (ابن ماجہ) ۱

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی حدیث مروی ہے۔ ۲
زیادہ کھانے سے سُستی اور نیند کی زیادتی پیدا ہوتی ہے، اور عمر کی برکت اور عبادت کی لذت ختم ہو جاتی ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی دنیوی اور دینی نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔
اس لئے زیادہ کھانے کی بُرائی بیان کی گئی۔ ۳

۱ عَنْ عَطِيَّةِ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ سَلْمَانَ، وَأُكْرَةَ عَلَى طَعَامٍ يَأْكُلُهُ، فَقَالَ: حَسْبِي، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ شِبَعًا فِي الدُّنْيَا، أَطْوَلُهُمْ جُوعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ (ابن ماجہ، رقم الحدیث ۳۳۵۱، بَابُ الْإِقْتِصَادِ فِي الْأَكْلِ، وَكَرَاهَةِ الشَّبَعِ)

۲ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَهْلَ الشَّبَعِ فِي الدُّنْيَا هُمْ أَهْلُ الْجُوعِ فِي الْآخِرَةِ عَذَا (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحدیث ۱۱۶۹۳)

قال المنذرى:

رواه الطبرانی باسناد حسن (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحدیث ۳۲۳۷، كتاب الطعام وغيره)

۳ (إن أكثر) بشاء مثلثة (الناس شبعاً في الدنيا أطولهم جوعاً يوم القيامة) لفظ رواية ابن ماجه فيما وقفت عليه في الآخرة بدل القيامة فليحذر فإن بعض الناس يعذب يوم القيامة بالجوع وبعضهم يؤذّن له في الأكل من أرض المحشر التي هي خبزة بيضاء ومقصود الحديث التفسير من الشبع لكونه مذموماً فإن من كثر أكله كثر شربه فكثير نومه فتلبذ ذهبه ففسد قلبه فكسل جسمه ومحقت بركة عمره ففتر عن عبادة الودود فطرده يوم القيامة عن مناهل الورد فإن لم يحفه لطف المعبود ورد النار ويئس الورد المورود وحكم عكسه عكس حكمه فمن اشتغل قلبه بما يصير إليه من الموت وما بعده منعه شدة الخوف وكثرة الفكر والإشفاق على نفسه من استيفاء شهوته فجاء يوم القيامة شبعان وفوائد الجوع العاجلة والآجلة المتكلفة بالرفعة في الدارين لا تحصى فإن أردت الوقوف عليها فعليكم بنحو الإحياء ولا يعارضه خبر أنهم أكلوا عند أبي الهيثم حتى شبعوا لأن المنهى عنه الشبع المثلث للمعدة المبطيء بصاحبه عن العبادة كما تقرر والقسطاس المستقيم ما قاله المصطفى صلى الله عليه وسلم فإن كان ولا بد فثلث لطعامه وثلث لشربه وثلث لنفسه (فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوى، تحت رقم الحدیث ۲۲۱۷)

اس کے علاوہ احادیث میں بہت زیادہ مقدار میں کھانا کھانے کو کافروں کی صفت اور مؤمن کی صفت کافر کے مقابلے میں کم کھانا بیان کی گئی ہے۔ ۱۔
اور اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں ہاضمے کی چیزیں (چورن، پھکی وغیرہ) استعمال کرنے کا رواج نہیں تھا، کیونکہ عام طور پر ہاضمے کی چیزیں استعمال کرنے کی نوبت زیادہ کھانے کے نتیجے میں پیش آتی ہے۔ ۲۔

۱۔ عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ، لَا يَأْكُلُ حَتَّى يُؤْتَى بِمَسْكِينٍ يَأْكُلُ مَعَهُ، فَأَذْخَلَتْ رَجُلًا يَأْكُلُ مَعَهُ فَأَكَلَ كَثِيرًا، فَقَالَ: يَا نَافِعُ، لَا تَدْخُلْ هَذَا عَلَيَّ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مَعَى وَاجِدٍ، وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءِ (بخاری، رقم الحديث ۵۳۹۳، باب: المؤمن يأكل في معى واحد فيه أبو هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَأْكُلُ أَكْثَلًا كَثِيرًا، فَاسْتَلَمَ، فَكَانَ يَأْكُلُ أَكْثَلًا قَلِيلًا، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِي مَعَى وَاجِدٍ، وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءِ (بخاری، رقم الحديث ۵۳۹۷، باب: المؤمن يأكل في معى واحد فيه أبو هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَافَهُ صَافَةً وَهُوَ كَافِرٌ، فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحَلَبَتْ، فَشَرِبَ حِلَابَهَا، ثُمَّ أُخْرِي فَشَرِبَهُ، ثُمَّ أُخْرِي فَشَرِبَهُ، حَتَّى شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِيَاهٍ، ثُمَّ إِنَّهُ أَصْبَحَ فَأَسْلَمَ، فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ، فَشَرِبَ حِلَابَهَا، ثُمَّ أَمَرَ بِأُخْرِي، فَلَمْ يَسْتَمِمْهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمُؤْمِنُ يَشْرَبُ فِي مَعَى وَاجِدٍ، وَالْكَافِرُ يَشْرَبُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءِ (مسلم، باب المؤمن يأكل في معى واحد، والكافر يأكل في سبعة أمعاء)

عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مَعَى وَاجِدٍ، وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءِ (ابن ماجه، رقم الحديث ۳۲۵۸، باب المؤمن يأكل في معى واحد، والكافر يأكل في سبعة أمعاء)

۲۔ عَنْ قَسَادَةَ، عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا عَلِمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ عَلَى سَكْرَةٍ قَطُّ، وَلَا خَيْرَ لَهُ مَرَّقٌ قَطُّ، وَلَا أَكَلَ عَلَى خِوَانٍ قَطُّ قَبْلَ لِقَاءَةِ: فَعَلَامَ كَانُوا يَأْكُلُونَ؟ قَالَ: عَلَى السُّفْرِ (بخاری، رقم الحديث ۵۳۸۶، باب الخبز المُرَقَّى والأكل على الخِوَانِ والسُّفْرَةِ، واللفظ له؛ ترمذی، رقم الحديث ۱۷۸۸؛ مسند احمد، رقم الحديث ۱۲۳۲۵)

قال ابن مكي وهي صحاح صغار يؤكل فيها ومنها الكبير والصغير فالكبيرة تحویل قدر است اواق وقيل ما بين ثلثي اوقية إلى اوقية قال ومعنى ذلك أن العجم كانت تستعمله في الكواميخ

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اہل علم حضرات نے فرمایا کہ اتنی مقدار کھانا کہ جس سے زندگی قائم رہے، اور نماز، روزے پر قدرت حاصل رہے، تو ضروری ہے۔

اور اتنی مقدار کھانا کہ جس سے نفلی عبادات کی ادائیگی اور معاش کو حاصل کرنے کی مشقت پر قدرت حاصل ہو، مستحب ہے؛ اور تہائی حصہ کھانا جائز ہے؛ اور اس سے زیادہ اتنی مقدار میں کھانا جس سے بدن بھاری ہو جائے، اور نیند کی کثرت اور زیادتی ہو جائے، اور اس سے بڑھ کر ضرر اور بیماری کا باعث بن جائے، یہ مکروہ اور مذموم ہے۔ ۱

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ پیٹ بھر کر کھانا چاہئے، جی بھر نہ کھانا چاہئے، کھانا کھاتے کھاتے جب ایسا مرحلہ آجائے کہ مزید کھانے نہ کھانے میں تذبذب پیدا ہو جائے اور کشمکش ہونے لگے، بس اس وقت کھانا چھوڑ دینا چاہئے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

وَالْحَوَارِشِ لَلتَّهْمَى وَالْهَضْمِ وَأَعْرَبَ الدَّوْدِيُّ فَقَالَ السُّكْرُجَةُ قَضَعَةَ مَدْهُونَةَ وَنَقَلَ ابْنَ قُرْقُولٍ عَنْ غَيْرِهِ أَنَّهَا قَضَعَةُ ذَاتِ قَوَائِمٍ مِنْ عَوْدٍ كَمَا تَذَعُ صَغِيرَةً وَالْأَوَّلُ أَوْلَى قَالَ شَيْخُنَا فِي شَرْحِ التَّرْمِذِيِّ تَرْخُؤُ الْأَكْلِ فِي السُّكْرُجَةِ إِمَّا لِكُونِهَا لَمْ تَكُنْ تُصْنَعُ عِنْدَهُمْ إِذْ ذَاكَ أَوْ اسْتِصْفَاءً لَهَا لِأَنَّ عَادَتَهُمْ الْإِجْتِمَاعُ عَلَى الْأَكْلِ أَوْلَّانَهَا كَمَا تَقَدَّمَ كَانَتْ تَعُدُّ لَوْضِعِ الْأَشْيَاءِ الَّتِي تُعِينُ عَلَى الْهَضْمِ وَلَمْ يَكُونُوا غَالِبًا يَشْبَهُونَ فَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ حَاجَةٌ بِالْهَضْمِ (فتح الباری لابن حجر، بَابُ الْخُبْزِ الْمُرَقَّقِ وَالْأَكْلِ عَلَى الْخَوَانِ وَالسُّفْرَةِ)

۱۔ تنبیہ: ذکروا أن مراتب الشبع تنحصر في سبعة: الأول ما تقوم به الحياة والثاني يزيد حتى يصوم ويصلى من قيام وهذان واجبان الثالث أن يزيد حتى يقدر على أداء النوافل الرابع أن يزيد حتى يقدر على التكسب وهذان مندوبان الخامس أن يملأ الثلث وهذا جائز السادس أن يزيد عليه وبه يشغل البدن ويكثر النوم وهذا مكروه السابع أن يزيد حتى يتضرر وهو البطنة المنهى عنها وهذا حرام. قال ابن حجر: ويمكن دخول الثالث في الرابع والأول في الثاني.

(خاتمة) قال العارف ابن عربي: أركان الطريق أربعة الصمت والجوع والعزلة والسهر وينشأ عن هذه الأربعة معرفة الله والنفوس والدنيا والشيطان فإذا اعتزل الإنسان عن الخلق وعن نفسه وصمت عن ذكره بذكر ربه وأعرض عن الغذاء الجسماني وسهر عند نوم النائم واجتمعت فيه هذه الخصال الأربعة تبدلت بشرية ملكية وعبودية سيادة وعقله حسا وغيبته شهادة وباطنه ظاهرا وإذا رحل عن موضع وترك بدله فيه حقيقة روحانية يجتمع إليها أهل ذلك الموطن فإن ظهر شوق من أناسي ذلك الموطن شديد لذلك الشخص تجسدت لهم تلك الحقيقة الروحانية التي تكسها بدله فكلمتهم وكلمته وهو غائب (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحديث ۲۲۱)

کم کھانے کے بہت سے دینی و دنیوی فوائد اور زیادہ کھانے کے بہت سے دینی اور دنیوی نقصانات ہیں، چنانچہ کم کھانے والے انسان کا جسم صحت مند، حافظہ قوی اور فہم تیز اور جسم ہلکا پھلکا رہتا ہے اور نیند بھی کم آتی ہے، جبکہ اس کے برعکس بسیار خوری اور زیادہ کھانے کا عادی انسان نہ صرف یہ کہ ان تمام خوبیوں اور صفات سے محروم رہتا ہے، ساتھ ہی کئی بیماریوں کا شکار بھی رہتا ہے۔ اے

۱۔ و يقلل الاكل، كذا في الغرائب (الفتاوى الهندية ج ۵ ص ۳۳۷، الباب الحادی عشر في الكراهة في الأكل وما يتصل به)

قال الفقيه ابواللیث وینبغی للرجل ان لا یكثر الاكل ولا یاكل فوق الشبع فان ذالك مذموم عند الله تعالى وعند الناس وهو یضر بالبدن وروی عن بعض الاطباء انه قیل له هل تجد الطب فی كتاب الله تعالى؟ قال نعم قد جمع الله تعالى الطب فی هذه الآیة وهی قوله تعالى كلوا واشربوا ولا تسرفوا یعنی ان الاسراف فی الاكل والشرب یتولد منه الامراض وقیل اذا كان الرجل قلیل الاكل كان اصح جسمًا واجود حفظًا وازکی فهمًا واول نومًا واخف نفسًا (المحیط البرهانی ج ۸ ص ۵۳ فی الكراهية فی الاكل) (كذا فی البحر الرائق كتاب الكراهية، فصل فی الاكل والشرب) وقد یكون الاسراف فی الاكل ان یاكل فوق الشبع حتى یؤدیبه الی الضرر فذالك محرم ایضًا (احكام القرآن للجصاص، سورة الاعراف تحت قوله تعالى كلوا واشربوا ولا تسرفوا) وهذا كله مستفاد من قوله تعالى "وكلوا واشربوا ولا تسرفوا" فإرشاد عباده الی ادخال ما یتقیم البدن من الطعام والشراب عوض ما تحلل منه وان یكون بقدر ما ینتفع به البدن فی الكمية والكيفية فمتی جاوز ذالك كان اسرافًا وكلاهما مانع من الصحة، جالب للمرض، اعنی عدم الاكل والشرب او الاسراف فیہ (الطب النبوی لابن القیم، فصل: فی هذیبه صلی الله علیه وسلم فی حفظ الصحة، الناشر: دار الكتاب العربی، بیروت، لبنان)

قوله تعالى: (وكلوا واشربوا ولا تسرفوا) قال ابن عباس: أحل الله فی هذه الآیة الأكل والشرب ما لم یكن سرفًا أو مخيلة فاما ما تدعو الحاجة الیه وهو ما سد الجوعة وسكن الظما فمندوب الیه عقلا وشرعا لما فیہ من حفظ النفس وحراسة الحواس ولذلك ورد الشرع بالنهی عن الوصال لأنه یضعف الجسد ویمیت النفس ویضعف عن العبادة وذلك یمنع منه الشرع ویدفعه العقل ولس لمن منع نفسه قدر الحاجة حظ من بر ولا نصیب من زهد لأن ما حرمها من فعل الطاعة بالعجز والضعف أكثر ثوابا واعظم أجرا وقد اختلف فی الزائد علی قدر الحاجة علی قولین: فقیل حرام وقیل مكروه قال ابن العربی: وهو الصحيح فإن قدر الشبع یختلف باختلاف البلدان والأزمان والأسنان والطعمان ثم قیل: فی قلة الأكل منافع كثيرة منها أن یكون الرجل اصح جسمًا واجود حفظًا وازکی فهمًا واول نومًا واخف نفسًا وفی كثرة الأكل كظ المعدة وبتن التخمة ویتولد منه الامراض المختلفة فیحتاج من العلاج أكثر مما یحتاج الیه القلیل الأكل وقال بعض الحكماء:

﴿بقية حاشية الگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

آج کل بسیار خوری اور زیادہ کھانے کے نتیجے میں طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں، جس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

(۵۹)..... جو غذا ابھی تک ہضم نہیں ہوئی وہ جسم پر بوجھ ہے، مزید غذا کھا کر اس بوجھ میں اضافہ نہیں کرنا چاہئے، جب تک پہلی غذا ہضم نہ ہو جائے اور جسم میں ہلکا پن نہ ہو جائے اس وقت تک دوسری غذا سے ہاتھ روکے رکھنا چاہئے، غذا اگر ہضم ہو جائے تو خون اور جسم کی عمدہ ضرورت بن جاتی ہے اور اگر ہضم نہ ہو تو خمیر بن کر تعفن و تیزابیت کی شکل اختیار کر کے زہر اور کئی بیماریوں کا باعث بن جاتی ہے (تحقیقات علاج بالغذاء صفحہ ۱۵۴، افادات حکیم صابر ملتانی صاحب مرحوم، ترجمہ و تشریح کلیات قانون لابن سینا، علامہ حکیم کبیر الدین صاحب مرحوم صفحہ ۱۶۱، ۱۶۲ بتحیر) ا

(۶۰)..... ایک غذا کے بعد دوسری غذا طبی لحاظ سے کم از کم چھ گھنٹے کے فاصلہ سے لینے

﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

اکبر الدواء تقدیر الغذاء وقد بین النبی صلی اللہ علیہ وسلم هذا المعنى بیانا شافیا یعنی عن کلام الأطباء فقال: (ما ملأ آدمی وعاء شرا من بطن بحسب ابن آدم لقیمة یقمن صلیه فان کان لا محالة ففلسط لطمعامه وثلت لشرابه وثلت لنفسه) اخبرجه الترمذی من حدیث المقدم بن معدی کرب قال علماؤنا :لو سمع بقراط هذه القسمة لعجب من هذه الحکمة ویدکر أن الرشید کان له طبیب نصرانی حاذق فقال لعلی بن الحسین :لیس فی کتابکم من علم الطب شیء والعلم علمان : علم الأبدان وعلم الأبدان فقال له علی :قد جمع الله الطب کله فی نصف آیه من کتابنا فقال له :وما هی؟ قال قوله عز وجل : (وکلوا واشربوا ولا تسرفوا) فقال النصرانی :ولا یؤثر عن رسولکم شیء من الطب فقال علی :جمع رسول الله صلی الله علیه وسلم الطب فی ألفاظ یسیره قال :ما هی؟ قال : (المعدة بیت الداء والحمة رأس کل دواء وأعط کل جسد ما عودته) فقال النصرانی :ما ترک کتابکم ولا نبیکم لجالینوس طباً (تفسیر القرطبی، سورة الاعراف، تحت آیت ۳۱)

۱۔ الامراض نوعان امراض مادیة تكون عن زیادة مادة افراط فی البدن حتی اضرت بافعالہ الطبیعیة وهی الامراض الاکثریة وسببها ادخال الطعام علی البدن قبل هضم الاول والزیادة فی القدر الذی یحتاج الیه البدن وتناول الاغذیة القلیلة النفع البطیئة الهضم والاکثار من الاغذیة المختلفة التراکیب المتنوعة فاذا ملأ الأدمی بطنه من هذه الاغذیة واعتاد ذالک اورثته امراضاً متنوعة منها بطیء الزوال او سریعته فاذا توسط فی الغذاء وتناول منه قدر الحاجة وکان معتدلاً فی کمیتته وکیفیتته کان انتفاع البدن به اکثر من انتفاعه بالغذاء الكثير (الطب النبوی لابن القیم، مقدمة، الناشر: دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان)

تکلیف و ایذاء کا باعث بن جاتی ہے، اور ٹوٹی ہوئی جگہ میں سے پانی و مشروب کے نیچے یا پینے والے کے اوپر گرنے کا بھی خطرہ ہوتا ہے، اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹوٹی ہوئی جگہ سے پینے سے منع فرمایا۔ ۱

پس کھانے پینے کی چیز پر پھونک نہ ماریے، اگر گرم ہو تو تھوڑا انتظار کر لیجئے، اور اگر اس میں کوئی تیکا وغیرہ ہو تو اُسے پھینک دیجئے یا نکال دیجئے، اسی طرح بلا ضرورت کھانے کو سونگھنے سے بھی پرہیز کیجئے۔ البتہ بعض حضرات نے ضرورت کے وقت بغیر آواز نکالے پھونک مارنے کی اجازت دی ہے۔ ۲

۱ (نہی عن الشرب) ألحق به الأكل (من ثلثة القدح) بضم المثلثة محل الكسر منه لأن الوسخ والقذى والزهومة يجتمع في الثلثة ولا يصل إليه الغسل ومن ثم جاء في رواية أنه مقعد الشيطان وأنه لا يماسك عليه الفم فرما نصب على الشارب (وأن ينفخ في الشراب) أى المشروب بنحو تنفسه فيه ثم يفصل القدح عن فيه ثم يتنفس فقد يسقط من ريقه فيه ما يقدره والنفخ في الطعام كهو في الشراب والنفخ أشد كراهة من التنفس فيه (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۹۳۹۹) ۲ ولا يشم الطعام فان ذالك عمل البهائم ولا ينفخ في الطعام والشراب لان ذالك سوء الادب (المحيط البرهانی ج ۵ ص ۳۵۲، كتاب الاستحسان والكراهية، الفصل الثاني عشر في الكراهية في الأكل، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان) لا يكره النفخ في الطعام إلا بما له صوت نحو أف وهو محمل النهی (ردالمحتار، ج ۶، ص ۳۳۰، كتاب الحظر والإباحة)

وفي النوادر قال فضل بن غانم سألت أبا يوسف - رحمه الله تعالى - عن النفخ في الطعام هل يكره؟ قال: لا إلا ما له صوت مثل "أف"، وهو تفسير النهی (الفتاوى الهندية، ج ۵، ص ۳۳۷، الباب الحادى عشر في الكراهة في الأكل وما يتصل به)

قال الخطابى: إنما نهى عن الشرب من ثلثة القدح، لأن الثلثة لا يماسك عليها شفة الشارب، فإذا شرب منها، تصبب الماء، وسال على وجهه وثوبه. روى عن أبى هريرة أنه كان يكره أن يشرب الرجل من كسر القدح، أو يتوضأ منه. والنهى عن التنفس فيه من أجل ما يخاف أن يبرز من ريقه، فيقع في الماء، وقد تكون النكهة من بعض من يشرب متغيرة، فتعلق الرائحة بالماء لرقته ولطفه، ثم إنه من فعل الدواب إذا كرعت في الأواني، جرعت، ثم تنفست فيها، ثم عادت فشربت، فيكون الأحسن فى الأدب أن يتنفس بعد إبانة الإناء عن فمه، والنفخ فيه يكون لأحد معينين، فإن كان من حرارة الشراب، فليصبر حتى يبرد، وإن كان من أجل قذى، فليمطه بإصبع، أو خلال، أو نحوه. قال الإمام: وإن تعذر، فليرق، كما جاء فى الحديث (شرح السنة للإمام البغوى، كتاب الاشرية، باب كراهية التنفس فى الإناء والنفخ فى الشراب، تحت رقم الرواية ۳۰۳۶، الناشر: المكتب الإسلامى - دمشق، بيروت)

(۶۳) برتن میں کھانے کا کوئی حصہ باقی رہ جائے تو اس کو انگلی سے چاٹ لیجئے، اور رقیق، تیلی چیز مثلاً شوربا وغیرہ ہو تو پی کر برتن صاف کر دیجئے، کیونکہ یہ بڑی فضیلت اور برکت کا باعث ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھا لیتے تھے، تو اپنی تینوں انگلیوں کو (جن سے کھانا کھاتے تھے) چاٹ لیتے تھے، اور فرماتے تھے کہ تم میں سے کسی کا (کھانے کے دوران) اگر لقمہ گر جائے، تو اس سے تکلیف دہ چیز (مٹی تنکے وغیرہ) کو صاف کر لے، اور اس کو کھا لے، اور اس کو شیطان کے لئے نہ چھوڑے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں برتن صاف کرنے کا حکم فرمایا، اور فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ تمہارے کھانے کے کون سے حصہ میں برکت ہے (صحیح مسلم) ۱۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھا لیتے تو اپنی انگلیوں کو چاٹتے، اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ برتن کو چاٹنے میں برکت ہے (معجم الاوسط لطرانی) ۲۔

۱۔ عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ أَصَابِعَهُ الْفَالَتِ، قَالَ: وَقَالَ: إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةٌ أَحَدِكُمْ فَلْيَبِطْ عَنْهَا الْأَذَى وَلْيَأْكُلْهَا، وَلَا يَدْعُهَا لِلشَّيْطَانِ، وَأَمَرْنَا أَنْ نَسَلَّتِ الْقَصْعَةَ، قَالَ: فَإِنَّكُمْ لَا تَذَرُونَ فِي أَيِّ طَعَامِكُمْ الْبَرَكَةَ (مسلم، كتاب الاشرية، باب استحباب لعق الأصابع والقصعة، واللفظ له، سنن الترمذی، رقم الحديث ۱۸۰۳؛ سنن ابی داؤد، رقم الحديث ۳۸۲۵، مسند احمد، رقم الحديث ۱۲۸۱۵)

قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير حماد بن سلمة، فمن رجال مسلم.

۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ أَصَابِعَهُ، وَقَالَ: إِنَّ لَعِقَ الصَّحْفَةِ بَرَكَةٌ (المعجم الاوسط للطنباني، رقم الحديث ۵۳۸۱، دار الحرمين، القاهرة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

پیالہ (پلیٹ وغیرہ) نہ اٹھائے، یہاں تک کہ اسے چاٹ لے، یا (کسی دوسرے کو) چٹو اڈے، کیونکہ کھانے کے آخری حصہ میں برکت ہوتی ہے (مسند احمد) ۱

حضرت نبی شہ الخیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

جس نے کسی پیالہ میں کھانا کھایا، پھر اس کو صاف کر دیا تو اس کے لئے وہ پیالہ (اپنی مخصوص زبان میں) استغفار (یعنی اللہ سے مغفرت کی دعا درخواست) کرتا ہے (ترمذی، مسند احمد) ۲

﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

قال الهيثمي: رواه الطبرانی في الأوسط وفيه عبد الله بن محمد بن عمارة الأنصاري وهو مستور، وبقية رجاله رجال الصحيح، وهو عند مسلم والترمذی من قوله " إذا أكل أحدكم فليلق أصابعه فإنه لا يدري في أيهن البركة " (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۷۹۳۹، ج ۵ ص ۲۸، باب لَعْفِ الصُّحْفَةِ وَالْأَصَابِعِ)

۱ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: ذَلِكَ سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " وَلَا يَرْفَعُ الصُّحْفَةَ حَتَّى يَلْعَقَهَا أَوْ يَلْعَقَهَا، فَإِنَّ آخِرَ الطَّعَامِ فِيهِ الْبَرَكَةُ " (مسند احمد، رقم الحديث ۲۶۷۲، مؤسسة الرسالة، بيروت، واللفظ له، صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۵۲۵۳)

إسناده صحيح على شرط مسلم، وهو موصول بالإسناد الأول (حاشية مسند احمد) حديث صحيح إسناده على شرط مسلم، رجاله رجال الشيخين غير أبي الزبير فمن رجال مسلم، وقد تابعه أبو سفيان طلحة بن نافع عند مسلم وغيره (حاشية ابن حبان، حواله بالا)

۲ حَدَّثَنِي جَدِّي أُمُّ عَاصِمٍ، وَكَانَتْ أُمُّ وَلَدٍ لِسِنَانِ بْنِ سَلَمَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا نُبَيْشَةُ الْخَبَرِ وَنَحْنُ نَأْكُلُ فِي قِصْعَةٍ، فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَكَلَ فِي قِصْعَةٍ ثُمَّ لِحْسَهَا اسْتَفْفَرَتْ لَهُ الْقِصْعَةُ (ترمذی، رقم الحديث ۱۸۰۴، كتاب الاطعمة، باب ما جاء في اللقمة تسقط، واللفظ له، ابن ماجه، رقم الحديث ۳۲۷۱، مسند احمد رقم الحديث ۲۰۷۲۴؛ سنن دارمی، رقم الحديث ۲۰۷۰)

قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْمُعَلَّى بْنِ رَاشِدٍ وَقَدْ رَوَى بِزَيْدُ بْنُ هَارُونَ، وَعَبْدُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَيْمَةِ، عَنِ الْمُعَلَّى بْنِ رَاشِدٍ هَذَا الْحَدِيثُ.

اس حدیث کو بعض نے ام عاصم کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے، حالانکہ علامہ ابن حجر نے ام عاصم کو مقبول قرار دیا ہے۔

أم عاصم أم ولد سنان بن سلمة بن المحبق مقبولة من الثالثات ق (تقريب التهذيب، ج ۱ ص ۷۷، باب الكنى من النساء)

اس لئے برکت و فضیلت حاصل کرنے کے لئے کھانے پینے کے برتنوں کو صاف کرنے کا اہتمام کیجئے۔ ۱

(۶۳)..... سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے پرہیز کیجئے، کیونکہ احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے منع فرمایا، اور فرمایا کہ سونے چاندی کے برتن دنیا میں کافروں کے لئے ہیں، اور آخرت (وجنت) میں تمہارے (یعنی مؤمنوں کے) لئے ہیں (بخاری) ۲

۱۔ ما المراد باستغفار القصعة؟ يحتمل ان الله تعالى يخلق فيها تميزا او نطقا فطلب به المغفرة وقد ورد في بعض الآثار انها تقول اجرک الله كما اجرني من الشيطان ولا مانع من الحقيقة ويحتمل ان يكون ذالك مجازا اكنى به (عمدة القارى ج ۱۳ ص ۳۵۳ كتاب الاطعمة) (من اكل من قصعة، بفتح القاف أى من اكل طعاما من آنية قصعة أو غيرها (ثم لحسها) تواضعا واستكانة وتعظيما لما أنعم الله به عليه وصيانة لها عن الشيطان (استغفرت له القصعة) لأنه إذا فرغ من طعامه لحسها الشيطان فإذا لحسها الإنسان فقد خلصها من لحسها فاستغفرت له شكرا بما فعل ولا مانع شرعا ولا عقلا من أن يخلق الله فى الجماد تمييزا ونطقا أو ذلك كناية عن حصول المغفرة له ابتداء لأنه لما كان حصول المغفرة بواسطة لحسها جعلت كأنها طلبت له المغفرة وقال القاضى: معناه أن من اكل فيها ولحسها تواضعا واستكانة وتعظيما لما أنعم الله عليه من رزق وصيانة عن التلف غفر له ولما كانت المغفرة بسبب لحس القصعة جعلت كأنها تستغفر له وتطلب المغفرة لأجله لا يقال التسمية عند الأكل دافعة للشيطان فلا حاجة إلى لحسها لدفعه لأننا نقول هو إذا سمى على أكله ثم رفض ما بقى ذهب سلطان التسمية وحراسته فإذا استقصى لحسها شكرت له فسألت ربها المغفرة وهى الستر لذنوبه حيث سترها قال زين الحفاظ: وإذا سلت الطعام بأصبعه كان لاحسا للقصعة بواسطة الأصبع خلافا لما زعمه ابن العربى من أن اللحن إنما يكون بلسانه قال فى المطامح: وشرب الماء الذى يغسل به القصعة لم يثبت عن النبى صلى الله عليه وسلم وأما ما يفعله أجلاف المریدین من بيعه والنداء عليه فبدعة وضلالة (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۸۵۱۹، حرف الميم)

۲۔ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: كَانَ حُدَيْفَةُ، بِالْمَدَائِنِ، فَاسْتَسْقَى، فَاتَاهُ دَهْقَانٌ بَقَدَحٍ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهِ، فَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَرْمِهِ إِلَّا أَنِّي نَهَيْتُهُ فَلَمْ يَنْتَهُ، "وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنِ الْحَرِيرِ وَالذَّبْيَاجِ، وَالشَّرْبِ فِي آيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَقَالَ: هُنَّ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَهِيَ لَكُمْ فِي الآخِرَةِ (بخاری، رقم الحديث ۵۶۳۲، باب الشرب فى آنية الذهب)

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چاندی کے برتنوں میں پیتا ہے، تو وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ داخل کرتا ہے (یعنی اُس کو اس گناہ کے نتیجے میں جہنم کا عذاب دیا جائے گا) (بخاری) ۱

اس قسم کی احادیث کے پیش نظر سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا گناہ ہے، خواہ مرد کھائے، پئے یا عورت۔ ۲

(۶۴)..... کھانا دوسروں کے ساتھ مل کر کھانے کی کوشش کیجئے، کیونکہ اس میں بہت فضیلت اور خیر و برکت ہے، تہا اور سب سے الگ تھلگ ہو کر کھانے سے حتی الامکان پرہیز کیجئے۔

حضرت جابر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ کھانا وہ ہے کہ جس میں زیادہ ہاتھ شامل ہوں (یعنی زیادہ لوگ اکٹھے ہو کر اور ساتھ مل کر کھائیں) (مسند ابی یعلیٰ) ۳

۱ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الَّذِي يَشْرَبُ فِي إِنَاءِ الْفِضَّةِ إِنَّمَا يُجْرَجُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ (بخاری، رقم الحدیث ۵۶۳۴، باب آئیة الفضة)

۲ قَالَ النَّوَوِيُّ أَجْمَعُوا عَلَى تَحْرِيمِ الْأَكْلِ وَالشَّرْبِ فِي إِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ عَلَى الرَّجُلِ وَالْمَرْءِ وَلَمْ يَخَالَفَ فِي ذَلِكَ أَحَدٌ الْخ (مرقاۃ شرح مشکاۃ ج ۸ ص ۲۲۰، کتاب الاطعمۃ، باب الاشریۃ)

۳ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَحَبَّ الطَّعَامِ إِلَيَّ اللَّهُ مَا كَثُرَتْ عَلَيْهِ الْأَيْدِي (مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ۲۰۴۵، واللفظ له؛ المعجم الاوسط، رقم الحدیث ۷۳۱)

قال الهیثمی:

رواه أبو یعلیٰ، والطبرانی فی الأوسط، وفیه عبد المجید بن ابی رواد، وهو ثقة وفیه ضعف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۷۸۹۳، باب الاجتماع علی الطعام) عن أبی هریرة، قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: أحب الطعام إلی الله ما

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت وحشی بن حرب حبشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم کھانا کھاتے ہیں اور ہمارا پیٹ نہیں بھرتا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاید تم الگ الگ ہو کر کھاتے ہو؟

صحابہ کرام نے عرض کیا کہ بے شک؛ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنا کھانا اجتماعی طور پر کھایا کرو، اور اس پر اللہ کا نام لیا کرو (اس کی وجہ سے) تمہارے کھانے میں برکت عطا کی جائے گی (ابوداؤد) ۱۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو (آدمیوں) کا کھانا تین کو کافی ہوتا ہے، اور تین (آدمیوں) کا کھانا چار کو کافی ہوتا ہے (بخاری) ۲۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

کثرت علیہ الأیدی (اخبار اصبهان، رقم الحدیث ۱۰۲۰، الناشر: دار الکتب العلمیة

-بیروت)

حدیث (کان أحب الطعام غلیہ ما کان علی ضفف ای کثرت علیہ الأیدی) أبو یعلی والطبرانی فی الأوسط وابن عدی فی الكامل من حدیث جابر بسند حسن (أحب الطعام إلی اللہ ما کثرت علیہ الأیدی) (المغنی عن حمل الأسفار، لأبی الفضل العراقي، باب بیان أخلاقه وآدابه فی الطعام) ۱۔ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي وَحْشِيُّ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَأْكُلُ وَلَا نَشْبَعُ، قَالَ: فَلَمَلَّكُمْ تَفْتَرُونَ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَاجْتَمِعُوا عَلَى طَعَامِكُمْ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ يُبَارِكْ لَكُمْ فِيهِ (ابوداؤد، رقم الحدیث ۳۷۶۲، بَابُ فِي الْاجْتِمَاعِ عَلَى الطَّعَامِ، وَاللَّفْظُ لَهُ؛ مسند احمد، رقم الحدیث ۱۶۰۷۸)

وفی حاشیة مسند احمد: حسن بشواهدہ.

۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ، وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْارْبَعَةِ (بخاری، رقم الحدیث ۵۳۹۲، باب: طعام الواحد يكفي الاثنتين)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک (فرد) کا کھانا دو کو کافی ہوتا ہے، اور دو کا کھانا چار کو کافی ہوتا ہے، اور چار کا کھانا آٹھ کو کافی ہوتا ہے (صحیح مسلم) ۱۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صبح کے یا شام کے کھانے میں روٹی اور سالن کئی لوگوں کی موجودگی میں لایا جاتا تھا (اور وہ سب حضرات اجتماعی طور پر مل کر تناول فرماتے تھے) (مسند احمد) ۲

جن گھرانوں میں ہر ایک فرد الگ الگ کھانا کھاتا ہے اور وہاں اجتماعی کھانے کا اہتمام نہیں ہوتا، وہاں برکت اور بہت سی خیر کی چیزوں سے محرومی رہتی ہے، ساتھ مل کر کھانے میں بھی بہتر ہے کہ سب لوگ یا ایک سے زیادہ افراد ایک ہی برتن میں کھائیں، اس میں زیادہ خیر و برکت ہوتی ہے۔ ۳

(۶۵)..... دنیا داروں کے مقابلہ میں غریبوں اور دینداروں کے ساتھ بیٹھ کر کھانے کو ترجیح دیجئے۔ ۴

۱۔ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: طَعَامُ الْوَّاحِدِ يَكْفِي الْإِثْنَيْنِ، وَطَعَامُ الْإِثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ، وَطَعَامُ الْأَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ (مسلم، باب فضيلة المواساة في الطعام القليل، وأن طعام الاثنین يكفي الثلاثة ونحو ذلك)

۲۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ " : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا يَجْتَمِعُ لَهُ غَدَاءٌ، وَلَا عِشَاءً مِنْ حُبْرٍ وَلَحْمٍ، إِلَّا عَلَى صَفْفٍ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۳۸۵۹)

إسناده صحيح على شرط مسلم (حاشية مسند احمد)

قال الهيثمي: رواه أحمد، وأبو يعلى، ورجالهما رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۷۸۹۲)

۳۔ وفي رواية الطبراني عن ابن عمر رضي الله عنهما بلفظ طعام الاثنین يكفي الاربعة وطعام الاربعة يكفي الثمانية فاجتمعوا عليه ولا تفرقوا فهذا الحديث يبين ان البركة في الاكل مع الجماعة (مرواة شرح مشكاة ج ۸ ص ۲۸، كتاب الاطعمة)

۴۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: أَحْبَبُوا الْمَسَاكِينَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ فِي دُعَائِهِ: اللَّهُمَّ أَحْبِبْنِي مَسْكِينًا، وَأُمَّتِي مَسْكِينًا، وَأَحْسِرْنِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ (ابن ماجه، رقم الحديث ۴۱۲۶، باب مُجَالَسَةِ الْفُقَرَاءِ)

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۶۶)..... دوسرے لوگوں کے ساتھ کھانا کھاتے وقت بے صبری سے بچئے، اگر دوسرے کو کھانے پینے یا برتن کی ضرورت ہو تو اس کی ضرورت کا پہلے خیال کیجئے۔

(۶۷)..... اگر کھانے کے دوران دوسرا شخص آجائے تو اسے بھی کھانے میں شرکت کی دعوت دے دینی چاہئے۔ ۱

﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا، وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيًّا. هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ (ترمذی، رقم الحدیث ۲۳۹۵، بَابُ مَا جَاءَ فِي صُحْبَةِ الْمُؤْمِنِ، وَاللَّفْظُ لَهُ؛ ابوداؤد، رقم الحدیث ۴۸۳۲؛ مسند احمد، رقم الحدیث ۱۱۳۳۷)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَالِيمَةِ، يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيَتْرَكَ الْفُقَرَاءُ، وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بخاری، رقم الحدیث ۵۱۷۷، بَابُ مَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ، وَاللَّفْظُ لَهُ؛ ابوداؤد، رقم الحدیث ۳۷۷۲؛ ابن ماجہ، رقم الحدیث ۱۹۱۳)

عَنْ أَنَسٍ، أَوْ غَيْرِهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَأْذَنَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَقَالَ: "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ"، فَقَالَ سَعْدٌ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، وَلَمْ يُسْمِعِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى سَلَّمَ ثَلَاثًا، وَرَدَّ عَلَيْهِ سَعْدٌ ثَلَاثًا، وَلَمْ يُسْمِعْهُ فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاتَّبَعَهُ سَعْدٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، يَا أَبَى أَنْتَ وَأُمِّي، مَا سَأَلْتُمْ تَسْلِيمَةَ إِلَّا هِيَ بِأَذْنِي، وَلَقَدْ رَدَدْتُ عَلَيْكَ وَلَمْ أُسْمِعْكَ، أَحْبَبْتُ أَنْ اسْتَكْبِرَ مِنْ سَلَامِكَ، وَمِنَ الْبُرْكََةِ، ثُمَّ أَدْخَلَهُ الْبَيْتَ فَقَرَّبَ لَهُ زَبِيًّا، فَأَكَلَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: "أَكَلْتُ طَعَامَكُمْ الْأَبْرَارِ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمْ الْمَلَائِكَةُ، وَأَفْطَرَ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ" (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۲۳۰۶)

فی حاشیہ مسند احمد: إسنادہ صحیح علی شرط الشیخین.

۱ عن أنس بن مالك - رجل من بني عبد الأشهل - قال: أتيت النبي صلى الله عليه وسلم وهو يتغدى فقال: ادن فكل فقلت: إني صائم، فإني لهف نفسي هلا كنت طعمت من طعام رسول الله صلى الله عليه وسلم (ابن ماجه، رقم الحدیث ۳۲۹۹، بَابُ عَرْضِ الطَّعَامِ)

قَوْلُهُ (وَهُوَ يَأْكُلُ الدَّجَاجَةَ) أَي لَحْمَهَا (فَقَالَ اذْنُ) أَمْرٌ مِنْ ذَنَّا يَدْنُو ذُنُوبًا وَذَنَاوَةٌ أَي قُرْبٌ (فَكُلْ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُهُ) فِي الْحَدِيثِ دُخُولُ الْمَرْءِ عَلَى صَدِيقِهِ فِي حَالِ أَكْلِهِ وَاسْتِئْذَانُ صَاحِبِ الطَّعَامِ الدَّاخِلِ وَعَرْضُهُ الطَّعَامَ عَلَيْهِ وَلَوْ كَانَ قَلِيلًا لِأَنَّ الْجَمَاعَةَ عَلَى الطَّعَامِ سَبَبٌ لِلْبُرْكََةِ فِيهِ كَمَا تَقَدَّمَ وَفِيهِ إِبَاحَةٌ لَحْمِ الدَّجَاجِ وَمَلَاذُ الْأَطْعِمَةِ (تحفة الاحوذی، بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الدَّجَاجِ)

(۶۸)..... اگر کوئی آپ کو کھانے کے لئے بلائے اور آپ کو اس وقت کھانے کی ضرورت و خواہش نہ ہو تو اس کے لئے برکت کی دعا کر دیجئے مثلاً یہ کہہ دیجئے کہ ”بَارَكَ اللهُ“ (فتاویٰ

محمودیہ، باب الضیافات والہدایا ج ۱۸ ص ۳۹ بتصریح) ۱

(۶۹)..... پیٹ بھر کھانا کھاتے ہی سو جانا طبی اعتبار سے صحت کے لئے مضر اور نقصان دہ سمجھا گیا ہے۔

اور طبی لحاظ سے کھانا کھاتے ہی فوراً کوئی کام خصوصاً محنت کا اور تیز ورزش اور دماغی کام نیز مباشرت نہیں کرنا چاہئے، اور غذا کے بعد بدن کو ہلکی پھلکی حرکت دینی چاہئے مثلاً کچھ چہل قدمی کر لی جائے (ترجمہ و تشریح کلیات، قانون لابن سینا، از علامہ حکیم کبیر الدین صاحب مرحوم حصہ اول

۱ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ، فَلْيَجِبْ، فَإِنْ شَاءَ طَعِمَ، وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ (مسلم، کتاب النکاح، بابُ الْأَمْرِ بِإِجَابَةِ الدَّاعِي إِلَى دَعْوَةٍ)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ فَلْيَجِبْ، فَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَأْكُلْ، وَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَاتِ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۰۵۶۳، واللفظ له؛ سنن كبرى نسائي، رقم الحديث ۱۰۰۵۹)

قال الهيثمي: رواه الطبرانی في الكبير، ورجاله ثقات (معجم الزوائد، باب الدعوة في الوليمة والإجابة)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " مَنْ دُعِيَ فَلْيَجِبْ، فَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا أَكَلْ، وَإِنْ كَانَ صَائِمًا، فَلْيُصَلِّ وَلْيَدْعُ لَهُمْ (مسند احمد، رقم الحديث ۷۷۳۹)

فی حاشیہ مسند احمد: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔

عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا دُعِيْتُمْ إِلَى كَرَامٍ، فَأَجِيبُوا، قَالَ نَافِعٌ: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا دُعِيَ أَجَابَ، فَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا أَكَلْ، وَإِنْ كَانَ صَائِمًا دَعَا لَهُمْ وَتَرَكَ، ثُمَّ أَنْصَرَكَ (مستخرج ابی عوانة، رقم الرواية ۴۲۰۹، بابُ ذِكْرِ الْخَيْرِ الْمَوْجِبِ إِتْيَانِ الْوَلِيمَةِ إِذَا دُعِيَ إِلَيْهَا وَإِجَابَةِ إِلَيْهَا وَلَوْ كَرَاهَا) قَالَ الْإِمَامُ: مَنْ كَانَ لَهُ عُذْرٌ، أَوْ كَانَ الطَّرِيقَ بَعِيدًا تَلَحُّقَهُ الْمَشَقَّةُ، فَلَا بَأْسَ أَنْ يَتَخَلَّفَ، رَوَى عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: دُعِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِلَى طَعَامٍ وَهُوَ يُعَالِجُ أَمْرَ السَّقَايَةِ، فَقَالَ لِلْقَوْمِ: أَجِيبُوا أَحَاكُمُ، وَاقْرَأُوا عَلَيْهِ السَّلَامَ، وَأَخْبِرُوهُ أَنِّي مَشْغُولٌ (شرح السنة للبهوي، باب الإجابة إلى الوليمة إذا دُعِيَ إِلَيْهَا)

ص ۱۶۴ تا ۱۷۱ء، حاشیہ ہشتی زیور حصہ نمبر صفحہ ۷، دیہاتی معالج حصہ اول صفحہ ۴۲، کتاب الصحیح صفحہ ۱۳۰، حکیم اقبال احمد قرشی صاحب بتعیر) ۱

(۷۰)..... طبعی اعتبار سے رات کو سونے سے پہلے کھانا خواہ تھوڑا بہت ہی ہو کھا لینا چاہئے، اور بھوک کی حالت میں کھائے بغیر نہیں سونا چاہئے۔ ۲

(۷۱)..... بھوک لگی ہوئی ہونے کی حالت میں رات و دن میں کسی بھی وقت سونا طبعی اعتبار

۱ وَرَوَى أَبُو نُعَيْمٍ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ (نَهَى عَنِ النَّوْمِ عَلَى الْأَكْلِ) وَكَذَا قَالَ الْأَطِبَاءُ : حَفِظْ الصَّحَّةَ الْحَرَكََةَ بِاعْتِدَالٍ لَا السُّكُونُ الدَّائِمُ ، وَكَذَا النَّوْمُ الْكَثِيرُ وَإِنْ كَانَ يُسْرَعُ الْهَضْمُ ، وَكَذَا الْحَرَكََةُ الْعَنِيفَةُ بَعْدَ الطَّعَامِ ، وَإِنْ أَسْرَعَ الْهَضْمُ فَإِنَّهُ جَالِبٌ لِبُصُوفِ الْأَمْرَاضِ (الآداب الشرعية لمحمد بن مفلح المقدسي، فضل في العلاج وحفظ الصحة بدفع كل شيء بضده)

وَذَكَرَ أَبُو نُعَيْمٍ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَنْهَى عَنِ النَّوْمِ عَلَى الْأَكْلِ وَيَذَكُرُ أَنَّهُ يُقْسِي الْقَلْبَ وَلِهَذَا فِي وَصَايَا الْأَطِبَاءِ لِمَنْ أَرَادَ حِفْظَ الصَّحَّةِ أَنْ يَمْشِيَ بَعْدَ الْعِشَاءِ سُخْرَاتٍ وَلَوْ مِائَةَ خُطْوَةٍ وَلَا يَنَامُ عَقِبَهُ فَإِنَّهُ مُضِرٌّ جَدًّا وَقَالَ مُسْلِمُوهُمْ أَوْ يُصَلِّيَ عَقِبَهُ لِيَسْتَقِرَّ الْعِدَاءُ بِقَعْرِ الْمَعِدَةِ فَيَسْهَلُ هَضْمُهُ وَيَجُودَ بِذَلِكَ (زاد المعاد، ج ۴، ص ۲۰۲، عدم النوم على الاكل)

۲ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَعَشُّوا وَلَوْ بِكُفٍّ مِنْ حَشْفٍ، فَإِنْ تَرَكَ الْعِشَاءَ مَهْرَمَةً: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَعَبْسَةَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَلَاقٍ مَجْهُولٌ (ترمذی، رقم الحديث ۱۸۵۶، باب ما جاء في فضل العشاء؛ مسند ابی یعلیٰ، رقم الحديث ۴۳۵۳)

عن انس بن مالک -رضی اللہ عنہ- أن النبی -صلی اللہ علیہ وسلم- قال: "تعشوا ولو بكف من حشف فإن ترک العشاء مهرة وفي رواية مفسدة والحشف التمر الرديء وعن جابر -رضی اللہ عنہ- أن النبی -صلی اللہ علیہ وسلم- قال: "لا تدعوا العشاء ولو بكف من تمر فإن تركه مهرة. وتناول العشاء ضروري من الناحية الطبية. ففي تجارب أجريت على البشر تبين أن التقلصات المعدية تبدو مزعجة أثناء النوم عندما تكون المعدة خاوية، وتزداد الأحلام المزعجة، وتقلبات النائم وحرکاته في فراشه مما يدل على عدم حصوله على الراحة والإطمئنان التي هي مرجوة من النوم. وإذا كان الحديث النبوی منبهاً إلى أهمية تناول العشاء، لكنه يعتبر أيضاً دعوة واضحة إلى عدم الإكثار من الطعام عند العشاء وإتخام البطن به، فالعشاء الثقيل مضر جداً لقبيل النوم.

يقول ابن قيم الجوزية: "إن من وصايا الأطباء لمن أراد حفظه الصحة أن يمشي بعد الطعام وله مائة خطوة وألا ينام عقبه فإنه مضر جداً، وقال مسلموهم: أو يصلي بعده." وذكر أنه نفسى القلب رواه ابو نعيم. وينصح الأطباء اليوم بعدم النوم قبل مضي ساعتين على العشاء (روائع الطب الإسلامی، للعلامة الدكتور الطيب محمد نزار الدقر، ج ۱، ص ۲۰)

سے صحت کے لئے مضر ہے (بہشتی زیور حصہ نمبر صفحہ ۷)

(۷۲)..... طبی لحاظ سے رات کا کھانا سونے سے کم از کم دو گھنٹے پہلے کھالینا مناسب ہے، اگر رات کو دودھ پینے کی عادت ہو تو سونے سے آدھ گھنٹہ پہلے پیا جائے اور رات کا کھانا کھاتے وقت دودھ پینے کی گنجائش کا خیال رکھا جائے۔

آج کل شہری زندگی میں بہت سے لوگ رات کو تاخیر سے کھانا کھانے اور کھاتے ہی فوراً لیٹ جانے یا سو جانے کے عادی ہو گئے ہیں، جو صحت کے لئے نقصان دہ ہے (بہشتی زیور حصہ نمبر صفحہ ۷، دیہاتی معالج حصہ اول ص ۴۲، کتاب الصحت صفحہ ۱۲۶ بتیمیر)

اور اسی وجہ سے رات کے کھانے کے بعد کچھ چہل قدمی کر لینا یا نماز پڑھ لینا صحت کے لئے مفید قرار دیا گیا ہے (کتاب الصحت للقرشی صفحہ ۱۲۶، باضافہ) ۱۔

(۷۳)..... منہ سے کوئی چیز نکال کر دوبارہ کھانے کے برتن میں لوٹانا ناپسندیدہ حرکت ہے، اس سے بچنا چاہئے۔

(۷۴)..... اگر کھانے میں مکھی گر جائے تو اس کو غوطہ دے کر دونوں پروں کو کھانے میں ڈبو دیجئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے (کھانے پینے کے) برتن میں مکھی گر جائے، تو اس مکھی کو پورا ڈبو دو (پھر اس مکھی کو کھانے پینے کی چیز سے نکال کر پھینک دو) کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے، اور دوسرے میں شفاء ہے، اور یہ اپنا وہی پر ڈالتی ہے، جس میں بیماری ہوتی ہے، پس اسے پورا

۱۔ وَذَكَرَ أَبُو نُعَيْمٍ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَنْهَى عَنِ النَّوْمِ عَلَى الْأَكْلِ وَيَذَكُرُ أَنَّهُ يُفْسِي الْقَلْبَ وَلِهَذَا فِي وَصَايَا الْأَطْبَاءِ لِمَنْ أَرَادَ حِفْظَ الصَّحَّةِ أَنْ يَمْشِيَ بَعْدَ الْعِشَاءِ خَطَوَاتٍ وَلَوْ مِائَةَ خَطْوَةٍ وَلَا يَنَامُ عَقِبَهُ فَإِنَّهُ مُضِرٌّ جَدًّا وَقَالَ مُسْلِمُوهُمْ أَوْ يُصَلِّيَ عَقِبَهُ لِيَسْتَقِرَّ الْعِذَاءُ بِقَعْرِ الْمِعْدَةِ فَيَسْهَلُ هَضْمُهُ وَيَجُودَ بِذَلِكَ (زاد المعاد، ج ۴، ص ۲۰۲، عدم النوم على

(الاکل)

ڈبودینا چاہئے (ابوداؤد) ۱

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکھی کے ایک پر میں زہر ہے، اور دوسرے میں شفاء ہے، پس جب وہ کھانے (پینے کی چیز) میں گر جائے، تو اس کو اس کھانے (پینے کی چیز) میں پورا ڈبودو، کیونکہ وہ زہر والے پر کو ڈالتی ہے، اور شفاء

والے پر کو بچا کر رکھتی ہے (ابن ماجہ) ۲

دوسرا پر ڈبونے کے بعد مکھی کو نکال کر باہر پھینک دیجئے اور کھانا خود طبیعت چاہے تو کھا لیجئے ورنہ کسی ضرورت مند کو دے دیجئے۔

(۷۵)..... کھانا اپنے سامنے اور ایک طرف سے کھانے کا اہتمام کیجئے، کیونکہ اس طرح کھانے میں خیر و برکت ہوتی ہے۔

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اللہ کا نام لیجئے، اپنے دائیں ہاتھ سے کھائیے اور اپنے سامنے سے کھائیئے (بخاری) ۳

۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِذَا وَقَعَ الذَّبَابُ فِي إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ فَأَمَقَلُوهُ فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءٌ وَفِي الْآخَرِ شِفَاءٌ وَإِنَّهُ يَتَّقِي بِجَنَاحِهِ الَّذِي فِيهِ الدَّاءُ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ (ابوداؤد، رقم الحديث ۳۸۴۳، كتاب الاطعمة، باب في الذباب يقع في الطعام، واللفظ له؛ بخاری، رقم الحديث ۵۷۸۲)

۲۔ عن سعيد بن خالد، عن أبي سلمة قال: حدثني أبو سعيد، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: في أحد جناحي الذباب سم، وفي الآخر شفاء، فإذا وقع في الطعام، فامقلوه فيه، فإنه يقدم السم، ويؤخر الشفاء (ابن ماجة، رقم الحديث ۳۵۰۳، كتاب الطب، باب يقع الذباب في الإناء، واللفظ له، مسند احمد رقم الحديث ۱۱۶۴۳)

فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح لغيره، وهذا إسناد حسن.

۳۔ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ، يَقُولُ كُنْتُ غُلَامًا فِي حَجْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الصُّحُفَةِ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا غُلَامُ، سَمَّ اللَّهُ، وَكُلَّ بَيْبِئِيكَ، وَكُلَّ مِمَّا يَلِيكَ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طَعْمَتِي بَعْدُ (بخاری، باب التسمية على الطعام والأكل باليمين وباب الأكل مما يليه؛ مسلم، باب آداب الطعام)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھاتے تھے، تو اپنے سامنے سے کھاتے تھے

(اخلاق النبی لاصیہانی) ۱

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برکت کھانے کے درمیان والے حصے میں نازل

ہوتی ہے، تو تم اُس کے کناروں (والے حصوں) سے کھاؤ، اور تم اُس کے

درمیان (والے حصے) سے نہ کھاؤ (ترمذی) ۲

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

تم اللہ کا نام لے کر کھاؤ، اور کھانے کے اطراف اور کناروں سے کھاؤ، اور اس کے

درمیان اور اوپر والے حصے سے نہ کھاؤ، اللہ تعالیٰ (اس کی وجہ سے) کھانے میں

برکت عطا فرمائیں گے (ابن ماجہ؛ مستدرج) ۳

۱ عن عائشة، رضی اللہ عنہا، قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أكل

الطعام أكل مما يليه (أخلاق النبی لأبي الشيخ الأصبهانی، رقم الحديث ۵۵۰، باسناد

صحيح، صفة أكل رسول الله صلى الله عليه وسلم وشربه ونكاحه وآدابه)

۲ عن ابن عباس، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: البركة تنزل وسط الطعام،

فكُلُوا مِنْ حَافَتَيْهِ، وَلَا تَأْكُلُوا مِنْ وَسْطِهِ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ترمذی، رقم

الحديث ۱۸۰۵، بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْأَكْلِ مِنْ وَسْطِ الطَّعَامِ، وَاللَّفْظُ لَهُ: ابْنُ مَاجَه،

رقم الحديث ۳۲۷۷؛ مسند احمد، رقم الحديث ۳۲۱۳)

في حاشية مسند احمد: إسناده حسن.

۳ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُسْرِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أتى بِقِصْعَةٍ، فَقَالَ:

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُوا مِنْ جَوَانِبِهَا، وَدَعُوا ذُرْوَتَهَا، يُبَارِكُ فِيهَا (ابن

ماجه، رقم الحديث ۳۲۷۵، بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْأَكْلِ، مِنْ ذُرْوَةِ الْفَرِيدِ)

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُسْرِ الْمَازِنِيُّ، قَالَ: بَعَثَنِي أَبِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَدْعُوهُ إِلَى طَعَامٍ فَجَاءَ مَعِيَ، فَلَمَّا دَنَوْتُ مِنَ الْمَنْزِلِ أَسْرَعْتُ، فَأَعْلَمْتُ أَبُوِي فَخَرَجَا

فَمَلَقْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَحَّبَا بِهِ، وَوَضَعْنَا لَهُ قِطِيفَةً كَانَتْ عِنْدَنَا زُبَيْرِيَّةً

فَقَعَدَ عَلَيْهَا، ثُمَّ قَالَ أَبِي لِأُمِّي: هَاتِ طَعَامَكَ، فَجَاءَتْ بِقِصْعَةٍ فِيهَا ذَقِيقٌ قَدْ عَصَدَتْهُ

﴿بقية حاشيا گئے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کے اوپر والے حصے سے کھانا (کھانے کے

لیے) لینے کو مکروہ سمجھا کرتے تھے (مجم کبیر طبرانی) ۱

اس لئے اپنے سامنے سے کھائیے، مختلف جگہوں سے، درمیان سے یا دوسروں کی طرف سے نہ کھائیے۔

البتہ اگر ایک ہی برتن میں مختلف قسم کی چیزیں ہوں اور جو چیز آپ کو مطلوب ہو وہ دوسری طرف ہو تو دوسری طرف سے اُسے اٹھا کر کھانے میں بھی حرج نہیں۔ ۲

(۷۶) پیاز اور لہسن کو کھانے میں پکا کر کھانا جائز ہے، اور کچا پیاز اور لہسن کھانا بھی فی نفسہ جائز ہے لیکن اس کے بعد منہ اچھی طرح صاف کر لینا چاہئے، منہ صاف کئے بغیر خصوصاً مسجد یا کسی تقریب میں آنا یا کسی بھی طرح لوگوں کی تکلیف کا باعث بننا منع ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ﴾

بِمَاءٍ وَمِلْحٍ، فَوَضَعَتْهُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "خُذُوا بِسْمِ اللَّهِ مِنْ حَوَائِجِهَا، وَكُذُّوا ذُرْوَتَهَا، فَإِنَّ الْبِرْكَةَ فِيهَا" فَأَكَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَكَلْنَا مَعَهُ، وَفَضَّلَ مِنْهَا فَضْلَةً، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ، وَارْحَمْهُمْ، وَبَارِكْ عَلَيْهِمْ، وَوَسِّعْ عَلَيْهِمْ فِي أَرْزَاقِهِمْ" (مسند احمد، رقم الحديث ۱۷۶۷۸)

إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات (حاشية مسند احمد)

وقال الهيثمي: رواه أحمد ورجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۷۹۳۵، باب الأكل من وسط الإناء)

۱ عَنْ جَدَّتِهِ سَلْمَى، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَكْرَهُ أَنْ يُؤْخَذَ مِنْ رَأْسِ الطَّعَامِ (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۷۵۴)

قال الهيثمي: رواه الطبراني ورجال ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۷۹۳۶، باب الأكل من وسط الإناء)

۲ ومن السنة ان لا يأكل من وسط القصة فان البركة تنزل في وسطها وان يأكل من موضع واحد لانه طعام واحد بخلاف طبق فيه الوان الثمار فانه يأكل من حيث شاء لانه الوان (رد المحتار، ج ۶ ص ۳۳۰، كتاب الحظر والاباحة)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے یہ سبزی یعنی لہسن کھایا، تو وہ ہماری مساجد کے قریب نہ آئے، یہاں تک کہ اُس کی بو ختم نہ ہو جائے (صحیح مسلم) ۱

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے یہ سبزی یعنی لہسن اور ایک مرتبہ فرمایا کہ جس نے پیاز (Onion) اور لہسن (Garlic) اور آل پیاز و سبز پیاز (Leek) کھائی تو وہ (بدبو ختم ہونے تک) ہماری مسجد کے قریب نہ آئے، کیونکہ فرشتوں کو ان چیزوں سے ایذا (وتکلیف) پہنچتی ہے، جن سے انسانوں کو ایذا (وتکلیف) پہنچتی ہے (صحیح مسلم) ۲

اور ایک روایت میں ہے کہ:

جس نے لہسن یا پیاز کھایا، تو وہ (بدبو دور ہونے تک) ہم سے الگ رہے، یا ہماری مسجد سے الگ رہے (بخاری) ۳

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ایک مرتبہ بھوک کی حالت میں ہم نے بہت زیادہ لہسن کھالیا، پھر ہم مسجد میں گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی بو کو محسوس کیا، اور فرمایا کہ جس نے اس خبیث سبزی میں سے کچھ کھایا، تو وہ مسجد میں ہمارے قریب نہ آئے۔

۱ عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الْبُقْلَةِ فَلَا يَغْتَرِبَنَّ مَسْجِدَنَا، حَتَّى يَذْهَبَ رِيحُهَا يَغْنَى الثُّومَ (مسلم، باب نہی من آکل ثوماً أو بصلاً أو کرانا أو نحوها)

۲ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الْبُقْلَةِ، الثُّومِ - وَقَالَ مَرَّةً - مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ وَالثُّومَ وَالْكُرَّاتِ فَلَا يَغْتَرِبَنَّ مَسْجِدَنَا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذَى مِمَّا يَتَأَذَى مِنْهُ بَنُو آدَمَ" (مسلم، باب نہی من آکل ثوماً أو بصلاً أو کرانا أو نحوها)

۳ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: زَعَمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا، أَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا (بخاری، ۵۳۵۲، بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الثُّومِ وَالْبُقُولِ)

یہ سن کر لوگوں نے کہا کہ لہسن حرام کر دیا گیا، حرام کر دیا گیا۔
یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو!
مجھے اس چیز (یعنی لہسن) کو حرام کرنے کا اختیار نہیں، جس کو اللہ نے میرے لئے
حلال کیا ہے؛ البتہ یہ ایسی سبزی ہے کہ جس کی بو کو میں ناپسند کرتا ہوں (صحیح مسلم) ۱

اس قسم کا مضمون اور احادیث میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ ۲
معلوم ہوا کہ کچا پیاز اور لہسن کھانا حرام نہیں، البتہ اس کو کھا کر منہ صاف نہ کرنا اور اس سے
دوسروں کو تکلیف پہنچانا منع ہے۔

حضرت معاویہ بن قرہ اپنے والد حضرت قرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ان دونوں (یعنی پیاز اور لہسن) کو
کھایا تو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے، اور فرمایا کہ اگر تم اس کو کھانے کی
ضرورت سمجھو، تو ان دونوں یعنی پیاز اور لہسن (کی بو) کو پکا کر ختم کر دو (مسند احمد) ۳

۱ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: لَمْ نَعُدْ أَنْ فُتِحَتْ حَبِيبُ فَوْقَنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تِلْكَ الْبَقْلَةِ الثُّومِ وَالنَّاسِ جِيَاحٌ، فَأَكَلْنَا مِنْهَا أَكْلًا شَدِيدًا، ثُمَّ رُخْنَا إِلَى
الْمَسْجِدِ، فَوَجَدَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرِّيحَ فَقَالَ: مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ
الْخَبِيبَةِ شَيْئًا، فَلَا يَقْرَبُنَا فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ النَّاسُ: حُرِّمَتْ، حُرِّمَتْ، فَبَلَغَ ذَاكَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَيْسَ بِي تَحْرِيمٌ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لِي، وَلَكِنَّهَا شَجَرَةٌ
أَكْرَهُ رِيحَهَا (مسلم، باب نہی من آکل ثوماً أو بصلاً أو کراناً أو نحوها؛ مسند احمد،
رقم الحدیث ۱۵۸۳)

۲ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اتَى بِطَعَامٍ أَكَلَ مِنْهُ، وَبَعَثَ بِفَضْلِهِ إِلَيَّ، وَإِنَّهُ بَعَثَ إِلَيَّ يَوْمًا بِفَضْلَةٍ لَمْ يَأْكُلْ
مِنْهَا، لِأَنَّ فِيهَا ثُومًا، فَسَأَلْتُهُ: أَحْرَامٌ هُوَ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنِّي أَكْرَهُهُ مِنْ أَجْلِ رِيحِهِ، قَالَ:
فَلِئَنِّي أَكْرَهُهُ مَا كَرِهْتُمْ (مسلم، باب إباحة أكل الثوم، وأنه ينبغي لمن أراد خطاب الكبار
تركه، وكذا ما في معناه)

۳ مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ
الْخَبِيبَتَيْنِ، وَقَالَ: "مَنْ أَكَلَهُمَا فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا" وَقَالَ: "إِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ أَكْلِيهِمَا
فَأَمِيتُوهُمَا طَبْعًا" قَالَ: يَعْنِي الْبَصَلَ وَالثُّومَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۶۲۷)

فی حاشیہ مسند احمد: حدیث صحیح لغیرہ، وھذا سند حسن.

بعض احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کو کچا پیاز اور لہسن کھانے کی اجازت دی، اور خود اس لئے ناپسند فرمایا کہ آپ کی فرشتے کے ساتھ ہم کلامی ہوتی تھی۔ ۱۔
اس قسم کی مختلف احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو کچا پیاز اور لہسن تناول نہیں فرماتے تھے، اور آپ کے قریب یا مسجد میں جو شخص کچا پیاز اور لہسن کھا کر آتا تھا، اُس کو بھی منع فرماتے تھے، اور پکا کر کھانے یا منہ کی صفائی کے بعد آنے کا حکم فرماتے تھے۔

لہذا اُمت کے حق میں کچے پیاز اور لہسن کو کھانا گناہ اور منع تو نہیں، البتہ اس کو کھا کر منہ کی بوضاف کئے بغیر مسجد میں آنا یا لوگوں کی تکلیف کا باعث بننا منع ہے۔

اور اہل علم حضرات نے مولیٰ (Radish) اور دوسری بدبودار چیزوں مثلاً حقہ، بیڑی، سیگریٹ وغیرہ کا بھی یہی حکم بیان فرمایا ہے۔ ۲۔

۱۔ عن علی، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا علي، كل الثوم، فلولاً
أنى أناجى الملك لأكلته (اخبار اصبيان، ج ۲، ص ۱۸۹، الناشر: دار الكتب العلمية -
بيروت)

قال الألبانی: صحيح (صحيح وضعيف الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۸۶۲۲)
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ، أَخْبَرَهُ أَبُوهُ، قَالَ: نَزَلَتْ عَلَى أُمِّ
أَيُّوبَ الْأَدِيِّ نَزْلٌ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَتْ عَلَيْهَا فَحَدَّثَتْنِي بِهِدَا عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ تَكَلَّفُوا طَعَامًا فِيهِ بَعْضُ هَذِهِ الْبُقُولِ فَقَرَّبُوهُ فَكَرِهَهُ
وَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: "كُلُوا، إِنِّي لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ، إِنِّي أَخَافُ أَنْ أُوذِيَ صَاحِبِي" يَعْنِي
الْمَلِكُ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۷۳۳۲، واللفظ له، ترمذی، رقم الحديث
۱۸۱۰)

فی حاشیة مسند احمد: حدیث حسن فی الشواهد
۲۔ وَقَوْلُهُ كُلُّ فَيَأْتِي أَنَا جِي مِنْ لَا تَنَاجِي فِيهِ إِبَاحَتُهُ لغيره صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ لَا يَتَأَذَى بِهِ
الْمُصَلِّونَ جَمْعًا بَيْنَ الْأَحَادِيثِ وَاخْتِلَافِ فِي حَقِّهِ هُوَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقِيلُ كَانَ ذَلِكَ مُحَرَّمًا
عَلَيْهِ وَالْأَصَحُّ أَنَّهُ مُحَرَّمٌ لِعُمُومِ قَوْلِهِ لَا فِي جَوَابِ أَحْرَامِ هُوَ وَحُجَّةُ الْأَوَّلِ أَنَّ الْعِلَّةَ فِي الْمَنْعِ مَلَاذِمَةٌ
الْمَلِكِ لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ مَا مِنْ سَاعَةٍ إِلَّا وَمَلِكٌ يُمَكِّنُ أَنْ يَلْقَاهُ فِيهَا وَفِي هَذِهِ الْأَحَادِيثِ
بَيَانُ جَوَازِ أَكْلِ الثُّومِ وَالْبَصَلِ وَالْكُرَّاتِ إِلَّا أَنْ مَنْ أَكَلَهَا يُكْرَهُ لَهُ حُضُورُ الْمَسْجِدِ وَقَدْ أَحَقَّ بِهَا
الْفُقَهَاءُ مَا فِي مَعْنَاهَا مِنَ الْبُقُولِ الْكَرِيهَةِ الرَّائِحَةِ كَالْفُجْلِ وَقَدْ وَرَدَ فِيهِ حَدِيثٌ فِي الطَّبْرَانِيِّ وَقِيْدُهُ
عِبَاضٌ بِمَنْ يَنْجَسِي مِنْهُ وَالْحَقُّ فِي بَعْضِ الشَّافِعِيَّةِ الشَّدِيدِ الْبَخْرِ وَمَنْ بِهِ جِرَاحَةٌ تَفُوحُ رَائِحَتُهَا
﴿بقيہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۷۷)..... اگر کھانے کے بعد منہ میں کھانے کے اجزاء ہوں اور کوئی کھانے سے فارغ ہونے پر کھلی کا پانی اس نیت سے پی لے تا کہ وہ اجزاء ضائع نہ ہوں تو یہ فعل درست ہے، گناہ

﴿گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ﴾

وَاخْتَلِفَ فِي الْكِرَاهِيَةِ فَالْجُمْهُورُ عَلَى التَّنْزِيهِ وَعَنِ الظَّاهِرِيَّةِ التَّحْرِيمُ (فتح الباری لابن حجر، کتاب الاطعمة، قَوْلُهُ بَابُ مَا يُحْرَمُ مِنَ الثَّوْمِ وَالثَّقُولِ)

وَهُوَ الَّذِي ذَكَرْنَا أَكَلَهُ فِي الثَّوْمِ النَّبِيُّ لِأَجْلِ رَائِحَتِهِ، وَأَمَّا الثَّوْمُ الْمَطْبُوعُ مِنْهُ فَلَا يَكْرَهُ، لَمَا رَوَى أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْجَرَّاحُ أَبُو وَكَيْعٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ شَرِيكَ عَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، قَالَ: (نَهَى عَنْ أَكْلِ الثَّوْمِ إِلَّا مَطْبُوعًا). وَرَوَى أَيْضًا عَنْ حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ: (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ، وَقَالَ: مَنْ أَكَلَهُمَا فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا، وَقَالَ: إِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ أَكْلِهِمَا فَامِيتُوهُمَا طَبَخًا). ثُمَّ إِنَّ حَدِيثَ الْبَابِ فِي الثَّوْمِ فَقَطْ، وَسَيَجِيءُ حَدِيثُ جَابِرٍ، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، فِي هَذَا الْبَابِ: أَنَّ الْبَصَلَ مِثْلَ الثَّوْمِ، وَأَنَّ الْخَضِرَاتِ مِنَ الثَّقُولِ الَّتِي لَهَا رَائِحَةٌ كَذَلِكَ، وَيَدْخُلُ فِيهِ الْكَرَاثُ وَالْفَجَلُ أَيْضًا، وَنَصَّ عَلَى الْفَجَلِ فِي (الْمَعْجَمِ الصَّغِيرِ) لِلطَّبْرَانِيِّ، وَذَكَرَهُ مَعَ الثَّوْمِ وَالْكَرَاثِ، وَنَقَلَ ابْنُ التَّيْنِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: الْفَجَلُ، إِنْ كَانَ يَطْهَرُ رِيحَهُ فَهُوَ كَالثَّوْمِ، وَقِيْدَهُ عِيَاضٌ بِالْجِشَاءِ. وَفِي (التَّوْضِيحِ): وَشَذَّ أَهْلُ الظَّاهِرِ فَحَرَمُوا هَذِهِ الْأَشْيَاءَ لِإِفْضَالِهَا إِلَى تَرْكِ الْجَمَاعَةِ، وَهِيَ عِنْدَهُمْ فَرَضٌ عَيْنٌ، وَتَقْرِيرُهُ أَنْ يُقَالَ: صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ فَرَضٌ عَيْنٌ، وَلَا يَتِمُّ إِلَّا بِتَرْكِ أَكْلِهَا. وَمَا لَا يَتِمُّ إِلَّا بِهِ فَهُوَ وَاجِبٌ وَإِجَابٌ، فَتَرْكُ أَكْلِهَا وَاجِبٌ، فَتَكُونُ حَرَامًا. قُلْتُ: صَرَحَ ابْنُ حَزْمٍ مِنْهُمْ بِأَنَّ أَكْلَهَا حَلَالٌ مَعَ قَوْلِهِ بِأَنَّ الْجَمَاعَةَ فَرَضٌ عَيْنٌ. وَفِيهِ تَرْكُ الْإِتْيَانِ إِلَى الْمَسْجِدِ عِنْدَ أَكْلِ الثَّوْمِ وَنَحْوِهِ، وَهُوَ بَعْمُومِهِ يَتَنَاوَلُ الْمَجَامِعَ: كَمَصْلَى الْعِيدِ وَالْجِنَازَةِ وَمَكَانِ الْوَلِيمَةِ، وَحُكْمُ رِيحَةِ الْمَسْجِدِ حُكْمُهُ، لِأَنَّهَا مِنْهُ، وَخَصَّ الْقَاضِي عِيَاضَ الْكِرَاهَةِ بِمَا إِذَا كَانَ مَعَهُمْ غَيْرُهُمْ، أَمَا إِذَا كَانَ كُلُّهُمْ أَكَلُوهُ فَلَا، وَلَكِنْ يَنْبَغِي إِحْتِرَامَ الْمَلَائِكَةِ، وَلَيْسَ الْمُرَادُ بِالْمَلَائِكَةِ الْحَفِظَةَ. قُلْتُ: الْعِلَّةُ أَدَى الْمَلَائِكَةِ وَأَدَى الْمُسْلِمِينَ، فَيَخْتَصُّ النَّهْيُ بِالْمَسَاجِدِ وَمَا فِي مَعْنَاهَا، وَلَا يَخْتَصُّ بِمَسْجِدِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَلِ الْمَسَاجِدُ كُلُّهَا سِوَاءَ عَمَلًا بِرِوَايَةِ: مَسَاجِدَنَا، بِالْجَمْعِ وَشَذَّ مِنْ خَصِّهِ بِمَسْجِدِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَيَلْحَقُ بِمَا نَصَّ عَلَيْهِ فِي الْحَدِيثِ كُلُّ مَا لَهُ رَائِحَةٌ كَرِيهَةٌ مِنَ الْمَأْكُولَاتِ وَغَيْرِهَا، وَإِنَّمَا خَصَّ الثَّوْمَ هُنَا بِالذِّكْرِ، وَفِي غَيْرِهِ أَيْضًا بِالْبَصْلِ وَالْكَرَاثِ لِكَثْرَةِ أَكْلِهِمْ بِهَا، وَكَذَلِكَ الْحَقُّ بِذَلِكَ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضِهِمْ بِخَرٍّ، أَوْ بِهِ جَرَحَ لَهُ رَائِحَةٌ، وَكَذَلِكَ الْقِصَابُ وَالسَّمَاكُ وَالْمَجْدُومُ وَالْأَبْرُصُ أَوْلَى بِالْإِلْحَاقِ، وَصَرَحَ بِالْمَجْدُومِ ابْنُ بَطَالٍ (عمدة القارى، باب ما جاء في الثَّوْمِ النَّبِيِّ وَالْبَصْلِ وَالْكَرَاثِ النَّخِ)

قال النووي فيه تصريح باباحة الثوم لكن يكره لمن اراد حضور الجماعة ويلحق به كل ماله رائحة كريهة وكان النبي ﷺ يترك الثوم دائما لانه كان يتوقع مجيء الوحى فى كل ساعة (مرقاة شرح مشكوة ج ۸ ص ۱۷۶، ۱۷۷، كتاب الاطعمة)

علة النهى اذى الملائكة واذى المسلم ولا يختص بمسجده عليه السلام بل الكل سواء لرواية مساجدنا بالجمع (رد المحتار ج ۱، ص ۲۶۱، فروع الفضل المساجد، باب ما يفسد الصلاة)

نہیں (فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۳۳۲ بتصریح و اضافہ)

(۷۸)..... عصر اور مغرب کے درمیان کھانا پینا جائز ہے، جو لوگ اس وقت کھانا پینا گناہ

ومنح سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں (فتاویٰ محمودیہ ج ۸ ص ۲۶۲)

(۷۹)..... عوام میں مشہور ہے کہ سورج یا چاند گرہن کے وقت کھانا کھانا منع ہے،

مگر شرعاً اس کی کوئی حقیقت نہیں ویسے ہی غلط مشہور ہو گیا ہے (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۳۳۳ بتصریح)

(۸۰)..... کھانے پینے کے وقت مرد حضرات کانگے سر ہونا گناہ نہیں لیکن عام حالات میں

بطور فیشن ننگے سر رہنا اچھی بات نہیں۔ ۱

(۸۱)..... نام و نمود کے لئے کھلانا پلانا سخت گناہ ہے۔

لہذا نام و نمود سے بچ کر اللہ کی رضا، سنت کی اتباع اور اخلاص کے ساتھ کھلانا پلانا چاہئے،

ایسی صورت میں سادہ اور تھوڑا کھانا بھی عظیم اجر و ثواب کا باعث بن جاتا ہے، اور اس کے

برخلاف خواہ کتنا ہی اہتمام کر لیا جائے، اُس کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی وقعت نہیں ہوتی،

بلکہ ریا کاری کی صورت میں یہی کھانا باعث وبال بن جاتا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال (کے باعث اجر و ثواب و عبادت

بننے کا اعتبار) نیت کے ساتھ ہے، اور بس آدمی کو وہی حاصل ہوگا، جس کی وہ نیت

کرے گا۔

پس جس کی ہجرت (کی نیت) اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو، تو اس کی ہجرت

اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہی کہلائے گی۔

اور جس کی ہجرت (کی نیت) دنیا کو پانے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی طرف

ہو، تو اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف ہونا کہلائے گی، جس کی طرف اس نے

ہجرت (کی نیت) کی ہو (بخاری) ۱

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کی طرف توجہ نہیں فرماتے، بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کی طرف توجہ فرماتے ہیں (صحیح مسلم) ۲

اور حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ وہی عمل قبول فرماتے ہیں، جو خالص اللہ کے لئے ہو، اور اُس سے اللہ کی رضا پیش نظر ہو (نسائی) ۳

(۸۲)..... ایک روٹی کو مختلف لوگ تقسیم کر کے کھائیں یا پوری پوری الگ الگ لے کر کھائیں دونوں طرح درست ہے، البتہ اپنی روٹی الگ لینے میں اندازہ رہتا ہے، کمی زیادتی نہیں ہوتی، اس غرض سے تو الگ لینا بہتر ہے اور ایک روٹی کو تقسیم کر کے کھانے میں اتفاق کا پہلو غالب ہے۔

لہذا دونوں طرح کھانے میں شرعاً کوئی حرج نہیں (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۱۲۷ بتیسر)

۱۔ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَيَّ الْمِنْبِرِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرَأٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا، أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا، فَهِيَ هِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ (بخاری، رقم الحديث ۱، كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟)

۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ السَّلَةَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ (مسلم، ج ۳ ص ۹۸۷، كتاب البر والآداب والصلة، باب تحريم ظلم المسلم، وخذله، واحتقاره ودمه، وعرضه، وماله، واللفظ له، مسند احمد حديث نمبر ۷۸۲۷)

۳۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَرَأَيْتَ رَجُلًا غَزَا يَلْتَمِسُ الْأَجْرَ وَالذِّكْرَ، مَا لَهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا شَيْءَ لَهُ فَأَعَادَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، يَقُولُ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا شَيْءَ لَهُ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ السَّلَةَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا، وَابْتِغَى بِهِ وَجْهَهُ (سنن نسائي، رقم الحديث ۳۱۴۰، كتاب الجهاد، من غزا يلمس الاجر والذكر)

(۸۳)..... ہر غذا اور خاص طور پر روٹی کا ادب و اکرام کیجئے۔

کئی روایات میں بطور خاص روٹی کے اکرام و ادب کا ذکر آیا ہے۔ ۱۔
روٹی کے آداب میں یہ بھی داخل ہے کہ اگر روٹی حاضر ہو جائے اور سالن حاضر نہ ہو اور کوئی
عذر نہ ہو تو سالن کا انتظار نہ کرے اور ہلکی پھلکی روٹی کھانا شروع کر دے، کیونکہ روٹی اصل
ہے اور سالن اس کے تابع۔ ۲۔

۱۔ عَنْ عَائِشَةَ، أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَكْرَمُوا
الْخُبْزَ وَإِنَّ كَرَامَةَ الْخُبْزِ أَنْ لَا يُنْتَظَرَ بِهِ فَأَكَلُهُ وَأَكَلْنَا (مستدرک حاکم، رقم الحديث
۷۲۳۵، واللفظ له؛ شعب الايمان، رقم الحديث ۵۲۸۱)
قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ (حواله بالا)
وقال الذهبي: صحيح (حواله بالا)

عَنْ أَبِي سَكِينَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَكْرَمُوا الْخُبْزَ فَإِنَّ اللَّهَ أَكْرَمَهُ،
فَمَنْ أَكْرَمَ الْخُبْزَ أَكْرَمَهُ اللَّهُ (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۸۴۰)
حدثنا إبراهيم، قال: سمعت عبد الله بن أم حرام الأنصاري يقول: قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم: "أكرموا الخبز فإن الله سخر له بركات السموات والأرض (حلية
الاولياء، ج ۵، ص ۲۲۶، الناشر: السعادة - بجوار محافظة مصر)
موسى الطائفي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أكرموا الخبز (التاريخ الكبير،
رقم الرواية ۱۹۶۷، الناشر: دائرة المعارف العثمانية حيدرآباد الدكن الهند)

أكرموا الخبز"، فإن النفس تميل إلى ثبوتها، لاتفاق جميع الطرق عليها، ولعل ابن معين أشار إلى
ذلك بقوله المتقدم، "أول هذا الحديث حق، وآخره باطل". ولأن حديث عائشة الذي قبله
يمكن اعتباره شاهداً له لا بأس به لخلوه من الضعف الشديد، بل قد صححه الحاكم والذهبي كما
تقدم، ونقل الحافظ السخاوي في "المقاصد الحسنة" عن شيخه (يعني الحافظ ابن حجر) أنه قال
فيه: "فهذا شاهد صالح". والله سبحانه وتعالى أعلم (سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة،
تحت رقم الحديث ۲۸۸۵)

۲۔ وَفِي بَعْضِ الْفِقْهِيَّةِ عَدَمٌ مِنْ مَكْرُوهَاتِ الْأَكْلِ أَكُلِ الطَّيْنِ وَالتُّرَابِ وَالطَّعَامِ الْحَارِّ وَنَفْخُهُ وَشَمِّهِ
وَإِنِّيظَارُ إِذَا مَ بَعْدَ حُضُورِ الْخُبْزِ (بريقة محمودية في شرح طرية محمديه، ج ۳، ص ۱۱۰، الصنف
السادس، الأكل على السفرة)

ومن اکرام الخبز ان لا ينتظر الا دام اذا حضر (رد المحتار ج ۶ ص ۳۳۰ کذا في خلاصة الفتاوى
ج ۴ ص ۳۶۰ الفصل الخامس في الاكل وكذا في الهندية ج ۵ ص ۳۳۷)
وينبغي ان لا ينتظر الا دام اذا حضر الخبز ويؤخذ في الاكل قبل ان ياتي الا دام (المحيط البرهاني ج ۵
ص ۳۵۱، کتاب الاستحسان، الفصل الثاني عشر في الكراهية في الأكل)

(۸۴)..... بلا ضرورت روٹی کو چھری وغیرہ سے کاٹنا اچھا نہیں۔ ۱

البتہ روٹی کو چھری سے کاٹنے کی ضرورت ہو یا مثلاً آج کل کی مروجہ ڈبل روٹی، بند، برگر، روغنی نان رس، یک وغیرہ جیسی چیزوں کو چھری سے کاٹنے میں کوئی حرج نہیں۔ ۲

۱ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقْطَعُوا الْخُبْزَ بِالسَّكِينِ كَمَا تَقْطَعُهُ الْأَعَاجِمُ، وَإِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ اللَّحْمَ، فَلَا يَقْطَعُهُ بِالسَّكِينِ، وَلَكِنْ لِيَأْخُذَهُ بِيَدِهِ فَلْيَنْهَشْهُ بِفِيهِ، فَإِنَّهُ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۶۲۳)

قال الهيثمي: رواه الطبرانی وفيه عباد بن كثير الثقفي وهو ضعيف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۷۸۹، باب قطع الخبز واللحم بالسكين)

روٹی کو بلا ضرورت چھری سے کاٹنے کے کمرہ اور غیر کمرہ ہونے کے دونوں قول ہیں، اور یہ اختلاف اس پر مبنی ہے کہ جس حدیث میں ممانعت ہے، وہ ضعیف ہے، اور چھری سے کاٹنے کی ثبوت کی بھی حدیث ہے، پس اختلاف سے بچنے کے لئے بہتر ہے کہ بلا ضرورت نہ کاٹے، اور ضرورت ہو تو کاٹ لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد رضوان

وَلَا يَكْرَهُ أَيْضًا قَطْعَ الْخُبْزِ بِالسَّكِينِ إِذْ لَمْ يَأْتِ نَهْيَ صَرِيحٍ عَنِ قَطْعِ الْخُبْزِ وَغَيْرِهِ بِالسَّكِينِ. فَإِنْ قُلْت: رَوَى الطَّبْرَانِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا: لَا تَقْطَعُوا الْخُبْزَ بِالسَّكِينِ كَمَا تَقْطَعُهُ الْأَعَاجِمُ، وَإِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ اللَّحْمَ فَلَا يَقْطَعُهُ بِالسَّكِينِ وَلَكِنْ لِيَأْخُذَهُ بِيَدِهِ فَلْيَنْهَسْهُ بِفِيهِ، فَإِنَّهُ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ، وَرَوَى أَبُو دَاوُدَ مِنْ رِوَايَةِ أَبِي مَعْشَرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ غُرُورَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ، ﷺ لَا تَقْطَعُوا اللَّحْمَ بِالسَّكِينِ فَإِنَّهُ مِنْ ضَعِيفِ الْأَعَاجِمِ فَانْهَسُوهُ فَإِنَّهُ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ. قُلْت: فِي سَنَدِ حَدِيثِ الطَّبْرَانِيِّ عِبَادُ بْنُ كَثِيرٍ الثَّقَفِيُّ وَهُوَ ضَعِيفٌ، وَحَدِيثُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ النَّسَائِيُّ: أَبُو مَعْشَرٍ لَهُ أَحَادِيثُ مَنَاصِيرٍ مِنْهَا هَذَا، وَقَالَ ابْنُ عَدَى: لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ وَهُوَ ضَعِيفٌ، وَاسْمُ أَبِي مَعْشَرٍ نَجِيحٌ (عمدة القارى، كتاب الاطعمة، باب: قَطْعُ اللَّحْمِ بِالسَّكِينِ)

قال علاء الترجمانى يكره قطع الخبز بالسكين وقال ابو الفضل الكرمانى وابو حامد لا يكره كذا فى القنية وسئل عنها على بن احمد فقال ينظر ان كان خبز مكة معجوناً بالحليب فلا يكره ولا بأس واما اذا لم يكن كذا لك فهو من اخلاق الاعاجم كذا فى التتار رخانية ناقلاً عن البيهيمى (الفتاوى الهندية ج ۵ ص ۳۴۱، الباب الحادى عشر فى الكراهة فى الأكل وما يتصل به)

۲ عَنْ مَيْمُونَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجُبْنِ؟ قَالَ: اقْطَعْ بِالسَّكِينِ، وَأَذْكَرِ اسْمَ اللَّهِ، وَكُلْ (المعجم الاوسط، رقم الحديث ۱۵۷۳)

قال الهيثمي: رواه الطبرانی فى الأوسط، وفيه أحمد بن الفرخ الحجازى، ضعفه محمد بن عوف، وابن عدى، ووثقه ابن أبى حاتم، وبقية رجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۸۰۲۶، باب قطع الخبز واللحم بالسكين)

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْجُبْنِ، فَقَالَ: ضَعِ السَّكِينِ، وَسَمِّ وَكُلْ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۲۶۸۶)

قال الهيثمي: رواه الطبرانى ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۸۰۲۹، باب ما جاء فى الجبن)

(۸۵)..... دوسرے کے کھانا کھاتے ہوئے بلا ضرورت چہرے یا لقمے کو نظر جما کر دیکھتے اور تکتے رہنا یا اس کے کھانا کھاتے وقت سر پر چڑھ کر کھڑے ہو جانا بری بات ہے، اس سے کھانے والے کے دل پر بوجھ ہوتا ہے، اس سے بچنا چاہئے، البتہ مہمان کی ضروریات کا ٹیکلی باندھے بغیر اس کی طرف سرسری نظر سے دیکھ کر خیال رکھنا چاہئے۔ ۱

(۸۶)..... بلا ضرورت روٹی کے اوپر سالن یا نمک دانی وغیرہ نہ رکھئے، کیونکہ روٹی کا درجہ ان چیزوں سے زیادہ ہے، اگر ناشتہ دان یا کسی اور چیز میں رکھ کر کہیں روٹی، سالن، چاول وغیرہ مختلف چیزیں سمجھنی ہوں تو روٹی کا ادب یہ ہے کہ جب تک کوئی ضرورت نہ ہو، روٹی کو سالن وغیرہ سے اوپر رکھا جائے۔ ۲

(۸۷)..... روٹی کو پھینکنے اور پٹکنے سے پرہیز کیجئے، کیونکہ یہ روٹی کے ادب و اکرام کے خلاف ہے۔

(۸۸)..... کھانے کے دوران یا کھانے سے فارغ ہو کر ہاتھوں کو روٹی اور دسترخوان سے صاف نہ کیجئے یہ بد تہذیبی کی بات ہے۔ ۳

۱ والنظر الى لقمة الغير ووجهه(بريقة محمودية في شرح طرية محمدية ج ۳ ص ۱۱۰، الصنف السادس في آفات البطن، الاكل على السفرة)

من ادب الطعام ان لصاحب الضيف ان ينظر في ضيفه هل يأكل ام لا؟ وذلك ينبغي ان يكون بتلفت ومسارقة لبتحديد النظر(تفسير قرطبي ج ۹ سورة هود تحت رقم الآية ۶۹)

قال الشيخ عبد القادرومن الادب ان لا يكثر النظر الى وجوه الآكلين لانه مما يحشمهم (الآداب الشرعية، ج ۳، ص ۲۲۰، فصل في آداب الأكل والشرب)

۲ يكره وضع المملحة والقصة على الخبز (ردالمحتار ج ۶ ص ۳۳۰ كتاب الحظر والاباحة) (ويكره وضع المملحة) ظرف الملح(على الخبز) لان فيه استخفافا بالخبز الذي امرنا باكرامه

.....(وبعد اسطر)..... و(يكره، ناقل) وضع(الخبز تحت القصة) لنحو التسوية لانه اهانتة(بريقة محمودية في شرح طرية محمدية ج ۳ ص ۱۰۸، الصنف السادس، الاكل على السفرة)

۳ يكره وضع المملحة والقصة على الخبز ومسح اليد أو السكين به ولا يعلقه بالخوان (ردالمحتار ج ۶ ص ۳۳۰، كتاب الحظر والاباحة)

(ويكره مسح السكين واليد بالخبز) وعن الهندواني يكره مسح الاصابع على المائدة لانه تشبيه بالفراغنة(بريقة محمودية في شرح طرية محمدية ج ۳ ص ۱۰۹، الاكل على السفرة)

ومن الاسراف التمسح بالخبز عند الفراغ من غير ان يأكل ما يمسح به لان غيره يستقذره فلا يأكله (المحيط البرهاني ج ۵ ص ۳۵۱، الفصل الثاني عشر في الكراهية في الأكل)

(۱۹)..... کھانے سے فارغ ہو کر انگلیاں چاٹ لیجئے اس کے بعد ہاتھ دھو لیجئے، بلا عذر چاٹے بغیر کپڑے یا ٹشو پیپر وغیرہ سے صاف کرنے سے پرہیز کیجئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ کو تویہ (کپڑے وغیرہ) سے صاف نہ کرے، یہاں تک کہ اپنی انگلیوں کو چاٹ لے، کیونکہ اُسے معلوم نہیں کہ اُس کے کون سے کھانے میں برکت ہے (صحیح مسلم) ۱

اور ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اس طرح مروی ہے کہ:

جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے، تو اپنے ہاتھ اُس وقت تک صاف نہ کرے، جب تک کہ اپنے ہاتھ خود نہ چاٹ لے، یا کسی اور کو نہ چٹو اڈے، اور پیالہ (برتن) اُس وقت تک نہ اٹھائے، جب تک کہ اُسے چاٹ نہ لے، یا کسی اور کو نہ چٹو اڈے، کیونکہ کھانے کے آخری حصے میں برکت ہوتی ہے (سنن کبریٰ نسائی) ۲

۱ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا وَقَعَتْ لِقْمَةٌ أَحَدِكُمْ فَلْيَأْخُذْهَا، فَلْيَمْسُحْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ أَدَى وَلْيَأْكُلْهَا، وَلَا يَدْعُهَا لِلشَّيْطَانِ، وَلَا يَمْسَحَ يَدَهُ بِالْمِنْدِيلِ حَتَّى يَلْعَقَ أَصَابِعَهُ، فَإِنَّهُ لَا يَذَرِي فِي أَيِّ طَعَامِهِ الْبُرْكَاتُ (مسلم، باب استحباب لعق الأصابع والقصة، وأكل اللقمة الساقطة بعد مسح ما يصبها من أذى، وكرهه مسح اليد قبل لعقها)

۲ جَابِرٌ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ الطَّعَامَ فَلَا يَمْسَحُ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا، أَوْ يَلْعَقَهَا، وَلَا يَرْفَعِ الصَّحْفَةَ حَتَّى يَلْعَقَهَا، أَوْ يَلْعَقَهَا، فَإِنَّ آخِرَ الطَّعَامِ فِيهِ بَرَكَةٌ (سنن کبریٰ للنسائی، ۶۷۳۶، النهی عن رفع الصحفة حتى تلحق) سَمِعْتُ عَطَاءً، يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ مِنَ الطَّعَامِ فَلَا يَمْسَحُ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا، أَوْ يَلْعَقَهَا (مسلم، باب استحباب لعق الأصابع والقصة، وأكل اللقمة الساقطة بعد مسح ما يصبها من أذى، وكرهه مسح اليد قبل لعقها، واللفظ له؛ بخاری، رقم الحديث ۵۴۵۶)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحُ يَدَهُ بِالْمِنْدِيلِ حَتَّى يَلْعَقَهَا، أَوْ يَلْعَقَهَا (ابوداؤد، السنن الكبرى للنسائی، رقم الحديث ۳۸۸۷، باب مسح اليد بالمندیل بعد اللعق)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لہذا کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹ لینا چاہئے۔

اور انگلیاں چاٹنے میں بہتر ہے کہ یہ ترتیب ہو کہ پہلے درمیان کی بڑی انگلی، پھر شہادت کی انگلی، پھر انگوٹھا۔

اور اگر دوسری انگلیاں بھی کھانے میں استعمال ہوئی ہوں تو ان تینوں کے بعد درمیان کے ساتھ والی انگلی اور پھر سب سے چھوٹی انگلی کو صاف کرنا اور چاٹنا بہتر ہوگا۔

اگر چمچے سے کھانا کھایا اور انگلیوں پر کھانے کے اثرات بالکل نہیں لگے تو کھانے سے فارغ ہونے پر انگلیوں کے بجائے چمچے کو چاٹنا سنت ہوگا اور انگلیوں پر بھی اثرات ہوں تو پھر دونوں کو چاٹ لینا سنت ہوگا (لعلۃ المشتراکتہ) ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ابن جریج، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ كَعْبٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ بِأَصَابِعِهِ الثَّلَاثَ: الْإِبْهَامَ، وَالَّتِي تَلِيهَا، وَالْوَسْطَى، وَرَأَيْتُهُ لَعِقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ، قَبْلَ أَنْ يَمْسَحَهَا، لَعِقَ الْوَسْطَى وَالَّتِي تَلِيهَا (اخلاق النبي لابی الشيخ الاصبهانی، رقم الحديث ۶۰۳، صفة أكل رسول الله صلى الله عليه وسلم وشربه ونكاحه وآدابه، الناشر: دار المسلم للنشر والتوزيع)

۱ قال شيخنا في شرح الترمذی كان السر فيه أن الوسطی أكثر تلويها لأنها أطول فيبقى فيها من الطعام أكثر من غيرها ولأنها لطولها أول ما تنزل في الطعام ويحتمل أن الذي يلعق يكون بطن كفه إلى جهة وجهه فإذا ابتداء بالوسطی انتقل إلى السبابة على جهة يمينه وكذلك الإبهام والله أعلم (فتح الباری لابن حجر، ج ۹، ص ۵۷۹، كتاب الاطعمة، قوله باب المنديل)

(يدہ) ای اصابعها ويقدم الوسطی ثم ما يليها ثم الإبهام (قبل ان يمسحها) ای بالمنديل قبل اللعق كما هو عادة الجابرة قال النووي من سنن الاكل لعق اليد محافظة على بركة الطعام وتنظيفها لها (مرقاة ج ۸ ص ۱۶۳، كتاب الأطعمة)

يَنْبَغِي فِي لَعْقِ الْأَصَابِعِ الْإِبْتِدَاءَ بِالْوَسْطَى ثُمَّ السَّبَابَةَ ثُمَّ الْإِبْهَامَ. كَمَا جَاءَ فِي حَدِيثِ كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَأْكُلُ بِأَصَابِعِهِ الثَّلَاثَ قَبْلَ أَنْ يَمْسَحَهَا بِالْإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا وَالْوَسْطَى، ثُمَّ رَأَيْتُهُ يَلْعَقُ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ فَيَلْعَقُ الْوَسْطَى ثُمَّ الَّتِي تَلِيهَا ثُمَّ الْإِبْهَامَ، وَكَانَ السَّبَبُ فِي ذَلِكَ أَنَّ الْوَسْطَى أَكْثَرُ الثَّلَاثَةِ تَلْوِينًا بِالطَّعَامِ لِأَنَّهَا أَعْظَمُ الْأَصَابِعِ وَأَطْوَلُهَا. فَيَنْزِلُ فِي الطَّعَامِ مِنْهُ أَكْثَرُ مِمَّا يَنْزِلُ مِنَ السَّبَابَةِ، وَيَنْزِلُ مِنَ السَّبَابَةِ فِي الطَّعَامِ أَكْثَرُ مِنَ الْإِبْهَامِ لِطَوْلِ السَّبَابَةِ عَلَى الْإِبْهَامِ وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ الْبَدءُ بِالْوَسْطَى لِكُونِهَا أَوْلَ مَا يَنْزِلُ فِي الطَّعَامِ لِطَوْلِهَا.

وَالرَّابِعُ: أَنَّ فِي الْحَدِيثِ: فَلَا يَمْسَحُ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا، وَهَذَا مُطْلَقٌ، وَالْمُرَادُ بِهِ الْأَصَابِعَ الثَّلَاثَ الَّتِي

﴿بقيہ حاشیہ کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اُنگلیاں چاٹنے کے بعد دھوئے بغیر کپڑے یا شوپیر وغیرہ سے صاف کرنے میں حرج نہیں، وہ الگ بات ہے کہ ہاتھ دھو لینا زیادہ صفائی اور فضیلت کا باعث ہے۔ ۱

(۹۰)..... کھانے کے شروع یا آخر میں بطور خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیٹھا تناول فرمانے کی کوئی ترغیب یا ممانعت منقول نہیں۔

البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عام حالات میں بیٹھا پسند فرمانے کا ذکر احادیث میں ملتا ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

أَمْرٌ بِالْأَكْلِ بِهَا كَمَا فِي حَدِيثِ أَنَسٍ أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ مِنْ رِوَايَةِ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ نَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعَقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ وَبَيْنَ الثَّلَاثِ فِي حَدِيثِ كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ الْمَذْكُورِ أَنَا: وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَأْكُلُ بِهَذِهِ الثَّلَاثِ الْمَذْكُورَةِ فِي حَدِيثِ كَعْبٍ.

وَقَالَ ابْنُ الْعَرَبِيِّ: فَإِنْ شَاءَ أَحَدٌ أَنْ يَأْكُلَ بِالْخَمْسِ فَلْيَأْكُلْ فَقَدْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَتَعَرَّقُ الْعَظْمَ وَيَنْهَشُ اللَّحْمَ وَلَا يُمَكِّنُ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ فِي الْعَادَةِ إِلَّا بِالْخَمْسِ كُلِّهَا. وَقَالَ شَيْخُنَا: فِيهِ نَظَرٌ لِأَنَّهُ يُمَكِّنُ بِالثَّلَاثِ، وَلَكِنْ سَلِمْنَا مَا قَالَهُ: فَلَيْسَ هَذَا أَكْلًا بِالْأَصَابِعِ الْخَمْسِ، وَإِنَّمَا هُوَ مُتَمَسِّكٌ بِالْأَصَابِعِ فَقَطُّ لَا أَكَلَ بِهَا، وَلَكِنْ سَلِمْنَا أَنَّهُ أَكَلَ بِهَا لِعَدَمِ الْإِمْكَانِ فَهُوَ مَحَلُّ الضَّرُورَةِ كَمَا لَيْسَ لَهُ يَمِينٌ، فَلَهُ الْأَكْلُ بِالشَّمَالِ. قُلْتُ: حَاصِلُ هَذَا أَنَّ شَيْخَنَا مَنَعَ اسْتِدْلَالَ ابْنِ الْعَرَبِيِّ بِمَا ذَكَرَهُ، وَالْأَمْرُ فِيهِ أَنَّ السَّنَةَ أَنْ يَأْكُلَ بِالْأَصَابِعِ الثَّلَاثِ وَإِنْ أَكَلَ بِالْخَمْسِ فَلَا يَمْنَعُ، وَلَكِنَّهُ يَكُونُ تَارِكًا لِلسَّنَةِ إِلَّا عِنْدَ الضَّرُورَةِ فَافْتَهُمُ (عمدة القارى، كتاب الاطعمة، باب: لَعَقِ الْأَصَابِعِ وَمَصَّهَا قَبْلَ أَنْ تُمَسَّحَ بِالْمُنْدِيلِ)

اقول سبب الطول يوجد في البنصر اولاً والخنصر ثانياً، محمد رضوان .

۱ عن ابن عباس، قال: أَكَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفًا، ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ بِمَسْحٍ كَانَ تَحْتَهُ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى (سنن أبي داود، رقم الحديث ۱۸۹، باب في ترك الوضوء مما مسَّت النار)

قوله: " بمسح " المسح بكسر الميم وسكون السين: البلاس، والجمع " مسح " و " امسح " قوله: " كان تحته " صفة للمسح. وفيه فوائد، الأولى: جواز مسح اليد بالمسح وبأى شيء كان. والثانية: جواز استفراش المسح. والثالثة: الاكتفاء بالمسح عقيب الطعام بدون الغسل. وأخرج هذا الحديث ابن ماجه أيضاً (شرح ابى داود للعيني، كتاب الطهارة، باب: ترك الوضوء مما مسته النار)

وفيه: جواز مسح اليد بعد الطعام، وأنه لا يجب الغسل وإنما يستحب، فإذا مسح بالمنديل كفى، وإن غسلها فهو أكمل وأفضل (شرح سنن أبى داود لعبد العزيز بن عبد الله بن عبد الرحمن الراجحي، كتاب الطهارة، ترك الوضوء مما مست النار، شرح حديث ابن عباس في صلاة رسول الله بعد أكله من كتف دون وضوء)

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میٹھی چیز اور شہد کو پسند فرماتے تھے (بخاری، مسلم) ۱۔
اس لئے کھانے کے شروع یا آخر میں میٹھا کھانے کو سنت یا ممنوع قرار دیا جانا تو مشکل ہے۔
البتہ طبی لحاظ سے اگر کھانے میں میٹھی اور نمکین دونوں طرح کی چیزیں ہوں تو پہلے میٹھی چیز
کھانی چاہئے اور اس کے بعد نمکین، اگر میٹھی چیز تھوڑی مقدار میں ہو تو اس کو نمکین غذا کھانے
کے بعد کھانا چاہئے۔

کھانا کھانے کے بعد کچھ کھجور یا تھوڑا گڑ کھانے سے کھائی ہوئی غذا کے ہضم ہونے میں مدد ملتی
ہے اور قبض نہیں رہتا (ملاحظہ ہو: دیہاتی معالج حصہ اول صفحہ ۴۱ حکیم محمد سعید صاحب مرحوم؛ کتاب المفردات
المعروف بہ خواص الادویہ، مؤلفہ: حکیم مظفر حسین اعوان، ص ۳۸۴)

بعض احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا کھانے کے بعد کھجور کا تناول فرمانا ثابت
ہے (مسلم) ۲۔

(۹۱)..... حلال کھانے سے فارغ ہونے پر ”الحمد للہ“ کہیے۔

اگر دوسرے لوگ کھانے میں مشغول ہوں تو بلند آواز سے نہ کہیے اور اگر فارغ ہو چکے ہوں تو

۱۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ
الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ (بخاری، رقم الحدیث ۵۴۳۱، باب الحلواء والعسل؛ مسلم، رقم
الحدیث ۱۴۷۴؛ ترمذی، رقم الحدیث ۱۸۳۱؛ ابوداؤد، رقم الحدیث ۳۷۱۵)

وقیل: الحلواء کل شیء فیہ حلأوة (مرقاة، کتاب الاطعمة)

۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ، قَالَ: نَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي، قَالَ:
فَقَسَرْنَا إِلَيْهِ طَعَامًا وَوَطْبَةً، فَكَلَّ مِنْهَا، ثُمَّ أَتَى بِتَمْرٍ فَكَانَ يَأْكُلُهُ وَيُلْقِي النَّوَى بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ،
وَيَجْمَعُ السَّبَابَةَ وَالْوُسْطَى .

قَالَ شُعْبَةُ: هُوَ ظَنِّي وَهُوَ فِيهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ إلقاءُ النَّوَى بَيْنَ الْإِصْبَعَيْنِ - ثُمَّ أَتَى بِشَرَابٍ
فَقَسَرَبَهُ، ثُمَّ نَارَ لَهْدِي عَنْ يَمِينِهِ، قَالَ: فَقَالَ أَبِي: وَأَخَذَ بِلِجَامِ ذَائِبَتِهِ، أذْعُ اللَّهُ لَنَا، فَقَالَ:
اللَّهُمَّ، بَارِكْ لَهُمْ فِي مَا رَزَقْتَهُمْ، وَاغْفِرْ لَهُمْ وَأَرْحَمَهُمْ (مسلم، رقم الحدیث ۲۰۴۲،
بَابُ اسْتِحْبَابِ وَضْعِ النَّوَى خَارِجَ التَّمْرِ الْخ؛ ترمذی، رقم الحدیث ۳۵۷۶، بَابُ فِي
دُعَاءِ الضَّيْفِ)

بلند آواز سے کہنے میں حرج نہیں۔ ۱

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اُس بندے سے خوش ہوتے ہیں، جو کسی کھانے کے بعد اُس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہے، یا کوئی چیز پینے کے بعد اُس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہے (صحیح مسلم) ۲

(۹۴)..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانا کھانے کے بعد مختلف موقعوں پر کئی دعاؤں کا پڑھنا ثابت ہے۔

کھانے کے بعد ان میں سے کوئی دعا پڑھ لینی چاہئے، مختلف احادیث میں آئی ہوئی چند دعاؤں کو ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

۱ من السنة ان لا يرفع صوته بالحمد عند الفراغ من الاكل اذا لم يفرغ جلساءه ه كى لا يكون معنا لهم (مرقاة المفاتيح ج ۸ ص ۱۷۸، كتاب الاطعمة)
ولا يرفع بالحمد الا ان يكونوا فرغوا عن الاكل تاتر خانيه (ردالمحتار ج ۶ ص ۳۴۰ كتاب الحظر والاباحة)
وتحرم (الحمدلة) بعد اكل الحرام بل فى البرازية انه اختلف فى كفرة (ردالمحتار ج ۱، ص ۱۰، مقدمة)

۲ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يَأْكُلَ الْأَكْلَةَ فَيُحَمِّدُهُ عَلَيْهَا أَوْ يَشْرِبَ الشَّرْبَةَ فَيُحَمِّدُهُ عَلَيْهَا (مسلم، باب استحباب حمد الله تعالى بعد الأكل والشرب، واللفظ له؛ ترمذی، رقم الحديث ۱۸۱۶؛ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحديث ۲۴۹۸، فى التسمية على الطعام؛ مسند ابی یعلیٰ، رقم الحديث ۵۶۲۶)

قوله صلى الله عليه وسلم (ان الله ليرضى عن العبد ان يأكل الأكلة فيحمده عليها ويشرب الشربة فيحمده عليها) الأكلة هنا بفتح الهمزة وهى المرة الواحدة من الأكل كالأغداء والعشاء وفيه استحباب حمد الله تعالى عقب الأكل والشرب وقد جاء فى البخارى صفة التحميد الحمد لله حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه غير مكفى ولا مودع ولا مستغنى عنه ربنا وجاء غير ذلك ولو اقتصر على الحمد لله حصل أصل السنة (شرح النووى، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب استحباب حمد الله تعالى بعد الأكل والشرب)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانے سے فارغ ہو جاتے، تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے کہ:

الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا، طَيِّبًا مُبَارَكًا، غَيْرَ مَكْفِيٍّ، وَلَا مُؤَدِّعٍ، وَلَا مُسْتَغْنَى عَنْهُ رَبَّنَا.

سب تعریف اللہ کے لئے ہے ایسی تعریف جو بہت زیادہ، پاکیزہ، مبارک ہے، ایسی جو کبھی ختم اور رخصت نہ ہو، اور نہ اس کے بارے میں (ہماری طرف سے)

بے پروائی ہو، اے ہمارے رب (ابن ماجہ) ۱

ایک حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھانے سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھا کرتے تھے کہ:

اللَّهُمَّ أَطْعَمْتَ وَأَسْقَيْتَ، وَأَغْنَيْتَ وَأَقْنَيْتَ، وَهَدَيْتَ وَأَحْيَيْتَ، فَلَكَ الْحَمْدُ عَلَى مَا أَعْطَيْتَ.

اے اللہ! آپ نے کھلایا اور پلایا، اور آپ نے (کھانے پینے کی) ضرورت پوری فرمائی، اور آپ نے ہدایت عطا فرمائی، اور آپ نے حیات عطا فرمائی، پس آپ کے لئے حمد ہے اُن نعمتوں پر جو آپ نے عطا فرمائیں (مسند احمد) ۲

حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھاتے یا پیتے، تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے کہ:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَ، وَسَقَى وَسَوَّغَهُ وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا.

ہر قسم کی تعریف اس اللہ کے لئے ہے، جس نے کھلایا، اور پلایا، اور آسانی سے اندر

۱ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ، إِذَا رَفَعَ طَعَامَهُ أَوْ مَا بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا، طَيِّبًا مُبَارَكًا، غَيْرَ مَكْفِيٍّ، وَلَا مُؤَدِّعٍ، وَلَا مُسْتَغْنَى عَنْهُ رَبَّنَا (ابن ماجہ، رقم الحدیث ۳۲۸۳، بَابُ مَا يُقَالُ، إِذَا فَرَّغَ مِنَ الطَّعَامِ)

۲ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ رَجُلٌ خَدَمَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانَ مِئِينَ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قُرِبَ إِلَيْهِ طَعَامُهُ يَقُولُ " بِسْمِ اللَّهِ "، وَإِذَا فَرَّغَ مِنْ طَعَامِهِ قَالَ " اللَّهُمَّ أَطْعَمْتَ وَأَسْقَيْتَ، وَأَغْنَيْتَ وَأَقْنَيْتَ، وَهَدَيْتَ وَأَحْيَيْتَ، فَلَكَ الْحَمْدُ عَلَى مَا أَعْطَيْتَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۶۵۹۵)

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الصحيح.

پہنچایا، اور (پھر ہضم اور ضرورت پوری ہونے کے بعد) اس کے لئے خارج ہونے کا مقام بنایا (ابوداؤد) ۱

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کھانا کھایا، پھر یہ دعا پڑھی تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةَ.
سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے، جس نے مجھے یہ کھلایا، اور مجھے یہ رزق میرے حیلے و تدبیر اور میری قوت کے بغیر عطا فرمایا (ترمذی) ۲

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے کہ:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وَجَعَلَنَا مُسْلِمِينَ.

ہر قسم کی تعریف اس اللہ کے لئے ہے، جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا (مسنداحمد) ۳

۱ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَ، وَسَقَى وَسَوَّغَهُ وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا (سنن أبي داود، رقم الحديث ۳۸۵۱، بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا طَعِمَ)

۲ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ أَكَلَ طَعَامًا فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةَ، عُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ." هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَأَبُو مَرْحُومٍ اسْمُهُ: عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مَيْمُونٍ (ترمذی، رقم الحديث ۳۴۵۸، بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا فَرَّغَ مِنَ الطَّعَامِ؛ ابْنِ ماجه، رقم الحديث ۳۲۸۵)

۳ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا فَرَّغَ مِنْ طَعَامِهِ قَالَ: "الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وَجَعَلَنَا مُسْلِمِينَ" (مسند احمد، رقم الحديث ۱۱۲۷۶)

إسناده ضعيف، إسماعيل بن رباح، قال الإمام الذهبي في "الميزان": "شبه تابعي، ما أدري من ذا

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۹۳)..... کھانے کی اشیاء یا دسترخوان اٹھائے جانے سے پہلے خود اٹھ جانا گناہ نہیں، البتہ

﴿گزشتہ صفحے کا یقینہ حاشیہ﴾

خرج له أبو داود، وروی عنه أبو هاشم الرماني وحده، وحديثه مضطرب، رباح بن عبيدة : وهو السلمى الكوفى، فيه جهالة، وبقية رجاله ثقات (حاشية مسند احمد)
(كان إذا فرغ من طعامه) أى من أكله (قال الحمد لله الذى أطعمنا) لما كان الحمد على النعم يرتبط به القيد ويستجلب به المزيد أتى به صلى الله عليه وسلم تحريضا لأتمته على الناسى به ولما كان الباعث على الحمد هو الطعام ذكره أولا لزيادة الاهتمام وكان السقى من تتمته قال : وسقانا لأن الطعام لا يخلو عن الشرب فى أثنائه غالبا وختمه بقوله (وجعلنا مسلمين) عقب بالإسلام لأن الطعام والشراب يشاركان الآدمى فيه بهيمة الأنعام وإنما وقعت الخصوصية بالهداية إلى الإسلام كذا فى المطامح وغيره.

- (حم والضياء) المقدسى فى المختارة (عن أبى سعيد) الخدرى رمز المصنف لحسنه وخرجه البخارى فى تاريخه الكبير وساق اختلاف الرواة فيه. قال ابن حجر : هذا حديث حسن اه وتعقبه المصنف فرمز لحسنه لكن أورده فى الميزان وقال : غريب منكر. (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۶۷۵۶)

اس دعا کے بارے میں مسلمین سے پہلے لفظ ”من“ کا اضافہ عوام میں مشہور ہے۔ مگر تحقیق کرنے سے احادیث میں یہ اضافہ دستیاب نہ ہو سکا۔ چنانچہ ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد، سنن کبریٰ نسائی، شمائل ترمذی، دعوات الکبیر بیہقی، دعاء طبرانی، دعاء محمد بن فضیل ضعی، مسند عبد بن حمید، مصنف ابن ابی شیبہ، عمل الیوم والایات لابن سنی وغیرہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے جو حدیث مروی ہے، ان میں سے کسی میں یہ اضافہ نہیں ملا۔

البتہ کنز العمال میں بحوالہ مسند احمد و یوضیاء حضرت ابوسعید سے ان الفاظ میں حدیث درج ہے کہ:

كان إذا فرغ من طعامه قال : الحمد لله الذى أطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمين. (حم)

والضياء عن أبى سعيد) (کنز العمال، حدیث نمبر ۱۸۱۷۹، ج ۷ ص ۱۰۴)

مگر ہمیں مسند احمد اور دیگر کتب حدیث میں لفظ ”من“ کے اضافہ کے ساتھ یہ حدیث باسند طریقہ پر دستیاب نہیں ہو سکی، اور صاحب کنز العمال چونکہ دوسری کتب سے ناقل ہیں، نہ کہ خود راوی ہیں، اس لئے اصل کتب میں اس لفظ کے نہ پائے جانے کی وجہ سے کنز العمال پر اصل مراجع کو ترجیح حاصل ہوگی۔

ایک روایت میں حضرت ابوسعید خدری سے موقوفاً جو دعاء مروی ہے، اُس میں بھی یہ اضافہ نہیں ہے۔

عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ : كَانَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ إِذَا وَضِعَ الطَّعَامُ، قَالَ :

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وَجَعَلَنَا مُسْلِمِينَ (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث

۲۴۹۹۵، فى التسمية على الطعام)

عن أبى سعيد الخدرى قال : كان أبو سعيد إذا فرغ من طعام قال : الحمد لله الذى

أطعمنا وسقانا، وجعلنا مسلمين (الدعاء لمحمد بن بن فضيل الضبي، رقم

الرواية ۱۱۳)

بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ پہلے اشیاء یا دسترخوان اٹھایا جائے پھر خود اٹھیں۔

کھانا کھا کر کچھ حصہ بچا ہوا چھوڑ دینا درست نہیں، کیونکہ وہ عام طور پر ضائع چلا جاتا ہے۔ ۱

۱۔ ولا یقام عن الطعام حتی یرفع (الکافی فی فقہ اہل المدینة، لأبی عمر یوسف بن عبد اللہ بن عبد البر القرطبی، ج ۱، ص ۶۱۳)
ویکسرہ رفع یدہ قبلہم بلا قرینة وأن یرقیم غیرہ عن الطعام قبل فراغہ لما فیہ من قطع لذتہ ولا یقوم عن الطعام حتی یرفع (الإقناع فی فقہ الإمام أحمد بن حنبل، لموسی بن أحمد المقدسی، ج ۳، ص ۲۳۷، فصل - ویستحب أن یرسب أن یرسب الأخوان)
بعض روایات میں کھانا یا دسترخوان اٹھانے جانے سے پہلے خود اٹھنے کی ممانعت آئی ہے۔

عَنْ مُبِيرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهَى أَنْ يُقَامَ عَنِ الطَّعَامِ، حَتَّى يُرْفَعَ (ابن ماجه، رقم الحديث ۳۲۹۳، باب النهی أن یقام عن الطعام، حتی یرفع، وأن یکف یدہ، حتی یفرغ القوم؛ مسند الشامیین للطبرانی، رقم الحديث ۳۵۰۴)

عَنْ ابْنِ عَمْرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا وَضِعَتِ الْمَائِدَةُ، فَلَا يَقُومُ رَجُلٌ، حَتَّى تَرْفَعَ الْمَائِدَةُ، وَلَا يُرْفَعُ يَدُهُ، وَإِنْ شَبِعَ، حَتَّى يَفْرَغَ الْقَوْمُ، وَلْيُعَدِّرْ، فَإِنَّ الرَّجُلَ يُنْجِلُ جَلِيسَتَهُ، فَيَقْبِضُ يَدَهُ، وَعَسَى أَنْ يَكُونَ لَهُ فِي الطَّعَامِ حَاجَةٌ (ابن ماجه، رقم الحديث ۳۲۹۵، باب النهی أن یقام عن الطعام، حتی یرفع، وأن یکف یدہ، حتی یفرغ القوم؛ شعب الایمان، رقم الحديث ۵۴۷۷، فصل لا یناول مما قدم إلیه من لم یجلس معه شیئاً؛ حلیة الاولیاء، ج ۳، ص ۷۴)

مگر ان روایات کو بعض محدثین نے ضعیف اور بعض نے شدید ضعیف قرار دیا ہے، جبکہ بعض نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اس سے برتن میں بچا ہوا کھانا چھوڑ کر کھڑے ہونے کی ممانعت مراد ہے۔

وَذَكَرَ مِنْ طَرِيقِ أَبِي أَحْمَدَ مِنْ حَدِيثِ مُبِيرِ بْنِ الزُّبَيْرِ الشَّامِيِّ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - : " نَهَى أَنْ يُقَامَ عَنِ الطَّعَامِ حَتَّى يَرْفَعَ " ثُمَّ قَالَ : لَمْ يَسْمَعْ مَكْحُولٌ مِنْ عَائِشَةَ كَذَا ذَكَرَهُ مِنْ غَيْرِ مَزِيدٍ، لَمْ يَعْه بِسُؤَى الْإِنْقِطَاعِ. وَهُوَ لَوْ كَانَ مُتَّصِلًا مَا صَحَّ؛ لِأَنَّ مُبِيرَ بْنَ الزُّبَيْرِ، إِمَّا مَجْهُولٌ وَإِمَّا ضَعِيفٌ، وَذَلِكَ أَنَّهُ لَا يَعْرِفُ لَهُ كَبِيرٌ شَيْءٌ، وَلَا مِنْ رَوَى عَنْهُ، إِلَّا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ. وَقَدْ سَأَلَ أَبُو زُرْعَةَ الدَّمَشْقِيُّ دَحِيمًا عَنْهُ فَقَالَ: تَسْأَلُنِي عَنْهُ، وَهُوَ يَرُوى عَنِ مَكْحُولٍ قَالَ: آتَيْتِ الْمَقْدَادَ؟ فَهَذَا غَايَةُ الْمُنْكَرِ، وَلِذَلِكَ أَنْكَرَهُ دُحَيْمٌ، فَاعْلَمْهُ (بيان الوهم والإيهام في كتاب الأحكام، لعلي بن محمد القطان، ألقسم الثاني بيان الإيهام، تحت رقم الحديث ۷۴۱)
(نہی أن یقام عن الطعام حتی یرفع) هذا فی غیر مائدة أعدت لجلوس قوم بعد قوم كما ذكروه (هـ) من حدیث الولید بن مسلم عن منیر بن الزبیر عن مكحول (عن عائشة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۹۴)..... کھانے سے فارغ ہو کر اور انگلیوں پر جو کھانا لگا ہو، اُسے چاٹ کر ہاتھ دھونا سنت ہے۔ اگر اس وقت ہاتھ دھو کر تولیہ سے صاف کر لئے جائیں اور صابن وغیرہ سے ہاتھ دھولے جائیں تو کوئی حرج نہیں بلکہ صفائی کے زیادہ قریب ہے اور کلی کر لینا بھی بہتر ہے، بلکہ اگر کوئی مسواک کرے تو اور بھی بہتر ہے، تاکہ منہ کی اچھی طرح صفائی و نظافت

﴿ گزشتہ صفحے کا ابقیہ حاشیہ ﴾

ومنیبر هذا قال فی المیزان عن ابن حبان : یأتی عن الثقات بالمعضلات ثم أورد له هذا الخبر وهو مع ذلك منقطع فیما بین مکحول وعائشة فرمز المصنف لحسنه غیر حسن (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، تحت رقم الحدیث ۹۵۵۲)

قَوْلُهُ: (حَتَّى يُرْفَعَ) أَيْ: الطَّعَامُ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ، وَالظَّاهِرُ أَنَّ ذَلِكَ إِذَا بَقِيَ فِي الْإِنَاءِ شَيْءٌ مِنَ الطَّعَامِ، وَفِي الزُّوَائِدِ: فِي إِسْنَادِهِ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ مَدْلَسٌ وَكَذَلِكَ مَكْحُولٌ الدَّمَشْقِيُّ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ فِيهِ دُحِيمٌ ضَعِيفٌ، وَبِهِ قَالَ ابْنُ حِبَّانَ يَأْتِي عَنِ الثَّقَاتِ بِالْمُعْضَلَاتِ لَا تَحِلُّ الرَّوَايَةُ عَنْهُ إِلَّا عَلَى سَبِيلِ الْإِغْتِيَابِ (حاشیة السندی علی سنن ابن ماجه، باب النُّهْيُ أَنْ يَقَامَ عَنِ الطَّعَامِ حَتَّى يُرْفَعَ وَأَنْ يَكْفُ يَدَهُ حَتَّى يَفْرَغَ الْقَوْمَ)

"إذا وضعت المائدة فلا يقوم رجل حتى ترفع المائدة، ولا يرفع يده وإن شبع حتى يفرغ القوم، ولعذر فإن الرجل يدخل جلسه فيقبض يده وعسى أن يكون له في الطعام حاجة." ضعيف جدا. أخرجه ابن ماجه من طريق عبد الأعلى عن يحيى بن أبي كثير عن عروة بن الزبير عن ابن عمر مرفوعا. قال البوصيري في "الزوائد": في إسناده عبد الأعلى بن أعين وهو ضعيف. قلت: بل ضعيف جدا، قال أبو نعیم: روى عن يحيى بن أبي كثير المنكير. قلت: وهذه منها. وقال الدارقطني: ليس بثقة، وقال ابن حبان: لا يجوز الاحتجاج به.

والجملة الأولى من الحديث رويت بإسناد آخر ولكنه ضعيف جدا أيضا وهو:

"نهى أن يقام عن الطعام حتى يرفع." ضعيف جدا. أخرجه ابن ماجه من طريق الوليد بن مسلم عن منبر بن الزبير عن مكحول عن عائشة مرفوعا، قال البوصيري في "الزوائد": في إسناده الوليد بن مسلم مدلس، وكذلك مكحول الدمشقي، ومنبر بن الزبير قال فيه دحيم: ضعيف، وقال ابن حبان: يأتى عن الثقات بالمعضلات لا تحل الرواية عنه إلا على سبيل الاعتبار. وفي "الميزان" "بعد أن ذكر قول ابن حبان فيه وساق له هذا الحديث: والحديث أيضا منقطع، يعنى بين مكحول وعائشة، قال المناوى فى شرح "الجامع": "فرمز المصنف لحسنه غير حسن (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيء فى الأمة، تحت رقم الحدیث ۲۳۸، و ۲۳۹)

ہو جائے۔ ۱

کھانے سے فارغ ہو کر ہاتھ دھونے اور کھلی کرنے سے متعلق احادیث و روایات پہلے گزر چکی ہیں۔ حدیث شریف میں کھانا کھا کر ہاتھ دھوئے بغیر اسی حال میں سونے کی برائی آئی ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس حال میں سو گیا، کہ اس کے ہاتھ میں (کھانے وغیرہ کی) چکنائی کی بو ہے (اور دھوئے بغیر سو گیا تو) اگر اس کو کچھ تکلیف پہنچ جائے (مثلاً کوئی سوزی جانور کاٹ لے) تو اپنے آپ کو ہی برا کہے (ترمذی) ۲

اس قسم کی اور بھی احادیث ہیں۔ ۳

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

۱ والمراد (فی الحديث) من الوضوء الثاني غسل اليدين والقدم من الدسومات (مراقبة المفاتيح ج ۸ ص ۱۸۳، كتاب الاطعمة)

وكان ابن عمر ان لا يأكل الطعام الا استن يعني استاك (مصنف عبد الرزاق، ما ذكر في السواك)

والادب في الغسل بعد الطعام ان يبدأ بالشيوخ ويمسح بالمنديل ليكون اثر الغسل زائلاً بالكلية وفي الذخيرة وفي نوادر هشام سئلت محمداً عن غسل اليدين بالدقيق بعد الطعام هل هو مثل الغسل بالاشنان فاخبرني ان اباحنيفة وابايوسف لم يرا بأساً لتوارث الناس ذلك من غير تكبير (البحر الرائق، كتاب الكراهية، غسل اليدين قبل الطعام)

۲ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ بَاتَ وَفِي يَدِهِ رِيحٌ غَمْرٍ فَأَصَابَهُ شَيْءٌ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ (ترمذی، رقم الحديث ۱۸۶۰، بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْبَيْتُونَةِ وَفِي يَدِهِ رِيحٌ غَمْرٍ)

۳ عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أُمِّهِ فَاطِمَةَ ابْنَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِلَّا لَا يَلُومَنَّ امْرَأَةٌ، إِلَّا نَفْسَهُ، بَيْتٌ وَفِي يَدِهِ رِيحٌ غَمْرٍ» (ابن ماجه، رقم الحديث ۳۲۹۶، بَابُ مَنْ بَاتَ، وَفِي يَدِهِ رِيحٌ غَمْرٍ) عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ بَاتَ وَفِي يَدِهِ رِيحٌ غَمْرٍ، فَأَصَابَهُ شَيْءٌ، فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ لَمْ يَرَوْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ إِلَّا سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ (المعجم الاوسط، رقم الحديث ۵۴۳۱)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ بَاتَ وَفِي يَدِهِ رِيحٌ غَمْرٍ، فَأَصَابَهُ وَضَحٌ، فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ» (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۵۴۳۵)

رواه الطبرانی وإسناده حسن (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۹۵۵، باب غسل اليد من الطعام)

میں سونے سے پہلے اور سوکراٹھنے کے بعد؛ اور کھانے سے پہلے؛ اور کھانے سے فارغ ہو کر مسواک کرتا ہوں، جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

اس بارے میں آپ کا ارشاد سنا (مسند احمد) ۱

کھانا کھاتے وقت کچھ کھانے کا حصہ ہاتھوں پر لگا رہ جاتا ہے، جس کے بعد ان ہاتھوں کے مختلف چیزوں پر لگنے سے دوسری چیزیں گندی ہو سکتی ہیں، اور ان ہاتھوں پر مکھی، مچھر وغیرہ کے آنے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے، نیز اسی حال میں سو جانے سے کسی مضر چیز کے کھانے کے اثرات پر آن کر نقصان پہنچانے کا اندیشہ ہے۔

اور منہ و دانتوں میں بھی کھانے کے کچھ ذرات یا کھانے کا کچھ اثر باقی رہ جاتا ہے، جو بعد میں فاسد ہو کر بیماری، دانتوں کی کمزوری یا بدبو کا باعث بنتا ہے۔

اس لئے کھانے کے بعد ہاتھ دھو لینے چاہئیں، اگر چکنائی لگی ہو تو صابن وغیرہ سے صاف کرنا بہتر ہے، اور اگر کھلی اور اس کے ساتھ مسواک بھی کر لی جائے، تو بہت اچھا ہے۔ ۲

انگلیاں چاٹنے کے بعد دھوئے بغیر کپڑے یا شوپیر وغیرہ سے صاف کرنے میں حرج نہیں، وہ الگ بات ہے کہ ہاتھ دھو لینا زیادہ صفائی اور فضیلت کا باعث ہے، جیسا کہ کھانے سے فارغ ہو کر انگلیاں چاٹنے کے بیان میں پہلے گزرا۔

(۹۵)..... کھانے سے فراغت پر دانتوں کی درزوں میں پھنسنے ہوئے روٹی کے ٹکڑے اور ساگ ترکاری کے ریشے احتیاط کے ساتھ کسی صاف تنکے سے خلال کر کے نکال لینا بہتر ہے،

۱ لَقَدْ كُنْتُ أَسْتَنْ قَبْلَ أَنْ أُنَامَ وَبَعْدَ مَا أَسْتَيْقِظُ وَقَبْلَ مَا أَكُلُ وَبَعْدَ مَا أَكُلُ حِينَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَا قَالَ (مسند احمد، رقم الحديث ۹۱۹۳، مؤسسة الرسالة، بيروت، واللفظ له، شعب الايمان للبيهقي، رقم الحديث ۲۵۱۶).

حدیث صحیح، وهذا إسناد قوى (حاشیة مسند احمد)

وقال الهيثمي: رواه أحمد، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۲۱)

۲ وفي الذخيرة وفي نوادر هشام سئلت محمداً عن غسل اليدين بالذقيق بعد الطعام هل هو مثل الغسل بالاشنان فاخبرني ان ابا حنيفة وابا يوسف لم يرا بأساً لتوارث الناس ذلك من غير تكبير (البحر الرائق، كتاب الكراهية، غسل اليدين قبل الطعام)

مگر یہ کام کرتے وقت دوسروں کے مزاج کا لحاظ رکھنا چاہئے اور ایسے انداز سے پرہیز کرنا چاہئے جس سے دوسروں کو کراہیت پیدا ہو، اس کے بعد کلی کر کے منہ اور دانتوں کو اچھی طرح

صاف کر لینا چاہئے (ملاحظہ ہو: دیہانتی معالج، حصہ اول، صفحہ ۹۰)

بعض روایات میں کھانے سے فارغ ہو کر خلال کرنے کا ذکر ملتا ہے۔

چنانچہ ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلال کرنے والوں کی تعریف کرنے کا

ذکر ہے (ملاحظہ ہو: معجم کبیر طبرانی، مسند ابن ابی شیبہ) ۱

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

جس نے کھانا کھایا، تو جو (کھانے کا ذرہ) وہ اپنی زبان سے نکالے، اُسے نگل

لے، اور جو خلال کر کے نکالے تو اُسے باہر پھینک دے، جو یہ عمل کرے تو اچھا

ہے، اور جو ایسا نہ کرے تو کوئی حرج (وگناہ کی بات) نہیں (حاکم، ابوداؤد) ۲

۱ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: حَبِذَا
الْمُتَخَلِّلُونَ، قَالُوا وَمَا الْمُتَخَلِّلُونَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "الْمُتَخَلِّلُونَ بِالْوَضُوءِ،
وَالْمُتَخَلِّلُونَ مِنَ الطَّعَامِ، أَمَا تَخْلِيلُ الْوَضُوءِ: فَالْمُضْمَضَةُ، وَالْإِسْتِشْقُ، وَبَيْنَ الْأَصَابِعِ،
وَأَمَا تَخْلِيلُ الطَّعَامِ: فَمِنْ الطَّعَامِ، إِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ أَشَدَّ عَلَى الْمَلِكَيْنِ مِنْ أَنْ يَرِيَا بَيْنَ أَسْنَانِ
صَاحِبِهِمَا شَيْئًا وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي" (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث

۴۰۶۱، مسند ابن ابی شیبہ، رقم الحديث ۱۳)

قال الهيثمي: وَفِي إِسْنَادِهِمَا وَاصِلُ الرَّقَاشِيِّ، وَهُوَ ضَعِيفٌ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث

(۱۱۹۹)

وقال المنذرى: رواه الطبرانی في الكبير ورواه أيضا هو والإمام أحمد كلاهما مختصرا عن أبي
أيوب وعطاء قالا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حبذا المتخللون من أمتي في الوضوء والطعام
ورواه في الأوسط من حديث أنس ومدار طرفه كلها على واصل بن عبد الرحمن الرقاشي وقد وثقه
شعبة وغيره (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۳۳۷، الترغيب في تحليل الأصابع
والترهيب من تركه وترك الإسباغ إذا أخل بشيء من القدر الواجب)

۲ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَنْ أَكَلَ فَمَا لَأَكَّ بِلِسَانِهِ
فَلْيَلْعُ وَمَا تَخَلَّلَ فَلْيَلْفِظْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ (مستدرک حاکم، رقم

الحديث ۷۹۹، واللفظ له؛ ابوداؤد مطولا، رقم الحديث ۳۵، باب الاستتار في

الخلاء؛ مسند احمد، رقم الحديث ۸۸۳۸؛ سنن الدارمی؛ مسند الشاميين للطبرانی)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور جلیل القدر تابعی حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم خلال کرنے کا حکم فرماتے تھے، اور فرماتے تھے کہ اگر خلال نہ کیا جائے تو دانت (اور مسوڑھے) کمزور ہو جاتے ہیں (ابن ابی شیبہ) ۱۔
(۹۶)..... جن برتنوں میں غذائیں پکائی اور کھائی جائیں خواہ وہ کسی بھی دھات کے ہوں، ان کا صاف ستھرا ہونا ضروری ہے۔

طبی لحاظ سے مٹی کے برتن میں کھانا پکایا ہوا سب سے بہتر ہے بشرطیکہ برتن صاف ستھرا ہو (ملاحظہ ہو: بہشتی زیور، حصہ نم، صفحہ ۷)

اگر برتن تانبے یا پیتل کے ہوں تو ان کو قلعی کرائی جائے۔ بغیر قلعی کے برتنوں میں کھانے

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

وقال الذهبي: صحيح (حوالہ بالا)

فی حاشیہ مسند احمد: إسناده ضعيف لضعف حصين - وهو الحميري ثم الجبراني - ولجهالة أبي سعد الخبير، ويقال: أبو سعيد. سريج: هو ابن النعمان الجوهري، وثور: هو ابن يزيد الكلاعي الحمصي (تحت رقم الحديث ۸۸۳۸)

(وَمَنْ أَكَلَ فَمَا تَخَلَّلَ) : يَجُوزُ أَنْ تَكُونَ شَرْطِيَّةً وَالْجَزَاءُ (فَلْيَلْفِظْ) : بِالْكَسْرِ أَيْ: فَلْيَبْرُمْ وَلْيَطْرَحْ مَا أَخْرَجَهُ بِالْخِلَالِ مِنْ بَيْنِ أَسْنَانِهِ، وَالشَّرْطِيَّةُ جَزَاءُ الشَّرْطِ الْأَوَّلِ (وَمَا لَأَكْ) : عَطَفَ عَلَى مَا تَخَلَّلَ أَيْ: مَا أَخْرَجَهُ بِلِسَانِهِ. قِيلَ: اللُّوْكُ إِدَارَةُ الشَّيْءِ بِلِسَانِهِ (فَلْيَبْلِغْ) : وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ مَا مَوْصُولَةٌ مُبْتَدَأَ خَبْرَهُ فَلْيَلْفِظْ، وَالْفَاءُ فِي خَبَرِ الْمَوْصُولَةِ لِشَبْهِهِ بِالشَّرْطِ أَوْ لِتَضَمُّنِهِ لَهُ وَالْجُمْلَةُ جَزَاءُ الشَّرْطِ. قَالَ الْمُظْهَرُ: إِنَّمَا أَمَرَ بِلَفْظِ مَا تَخَلَّلَ لِأَنَّهُ زَيْمًا يَخْرُجُ مَعَ الْخِلَالِ دَمٌ بِخِلَافِ مَا لَأَكْ (مَنْ فَعَلَ) : أَيْ: مَا ذَكَرَ مِنْ رَمَى ذَاكَ عَنِ ابْتِلَاعِ هَذَا (فَلَقَدْ أَحْسَنَ) أَيْ: إِلَى نَفْسِهِ بِعَمَلِ الْإِحْتِيَاظِ (وَمَنْ لَا فَلَاحْرَجَ) وَإِنَّمَا نَفَى الْحَرْجَ لِأَنَّهُ لَمْ يُتَيَقَّنْ خُرُوجَ الدَّمِ مَعَهُ وَإِنْ تَيَقَّنَ حُرْمَ أَكْلِهِ (مِرْقَاةٌ، كِتَابُ الطَّهَارَةِ، بَابُ آدَابِ الْخُلَاءِ)

۱۔ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَ: كَانَ ابْنُ عَمَرَ يَأْمُرُ بِالتَّخْلِيلِ، وَيَقُولُ: إِنَّ ذَلِكَ إِذَا تَرَكَ

وَهُنَّ الْأَضْرَاسُ (مُصَنَّفُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، رَقْمُ الرَّوَايَةِ ۲۵۰۹۱، بَابُ التَّخْلِيلِ مِنَ الطَّعَامِ)

عَنْ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عَمَرَ: إِنَّ أَفْضَلَ الطَّعَامِ الَّذِي يُنْفَى مِنَ الْأَضْرَاسِ يُوهِنُ

الْأَضْرَاسَ (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۱۳۰۶۵)

قال الهيثمي: رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۷۹۵۲،

باب تخليل الأسنان)

پکانے یا ان میں کھانا رکھنے سے ان دھاتوں کا زہر غذاؤں میں پہنچ جاتا ہے۔ اگر پیتل یا تانبے کے برتن میں دہی یا چھاپھ رکھ دی جائے تو ان کا مزہ کسیلا ہو جاتا ہے، دہی، چھاپھ یا دوسری کھٹی چیزوں کے رکھنے سے تانبے پیتل کے برتنوں میں جو سبزی نظر آنے لگتی ہے، یہی زہر ہوتا ہے، اس لئے ان برتنوں میں بغیر قلعی کرائے کوئی کھٹی چیز پکانا، ان میں رکھنا اور کھانا مناسب نہیں ہے، ان کے علاوہ بغیر قلعی کرائے دوسری قسم کی چیزوں کے پکانے اور رکھنے سے بھی پرہیز کرنا بہتر ہے۔ غریب لوگ سستا ہونے کی وجہ سے ایلومینیم کے برتن بہت زیادہ استعمال کرتے ہیں، لیکن ان میں غذاؤں خصوصاً کھٹی غذاؤں اور ساگ پات کا پکانا اور ان میں رکھنا تندرستی کے لئے مضر ہے، ایلومینیم کے برتن میں دودھ یا پانی کو جوش دینے اور میٹھی چیزیں پکانے میں حرج نہیں، لیکن ان کو بھی پکانے کے بعد دوسرے برتن میں رکھ لینا مناسب ہے، غرض یہ کہ جہاں تک ہو سکے ان کے استعمال میں احتیاط برتی جائے۔

غریب لوگ ایلومینیم کے برتنوں کے بجائے مٹی کے برتن استعمال کریں تو اچھا ہے، لیکن ان کو صاف ستھرا رکھنا ضروری ہے۔ مٹی کے برتنوں کو استعمال کرنے کے بعد اچھی طرح دھویا جائے، اس کے بعد دھوپ میں خشک کر کے رکھا جائے (دیہاتی معالج، حصہ اول، صفحہ ۷۸)

(۹۷)..... طبی لحاظ سے چاول کھانے کے بعد تریبوز کھانا مناسب نہیں ہے، اسی طرح گوشت خصوصاً مچھلی کھا کر دودھ نہیں پینا چاہئے، دودھ چاول کھانے کے بعد سٹو اور دودھ پینے کے بعد کوئی کھٹی چیز یا پان کھانا اچھا نہیں ہے (دیہاتی معالج، حصہ اول، صفحہ ۴۱، بتیر)

(۹۸)..... برسات کے موسم میں خصوصاً جب کہ ہیضہ اور ملیبیر یا پھیلا ہوا ہو، کھانے کے ساتھ دیسی سرکہ، سرکہ کی چٹنی، لیموں، املی اور انار دانہ کی چٹنی، پودینہ اور پیاز کا استعمال مفید ہوتا ہے (دیہاتی معالج، حصہ اول، صفحہ ۴۱، بتیر)

(۹۹)..... سردیوں میں قوتِ ہاضمہ اچھی اور قوی ہوتی ہے، جسم کے اندرونی حصہ میں حرارتِ غریزی (بدن کی اصل حرارت جس کو "ہیٹل ہیٹ" بھی کہتے ہیں) بڑھی ہوئی ہوتی

ہے، اس لیے اس موسم میں گڑ، شکر، ہر قسم کی مٹھائیاں اور حلوے، نیز دوسری مرغن غذائیں خوب ہضم ہوتی اور بدن کو طاقت دیتی ہیں نیز حرارتِ غریزی کو بڑھاتی ہیں، گوشت خور لوگ اس موسم میں گوشت، مچھلی اور انڈے کھا کر اپنے جسم کو طاقت ور بنا سکتے ہیں، البتہ گرمیوں میں اس قسم کی چیزوں کا استعمال جس قدر کم کر دیا جائے بہتر ہے۔

گرمیوں میں ٹھنڈی سبز ترکاریاں تازہ پھل، دودھ، دہی، دہی کی لسی، چھاچھ اور پنیر جس قدر استعمال کریں مناسب ہے، برسات میں بھی یہی چیزیں مناسب ہیں۔

البتہ برسات کے موسم میں لسی اور چھاچھ پینے میں احتیاط کرنی چاہئے، اس موسم میں چھاچھ اگر پیئیں تو وہ تازہ بہ تازہ ہو، سبز ترکاریوں کی بھیجہ پکا کر کھائیں، کبھی کبھی گُلگے، پوڑے، سہال (پوری، کچوری) وغیرہ پکوان بھی کھانے میں حرج نہیں۔

لیکن اس موسم میں کھانے کے ساتھ لیموں کارس یا اس کا اچار، سرکہ اور املی اور ان سے بنائی ہوئی چٹنیاں کھانے سے جسم کو بہت فائدہ پہنچتا ہے (دیہاتی معالج، ج ۱ صفحہ ۴۲، بتیم)

(۱۰۰)..... اگر کسی دوسرے نے کھانا کھلایا خواہ دوسرے کے یہاں جا کر کھایا ہو یا دوسرے نے آپ کے پاس کھانے کے لئے بھیج دیا ہو تو کھانے سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض دعاؤں کا پڑھنا ثابت ہے۔

جن میں سے ایک دعا یہ ہے کہ:

اللَّهُمَّ أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنِي وَاسْقِ مَنْ سَقَانِي.

اے اللہ! جس نے مجھے کھانا کھلایا، آپ اس کو کھلایئے، اور جس نے مجھے پلایا،

آپ اسے پلایئے (مسلم) ۱

۱۔ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَلَّمَ كَمَا كَانَ يُسَلِّمُ، ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى، ثُمَّ أَتَى شَرَابَهُ فَكَشَفَ عَنْهُ، فَلَمْ يَجِدْ فِيهِ شَيْئًا، فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، فَقُلْتُ: أَلَا يَدْعُو عَلَيَّ فَأَهْلِكُ، فَقَالَ اللَّهُمَّ، أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنِي، وَاسْقِ مَنْ سَقَانِي (مسلم، باب إكرام الضيف وفضل إيفاره، عن المِقْدَادِ)

اور ایک دعایہ ہے کہ:

اللَّهُمَّ، بَارِكْ لَهُمْ فِي مَا رَزَقْتَهُمْ، وَاعْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ.

اے اللہ! ان کو ان کے رزق میں برکت عطا فرمائیے، اور ان کی مغفرت فرمائیے،

اور ان پر رحم فرمائیے (صحیح مسلم) ۱۔

اور کھانا کھلانے والا اگر سامنے ہو تو اس کو مخاطب کر کے یہ دُعا پڑھنا بھی سنت سے ثابت ہے:

أَكَلَ طَعَامَكُمْ الْأَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمْ الْمَلَائِكَةُ، وَأَفْطَرَ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ.

(اللہ کرے کہ) تمہارا کھانا نیک صالح لوگ کھائیں اور تمہارے لئے فرشتے

رحمت کی دُعا کریں اور تمہارے پاس روزہ دارا افطار کریں (مسند احمد، ابوداؤد) ۲۔

(۱۰۱)..... اگر کسی ایسے شخص کے ساتھ کھانا کھائے کہ جو آفت زدہ ہو، یا اس کو ایسی بیماری

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ، قَالَ: نَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي، قَالَ: فَقَرَّبْنَا إِلَيْهِ طَعَامًا وَوَطْبَةً، فَأَكَلَ مِنْهَا، ثُمَّ أَتَى بَعْمُرَ فَكَانَ يَأْكُلُهُ وَيُلْقِي النَّوَى بَيْنَ إصْبَعَيْهِ، وَيَجْمَعُ السَّبَابَةَ وَالْوُسْطَى - قَالَ شُعْبَةُ: هُوَ ظَنِّي وَهُوَ فِيهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ إلقاءُ النَّوَى بَيْنَ الْإِصْبَعَيْنِ - ثُمَّ أَتَى بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ، ثُمَّ نَأَوَلَهُ الَّذِي عَنْ يَمِينِهِ، قَالَ: فَقَالَ أَبِي: وَأَخَذَ بِلِجَامِ ذَاتِيهِ، أذْعُ اللَّهُ لَنَا، فَقَالَ: اللَّهُمَّ، بَارِكْ لَهُمْ فِي مَا رَزَقْتَهُمْ، وَاعْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ (مسلم، رقم الحديث ۲۰۴۲، بَابُ اسْتِحْبَابِ وَضْعِ النَّوَى خَارِجَ التَّمْرِ الخ؛ ترمذی، رقم الحديث ۳۵۷۶، بَابُ فِي دُعَاءِ الضَّيْفِ)

۲۔ عَنْ أَنَسٍ، أَوْ غَيْرِهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَأْذَنَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَقَالَ: "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ"، فَقَالَ سَعْدٌ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، وَكَمْ يُسْمِعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى سَلَّمَ ثَلَاثًا، وَرَدَّ عَلَيْهِ سَعْدٌ ثَلَاثًا، وَكَمْ يُسْمِعُهُ فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاتَّبَعَهُ سَعْدٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، يَا أَبَى أَنْتَ وَأُمِّي، مَا سَلَّمْتُ تَسْلِيمَةَ إِلَّا هِيَ بِأَذْنِي، وَقَلَّدَ رَدَّدْتُ عَلَيْكَ وَكَمْ أَسْمِعُكَ، أَحَبَّبْتُ أَنْ أَسْتَكْفِرَ مِنْ سَلَامِكَ، وَمِنْ الْبُرْكَيَةِ، ثُمَّ أَدْخَلَهُ الْبَيْتَ فَقَرَّبَ لَهُ زَبِيئًا، فَأَكَلَ نَبِيَّ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: "أَكَلَ طَعَامَكُمْ الْأَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمْ الْمَلَائِكَةُ، وَأَفْطَرَ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ" (مسند احمد، رقم الحديث ۱۲۴۰۶، واللفظ له؛ ابوداؤد، رقم الحديث ۳۸۵۴)

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

لاحق ہو کہ اُس کی بیماری لگنے کا ڈر ہو، تو یہ دعا پڑھ لینا چاہئے، اس دعا کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے ضرر سے حفاظت رہے گی۔

بِسْمِ اللّٰهِ ثِقَّةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلاً عَلٰى اللّٰهِ .

اللہ کے نام سے، اللہ پر اعتماد کرتے ہوئے اور اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے (ترمذی،

ابوداؤد) ۱

(۱۰۴)..... حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص کھانے پر یہ دعا پڑھ لے اسے کھانے کی وجہ سے کسی قسم کا نقصان نہ ہوگا۔

بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْأَسْمَاءِ لِلّٰهِ مَا فِي الْأَرْضِ وَفِي السَّمَاءِ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ دَاءٌ ، أَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيهِ بَرَكَاتٌ وَعَافِيَةً وَشِفَاءً .

اللہ کے نام سے جو سب ناموں میں بہترین نام ہے، اللہ ہی کی ملکیت و قبضے میں

۱ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِ مَجْدُومٍ فَأَدْخَلَهُ مَعَهُ فِي الْقِصْعَةِ، ثُمَّ قَالَ : كُلْ بِسْمِ اللَّهِ، ثِقَّةً بِاللَّهِ، وَتَوَكُّلاً عَلَيْهِ (ترمذی، رقم الحدیث ۱۸۱۷، بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَكْلِ مَعَ الْمَجْدُومِ، وَاللَّفْظُ لَهُ ؛ ابوداؤد، رقم الحدیث ۳۹۲۵؛ مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۷۱۹۶؛ شعب الایمان، رقم الحدیث ۱۲۹۳)

قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ فَضَالَةَ وَالْمُفَضَّلِ بْنِ فَضَالَةَ هَذَا شَيْخُ بَصْرِيِّ، وَالْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ شَيْخُ آخَرُ مِصْرِيِّ أَوْثَقُ مِنْ هَذَا وَأَشْهُرُ وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ، عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ، أَنَّ عُمَرَ، أَخَذَ بِيَدِ مَجْدُومٍ، وَحَدِيثٌ شُعْبَةُ أَشْبَهُ عِنْدِي وَأَصَحُّ (حوالہ بالا)

قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ (حوالہ بالا)

وقال الذهبي: صحيح (حوالہ بالا)

عن جابر رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أخذ بيد مجذوم فأدخله معه في القيصعة ثم قال كل بسم الله ثقة بالله وتوكل عليه رواه أبو داود والترمذی وابن ماجه وابن حبان في صحيحه واللفظ للترمذی المجذوم اسمه معيقيب ابن أبي فاطمة الدوسی وهو مولی سعيده بن العاص قال أبو علی بن السکن ولم یکن فی الصحابة مجذوم غیره وكان عمر رضي الله عنه یواکله (سلاح المؤمن فی الدعاء والذکر، لأبی الفتح محمد بن محمد بن علی بن همام، ما یقول إذا أكل مع ذی عاهة)

ہیں سب چیزیں جو زمین میں ہیں اور جو آسمان میں ہیں، اس کے نام کے ساتھ کوئی مرض ضرر نہیں پہنچا سکتا، اے اللہ اس (کھانے) میں برکت اور عافیت اور شفا رکھ دیجئے (مصنف ابن ابی شیبہ) ۱

ایک حدیث میں ہے کہ جو کوئی یہ دعا پڑھ لے تو اس کو کوئی چیز ضرر نہیں پہنچا سکتی:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّهُ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ.

اللہ کے نام سے، جس کے نام سے زمین و آسمان کی کوئی چیز ضرر نہیں پہنچا سکتی، اور وہ خوب سُننے والا جاننے والا ہے (مسند احمد) ۲

(۱۰۴)..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب پہلا پھل دیکھتے، تو اُس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے لیتے تو یہ دعا فرماتے کہ:

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي

۱ عَنْ عَتْرِيسِ بْنِ غُرْقُوبٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: مَنْ قَالَ حِينَ يُوَضَعُ طَعَامُهُ: بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرَ الْأَسْمَاءِ، لِلّٰهِ مَا فِي الْأَرْضِ وَفِي السَّمَاءِ، لَا يَضُرُّهُ مَعَ اسْمِهِ دَاءٌ، اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِيهِ بَرَكَتًا وَعَافِيَةً وَشِفَاءً، فَلَا يَضُرُّهُ ذَلِكَ الطَّعَامُ مَا كَانَ (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحديث ۲۴۹۸۸، في التسمية على الطعام)

عن السري بن يحيى، عن سليمان، أن جارية كانت لأبي مسلم قالت له يا أبا مسلم، ما زلت أجعل السم في طعامك منذ كذا، وكذا فما أراه ضرك، قال: ولم جعلت ذلك؟ قالت: لأنى جارية شابة إلى جانبك فلا أنت تدنيني من فراشك، ولا أنت تبعني قال: إنى كنت أقول إذا أردت أن أكل: بسم الله خير الأسماء الذي لا يضر مع اسمه داء رب الأرض ورب السماء (شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة للالكائي، رقم الرواية ۲۴۶۱، سياق ما روى من كرامات التابعين من أهل الشام فمنهم أبو مسلم عبد الله بن ثوب)

۲ عَنْ أَنَانَ بْنِ عُفْمَانَ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنْ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّهُ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ، لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ (مسند احمد، رقم الحديث ۴۴۶)

في حاشية مسند احمد: إسناده حسن.

صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا.

اے اللہ ہمارے پھل میں برکت عطا فرما اور ہمارے شہر میں برکت عطا فرما اور ہمارے صاع (تولنے کے پیمانے) میں برکت عطا فرما اور ہمارے مد (ناپنے کے پیمانے) میں برکت عطا فرما (صحیح مسلم) ۱

(۱۰۴)..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب موسم کا پہلا پھل آتا تو آپ اُس کو اپنی آنکھوں پر رکھتے اور پھر یہ دعا پڑھتے کہ:

اللَّهُمَّ كَمَا أَطَعَمْتَنَا أَوْلَاهُ فَأَطْعِمْنَا آخِرَهُ.

اے اللہ! جس طرح آپ نے ہمیں اس کا اول (یعنی موسم کا پہلا پھل) کھلایا، تو آپ اس کا آخری پھل بھی ہمیں کھلایئے (معجم کبیر طبرانی) ۲

اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ پورے موسم میں اس پھل کے عطا فرمانے میں برکت سے نوازیں گے۔

کھانے کے آداب کا ذکر بحمد اللہ تعالیٰ مکمل ہوا۔ آگے پینے کے آداب کا ذکر کیا جاتا ہے، اور پینے کے مفہوم میں پانی اور دیگر مشروبات سب شامل ہیں۔

۱ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا أَوَّلَ الثَّمَرِ جَاءُوا بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا أَخَذَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثَمَرِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا، اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَبْدَكَ وَخَلِيلَكَ وَنَبِيَّكَ، وَإِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ، وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ، وَإِنِّي أَدْعُوكَ لِلْمَدِينَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ، وَمِثْلَهُ مَعَهُ، قَالَ: ثُمَّ يَدْعُو أَصْغَرَ وَلِيدَهُ لِيُعْطِيَهُ ذَلِكَ الثَّمَرَ (مسلم، باب فضل المدينة)

۲ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أتَى بِأَبْأَثَرٍ مِنَ الثَّمَرِ وَضَعَهُ عَلَى عَيْنَيْهِ ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ كَمَا أَطَعَمْتَنَا أَوْلَاهُ فَأَطْعِمْنَا آخِرَهُ، ثُمَّ يَأْمُرُ بِهِ لِلْمَوْلُودِ مِنْ أَهْلِهِ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۱۲۲)

قال الهيثمي: رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَالصَّغِيرِ وَرَوَاهُ: كَانَ إِذَا أتَى بِأَبْأَثَرٍ مِنَ الثَّمَرِ قَبْلَهَا وَجَعَلَهَا عَلَى عَيْنَيْهِ. وَرَجُلًا الصَّغِيرِ رَجُلًا الصَّحِيحِ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۸۰۰۲)

پینے کے آداب

(۱۰۵)..... کھانے کے شروع، آخر یا درمیان میں پانی پینے کے مسنون یا ممنوع ہونے کا

احادیث میں صراحتاً ذکر نہیں ملتا۔ ۱

طبی لحاظ سے کھانا کھانے سے پہلے متصل اور کھانا کھانے کے بعد متصل پانی پینا مناسب نہیں ہے، البتہ اگر ضرورت ہو تو کھانا کھانے کے درمیان قدرے پانی پی لیا جائے، پیاس لگے تو بعد میں بھی پیا جاسکتا ہے، اس میں بھی بہتر ہے کہ پانی تھوڑی مقدار میں چوسنے کی شکل میں

پیا جائے۔ ۲

کھانے سے پہلے اور کھانے کے فوراً بعد اور اسی طرح کھانے کے دوران بے تحاشا پانی پینے

۱ البتہ بعض موقعوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانے کے بعد پینا ثابت ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ، قَالَ: نَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ أَبِي، قَالَ: فَقَرَّبْنَا إِلَيْهِ طَعَامًا وَوَطْبَةً، فَأَكَلَ مِنْهَا، ثُمَّ أَتَى بِتَمْرٍ فَكَانَ يَأْكُلُهُ وَيُلْقِي النَّوَى بَيْنَ إصْبَعَيْهِ، وَيَجْمَعُ السَّبَابَةَ وَالْوَسْطَى - قَالَ شُعْبَةُ: هُوَ ظَنِي وَهُوَ فِيهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ إِقْفَاءُ النَّوَى بَيْنَ الْإِصْبَعَيْنِ - ثُمَّ أَتَى بِشَرَابٍ فَشَرَبَهُ، ثُمَّ نَازَلَهُ الَّذِي أَلْدَى عَنْ يَمِينِهِ، قَالَ: فَقَالَ أَبِي: وَأَخَذَ بِلِجَامِ ذَائِبَتِهِ، أَدْعُ اللَّهَ لَنَا، فَقَالَ: اللَّهُمَّ، بَارِكْ لَهُمْ فِي مَا رَزَقْتَهُمْ، وَارْحَمْهُمْ (مسلم، رقم الحديث ۲۰۴۲، بَابُ اسْتِحْبَابِ وَضْعِ النَّوَى خَارِجَ التَّمْرِ الْخِ، ترمذی، رقم الحديث ۳۵۷۶، بَابُ فِي دُعَاءِ الضَّيْفِ)

۲ کھانے کے بعد کئی مسنون دعاؤں میں کھانے کے ساتھ پینے کی نعمت پر بھی شکر کا ذکر ہے، جس سے معلوم

ہوتا ہے کہ کھانے کے دوران بقدر ضرورت پانی پینا من وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ رَجُلٌ خَدَمَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانَ سِنِينَ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قُرِبَ إِلَيْهِ طَعَامُهُ يَقُولُ: "بِسْمِ اللَّهِ"، وَإِذَا فَرَعَ مِنْ طَعَامِهِ قَالَ: "اللَّهُمَّ أَطْعَمْتَ وَأَسْقَيْتَ، وَأَغْنَيْتَ وَأَقْنَيْتَ، وَهَدَيْتَ وَأَحْيَيْتَ، فَلَكَ الْحَمْدُ عَلَيَّ مَا أَغْطَيْتَ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۵۹۵)

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الصحيح.

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ قَالَ: "الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَ، وَسَقَى وَسَوَّغَهُ وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا (سنن أبي داود، رقم الحديث ۳۸۵۱، بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا طَعِمَ)

سے ہضم خراب ہو جاتا ہے اور جب بار بار اس عادت کو دہرایا جاتا ہے تو قوتِ ہاضمہ کمزور ہو جاتی ہے عام حالات میں جبکہ پیاس وغیرہ نہ لگ رہی ہو، کھانا کھانے کے دو تین گھنٹے بعد پانی پینا مناسب ہوتا ہے (ملاحظہ ہو: دیہاتی معالج، حصہ اول، صفحہ ۲۲، ۲۳، ۲۴ ترجمہ و تشریح کلیات قانون لابن سینا، حصہ اول، ص ۱۷۳) ۱۔

(۱۰۶)..... پانی کا ایک یا دو سانس میں پینا گناہ نہیں، اور اسی طرح تین سانس سے زائد میں پینا بھی گناہ نہیں، بالخصوص جبکہ کسی ضرورت سے ایسا کیا جائے، مثلاً کسی بیماری یا پانی کے غیر معمولی ٹھنڈا ہونے کی وجہ سے تھوڑا تھوڑا کر کے تین سے زیادہ مرتبہ پیا جائے۔ ۲۔
لیکن تین سانس میں اطمینان کے ساتھ پینا افضل اور مسنون ہے۔

۱۔ ولم یکن من ہدیہ ان یشرب علی طعامہ فیفسدہ، ولا سیمان کان الماء حارا اوبار دافانہ ردی جدا قال الشاعر:

ودخول الحمام تشریب ماء

لا تکن عند اکل سخن وبرد

لم تخف ما حییت فی الجوف داء

فاذا ما جنبت ذلک حقا

ویکرہ شرب الماء عقبیة الریاضة والتعب وعقبیة الجماع وعقبیة الطعام وقبلة وعقبیة اکل الفاکهة وان کان شرب عقبیة بعضها اسهل من بعض وعقبیة الحمام وعند الانتباه من النوم. فهذا کله منافی لحفظ الصحة ولا اعتبار بالعوائد فانها طابع ثوان (الطب النبوی لابن القیم، فصل: فی ہدیہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ہیئة الجلوس للأکل، الناشر: دار الکتب العربی، بیروت، لبنان) ولا یشرب بعد الاکل الی ان یخف اعالی البطن الا بمقدار ما یسکن به العطش (الآداب الشرعیة، فصل فی العلاج وحفظ الصحة بدفع کل شیء بضده)

۲۔ فَاِنْ قُلْتَ: مَا التَّوْفِیْقُ بَيْنَهُمَا؟ قُلْتَ: هَذَا لَيْسَ بِنَصِّ عَلَی الْمَرْتَبِیْنَ بَلْ هُوَ مِنْ بَابِ الْاِكْتِفَاءِ، وَالْأَصْلُ أَنَّ الْمُسْتَحَبَّ الشَّرْبُ فِی ثَلَاثَةِ أَنْفَاسٍ. وَفِی حَدِیثِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْمَذْكُورِ عَنْ قَرِیْبٍ، وَهُوَ قَوْلُهُ اشْرَبُوا مِثْنِی وَثَلَاثَ، وَفِیهِ الْاِقْتِصَارُ عَلَی الشَّرْبِ مَرَّتَیْنِ إِذَا حَصَلَ الْاِكْتِفَاءُ بِذَلِكَ، وَلَكِنْ یَنْبَغِی أَنْ یَزِیدَ ثَلَاثَةَ، وَإِنْ اِكْتَفَى بِمَرَّتَیْنِ. وَاخْتَلَفُوا: هَلْ یَجُوزُ الشَّرْبُ بِنَفْسٍ وَاحِدَةٍ؟ قَرِیْبٌ عَنْ ابْنِ الْمُسَیْبِ وَعَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّهُمَا أَجَازَاهُ بِنَفْسٍ وَاحِدَةٍ، وَزَوَّی عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَطَاوُوسٍ وَعِکْرَمَةَ كَرَاهَةَ الشَّرْبِ بِنَفْسٍ وَاحِدَةٍ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هُوَ شَرْبُ الشَّیْطَانِ، وَقَالَ الْأَثْرَمُ: هَذِهِ الْأَحَادِیْثُ فِی ظَاهِرِهَا مُخْتَلَفَةٌ وَالْوَجْهُ فِیْهَا عِنْدَنَا أَنَّهُ یَجُوزُ الشَّرْبُ بِنَفْسٍ وَابْنِیْنِ وَثَلَاثَةَ وَبَأْكَثَرٍ مِنْهَا، لِأَنَّ اخْتِلَافَ الرَّوَایَةِ فِی ذَلِكَ یدل عَلَی التَّسْهِیلِ فِیْهِ، وَإِنْ اخْتَارَ الثَّلَاثَ فَحَسَنٌ (عمدة القاری، کتاب الاشریة، باب الشَّرْبِ بِنَفْسَیْنِ أَوْ ثَلَاثَةِ)

اور ہر مرتبہ برتن کو الگ کر کے سانس لینا چاہئے، برتن کے اندر سانس لینا مناسب نہیں۔

ایک دم بہت سا پانی حلق میں ڈالنا طبی لحاظ سے صحت کے لئے مضر ہے۔

اور پانی پینے سے پہلے بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ پڑھنا سنت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی چے، تو برتن کے اندر

سانس نہ لے، پھر اگر (سانس لینے کے بعد) دوبارہ پینا چاہے تو برتن کو الگ

کر دے، پھر اگر چاہے تو چے (ابن ماجہ) ۱

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب پانی پیتے تھے، تو تین سانس میں پیتے تھے، اور فرماتے

تھے کہ یہ زیادہ لذیذ اور جلد ہضم ہونے والا اور زیادہ صحت بخش ہے (ابوداؤد) ۲

۱ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ، فَلَا يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَعُودَ، فَلْيُنْحِ الْإِنَاءَ، ثُمَّ لِيُعَدَّ إِنْ كَانَ يُرِيدُ (سنن ابن ماجہ، رقم الحديث ۳۴۲۷، بَابُ التَّنَفُّسِ فِي الْإِنَاءِ)

قَالَ الْأَمْرُ اخْتِلَافَ الرَّوَابِيَةِ فِي هَذَا دَالٌّ عَلَى الْجَوَازِ وَعَلَى اخْتِيَارِ الثَّلَاثِ وَالْمُرَادُ بِالنَّهْيِ عَنِ التَّنَفُّسِ فِي الْإِنَاءِ أَنْ لَا يَجْعَلَ نَفْسَهُ دَاخِلَ الْإِنَاءِ وَلَيْسَ الْمُرَادُ أَنْ يَتَنَفَّسَ خَارِجَهُ طَلَبَ الرَّاحَةِ وَاسْتِدْلًا بِهِ لِمَالِكٍ عَلَى جَوَازِ الشَّرْبِ بِنَفْسٍ وَاحِدٍ وَأَخْرَجَ بِن أَبِي شَيْبَةَ الْجَوَازَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ وَطَائِفَةٍ وَقَالَ عَمْرُ بْنُ عَبْدِ الْمَعْزِيِّ إِنَّمَا نَهَى عَنِ التَّنَفُّسِ دَاخِلَ الْإِنَاءِ فَأَمَّا مَنْ لَمْ يَتَنَفَّسْ فَإِنْ شَاءَ فَلْيَشْرَبْ بِنَفْسٍ وَاحِدٍ قُلْتُ وَهُوَ تَفْصِيلٌ حَسَنٌ وَقَدْ وَرَدَ الْأَمْرُ بِالشَّرْبِ بِنَفْسٍ وَاحِدٍ مِنْ حَدِيثِ أَبِي قَتَادَةَ مَرْفُوعًا أَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ وَهُوَ مَحْمُولٌ عَلَى التَّفْصِيلِ الْمَذْكُورِ (فتح الباری لابن حجر، کتاب الاشریة، قَوْلُهُ بَابُ الشَّرْبِ بِنَفْسَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ)

تم اشرب وفيه إيماء إلى جواز الاقتصار على مرتين، وإن كان التثليث أنفس لكونه أمراً وأهناً وأروى؛ ولأن الله وتر يحب الوتر، وهو أكثر أحواله من عادته - صلى الله عليه وسلم - ولم يرد في حديث أنه - صلى الله عليه وسلم - اقتصر على مرة، وإن كان هذا الحديث يفيد جوازه إذا روى من نفس واحد (مرقاة المفاتيح، باب الأشریة)

۲ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ: " إِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ ثَلَاثًا، وَقَالَ: هُوَ أَهْنُ، وَأَمْرًا، وَأَنْبَرًا " (ابوداؤد، رقم الحديث ۳۷۲۷، بَابُ فِي السَّاقِي مَتَى يَشْرَبُ)

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا، وَيَقُولُ:

﴿بِقِيَّةِ حَاشِيَةِ كَلِمَةِ صَفِيٍّ بِرَمَلٍ حَظْرًا مَائِيًّا﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین سانس میں پیتے تھے، جب برتن کو اپنے منہ کے قریب لاتے، تو اللہ کا نام لیتے، اور جب اُس کو الگ کرتے تو اللہ کی حمد کرتے، یہ عمل تین مرتبہ کرتے تھے (طبرانی) ۱

اور حضرت نوفل بن معاویہ دیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سانس میں پیتے ہوئے دیکھا، اُس کے شروع میں اللہ کا نام لیا، اور اس کے آخر میں اللہ کی حمد کی (طبرانی) ۲

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

إِنَّهُ أَرَوَى وَأَبْرَأُ وَأَمْرَأُ، قَالَ أَنَسُ: فَإِنَّا أَنْتَفَسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا (مسلم، بَابُ كَرَاهَةِ التَّنْفَسِ فِي نَفْسِ الْإِنَاءِ، وَاسْتِحْبَابِ التَّنْفَسِ ثَلَاثًا خَارِجَ الْإِنَاءِ)

(کان إذا شرب تنفس) خارج الإناء (ثلاثاً) من الممرات إن كان يشرب ثلاث دفعات والمراد التنفس خارج الإناء يسمى الله في أول كل مرة ويحمده في آخرها كما جاء مصرحاً به في رواية واستحب بعضهم أن يكون التنفس الأول في الشرب خفيفاً والثاني أطول والثالث إلى ربه ولم أقف له على أصل (ويقول هو) أي الشرب بثلاث دفعات (أهناً) بالهمز من الهناء وفي رواية بدله أروى من الرى بكسر الراء أي أكثر رياً قال ابن العربي: والهناء خلوص الشيء عن النصب والنكد والاستمراء الملامة واللذة (وأمرأ) بالهمز من المرء أي أكثر مرأة أي أقمع للظماً وأقوى على الهضم (وأبرأ) بالهمز من البراءة أو من البرء أي أكثر برء أي صحة للبدن فهو يبرء كثيراً من شدة العطش لتردده على المعدة الملتهبة بدفعات فتسكن الثانية ما عجزت الأولى عن تسكينه والثالثة ما عجزت عنه الثانية وذلك اسلم للحرارة الغريزية فإن هجوم البارد يطفئها ويفسد مزاج الكبد والتنفس استمداد النفس (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحديث ۶۷۲۹)

۱ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَشْرَبُ فِي ثَلَاثَةِ أَنْفَاسٍ، إِذَا أَدْنَى الْإِنَاءَ إِلَيْ فِيهِ سَمَّى اللَّهَ، فَإِذَا أُخْرَهُ حَمِدَ اللَّهَ، يَفْعَلُ بِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۸۴۰)

قال الهيثمي: رواه الطبرانی في الأوسط، وفيه عتيق بن يعقوب وهو أحد رجال الموطأ عن مالك، رواه عنه جماعة منهم أبو زرعة وقال: بلغني أنه حفظ الموطأ في حياة الإمام مالك، وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۸۲۵۹)

۲ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: سَمِعْتُ نَوْفَلَ بْنَ مُعَاوِيَةَ الدَّبَلِيِّ، يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ بِثَلَاثَةِ أَنْفَاسٍ، يُسَمِّي اللَّهَ فِي أُولَاهَا،

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

اس سے معلوم ہوا کہ پانی پینے کے شروع میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ پڑھنا چاہیے، اور اگر کوئی تین سانس میں سے ہر سانس کے شروع میں بسم اللہ اور ہر سانس کے آخر میں برتن منہ سے الگ کرنے کے بعد الحمد للہ کہے، تو اور اچھا ہے۔ ۱

﴿ گزشتہ صفحے کا یقینہ حاشیہ ﴾

إِيَّاحْمَدُهُ فِي آخِرِهَا (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۶۳۵۲؛ عمل اليوم

والليلة لابن السني، رقم الحديث ۴۷۲)

قال الهيثمي: رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَفِيهِ شِبْلُ بَنِي الْعَلَاءِ وَهُوَ ضَعِيفٌ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۸۲۶۰)

وقال الالباني: قلت: قال ابن عدی: روى أحاديث مناكير. وذكره ابن حبان في "الثقات". فهو لا بأس به في الشواهد، فالحديث صحيح إن شاء الله تعالى (سلسلة الأحاديث الصحيحة وشیء من فقهها وفوائدها، تحت رقم الحديث ۱۲۷۷)

۱ (كان يشرب ثلاثة أنفاس يسمى الله في أوله ويحمد الله في آخره) أي يسميه في ابتداء الثلاث ويحمده في انتهائها ويحتمل أن المراد يسمى في أول كل شربة وآخرها ويؤيده في أوسط الطبرانی قال ابن حجر: حسن عن أبي هريرة أن المصطفى صلى الله عليه وسلم كان يشرب في ثلاثة أنفاس إذا أدنى الإناء إلى فيه سمي الله وإذا أخره حمد الله يفعل ذلك ثلاثاً وأصله في ابن ماجه قال ابن القيم: للتسمية في الأول والحمد في الآخر تأثير عجيب في نفع الطعام والشراب ودفع مضرتة قال الإمام أحمد: إذا جمع الطعام أربعة فقد كمل إذا ذكر الله في أوله وحمده في آخره وكثرة الأيدي عليه وكان من حل وقال الزين العراقي: هذا الخبر لا يعارضه خبر أبي الشيخ عن زيد بن الأرقم بسند ضعيف أن النبي صلى الله عليه وسلم كان شربه بنفس واحد في خبر الحاكم عن أبي قتادة وصححه إذا شرب أحدكم فليشرب بنفس واحد لحمل هذين الحديثين على ترك النفس في الإناء. (ابن السني عن) أبي معاوية (نوفل بن معاوية) الديلمي بكسر الدال وسكون التحتية صحابي شهد الفتح ومات بالمدينة زمن يزيد قضية صنيع المؤلف أن هذا لم يخرج في أحد الكتب المشاهير الذين وضع لهم الرموز وهو عجب فقد خرجه الطبرانی باللفظ المزبور عن نوفل المذكور ورواه الطبرانی أيضا في الأوسط والكبير بلفظ كان يشرب في ثلاثة أنفاس إذا أدنى الإناء إلى فيه سمي الله وإذا أخره حمد الله يفعل ذلك ثلاث مرات قال الهيثمي: فيه عتق بن يعقوب لم أعرفه وبقيه رجاله رجال الصحيح (فيض القدير للنماوي، تحت رقم الحديث ۷۵۵) أَخْرَجَ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ بِسَنَدٍ حَسَنٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَشْرَبُ فِي ثَلَاثَةِ أَنْفَاسٍ إِذَا أَدْنَى الْإِنَاءَ إِلَى فِيهِ يُسَمِّي اللَّهُ فَإِذَا أَخْرَهُ حَمِدَ اللَّهُ يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثًا وَأَصْلُهُ فِي ابْنِ مَاجَةَ وَلَهُ شَاهِدٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ عِنْدَ الْبُزَّارِ وَالطَّبْرَانِيِّ وَأَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْمُشَارَ إِلَيْهِ قَبْلَ وَسَمُّوا إِذَا أَنْتُمْ شَرِبْتُمْ وَأَحْمَدُوا إِذَا أَنْتُمْ رَفَعْتُمْ وَهَذَا يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ شَاهِدًا لِحَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ الْمَذْكُورِ وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِهِ فِي الْإِبْتِدَاءِ وَالْإِنْتِهَاءِ فَقَطَّ وَاللَّهُ أَعْلَمُ (فتح الباري لابن حجر، كتاب الأشرية، قوله باب الشرب بنفسين أو ثلاثة)

حضرت ابوقنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی پئے تو برتن کے اندر سانس نہ لے (بخاری) ۱

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن کے اندر سانس لینے یا اس کے اندر پھونک مارنے سے منع فرمایا (ترمذی) ۲

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔

ایک آدمی نے کہا کہ میں (بعض اوقات) برتن میں گندگی (تثکا وغیرہ) دیکھتا ہوں (اس لئے پھونک مارتا ہوں) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اس پانی کو پھینک دیں، اس نے کہا کہ میں ایک سانس میں پینے سے سیر نہیں ہوتا (اس لئے برتن کے اندر ہی سانس لے لیتا ہوں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اس ضرورت کو پوری کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ) آپ برتن کو اپنے منہ سے الگ کر لیجئے اور پھر سانس لیجئے (ترمذی، مسند احمد) ۳

۱ عن عبد الله بن أبي قنادة، عن أبيه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا شرب أحدكم فلا يتنفس في الإناء، وإذا أتى الخلاء فلا يمسه ذكراً بيمينه، ولا يتمسح بيمينه (بخاری، رقم الحديث ۱۵۳، باب النهي عن الاستنجاء باليمين)
 ۲ عن ابن عباس، أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى أن يتنفس في الإناء أو ينفخ فيه: هذا حديث حسن صحيح (ترمذی، رقم الحديث ۱۸۸۸، باب ما جاء في كراهية النفخ في الشرب؛ ابوداؤد، رقم الحديث ۳۷۲۸؛ مسند احمد، رقم الحديث ۱۹۰۷)

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط البخاری.

۳ عن أبي سعيد الخدري، أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن النفخ في الشرب فقال رجل: القداة أراها في الإناء؟ قال: أهرقها، قال: فإني لا أروى من نفس واحد؟

﴿بقية حاشية الگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اُس بندے سے خوش ہوتے ہیں، جو کسی کھانے کے بعد اُس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہے، یا کوئی چیز پینے کے بعد اُس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہے (صحیح مسلم) ۱۔
بعض روایات میں پانی کو بیکھت پینے سے منع اور چوس کر پینے کا ذکر آیا ہے، جس کے پیش

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

قَالَ: فَأَبْنِ الْقَدَحَ إِذْنًا عَنْ فَيْكٍ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۱۸۸۷، بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ) عَنْ أَبِي الْمُثَنَّى، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ مَرْوَانَ فَدَخَلَ أَبُو سَعِيدٍ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ رَجُلٌ: إِنِّي لَا أَرَوِي مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ، قَالَ: "أَبْنَةُ عَنكَ، ثُمَّ تَنْفَسُ"، قَالَ: أَرَى فِيهِ الْقَدَاةَ، قَالَ: "فَأَهْرِقْهَا" (مسند أحمد رقم الحدیث ۱۱۲۰۳)

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح رجاله ثقات (حوالہ بالا)

(وعن أبي سعيد الخدري -رضي الله تعالى عنه - أن النبي -صلى الله عليه وسلم - نهى عن النفخ في الشراب) : وفي معناه الطعام، وقد أخرج أحمد عن ابن عباس ولفظه " : نهى عن النفخ في الطعام والشراب "، وروى الطبراني، عن زيد بن ثابت بلفظ " : نهى عن النفخ في الشراب " (فقال رجل: القذاة) : بفتح القاف ما يسقط في الشراب والعين وهي بالنصب على شريطة التفسير (أراها) : أي أبصرها (في الإناء قال " : أهرقها) : أي بعض الماء لتخرج تلك القذاة منها، والماء قد يؤنث كما ذكره المظهر في حاشية البيضاوي عند قوله تعالى : (فسالت أودية بقدرها) (الرعد: ۱۷) ، وأشار إليه صاحب القاموس بقوله: مويه ومويهة . (قال: فإني لا أروى) : بفتح الواو (من نفس) : بفتح الفاء أي بتنفس (واحد . قال: فابن) : أمر من الإبانة أي أبعد القدح (عن فيك) : أي فمك (ثم تنفس) : أي خارج الإناء، ثم اشرب وفيه إيماء إلى جواز الاقتصار على مرتين، وإن كان التلث أنفس لكونه أمرا وأهنا وأروى ; ولأن الله وتر يحب الوتر، وهو أكثر أحواله من عادته -صلى الله عليه وسلم - ولم يرد في حديث أنه -صلى الله عليه وسلم - اقتصر على مرة، وإن كان هذا الحديث يفيد جوازه إذا روى من نفس واحد (مرقاة المفاتيح، باب الأشرطة)

۱ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يَأْكُلَ الْأَكْلَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا أَوْ يَشْرِبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا (مسلم، باب استحباب حمد الله تعالى بعد الأكل والشرب، واللفظ له؛ ترمذی، رقم الحدیث ۱۸۱۶؛ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث ۲۴۹۸، فی التسمیة علی الطعام؛ مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ۵۶۲۶)

نظر بعض حضرات نے پانی چوس کر پینے کو افضل قرار دیا ہے۔ ۱

۱ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمَسُّ ذِكْرَةَ يَمِينِهِ، وَإِذَا أَتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَتَمَسَّحُ بِيَمِينِهِ، وَإِذَا شَرِبَ فَلَا يَشْرِبُ نَفْسًا وَاحِدًا (ابو داؤد، رقم الحديث ۳۱، بَابُ كَرَاهِيَةِ مَسِّ الذِّكْرِ بِالْيَمِينِ فِي الْإِسْتِجْرَاءِ)
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَشْرَبُوا وَاحِدًا كَشْرَبِ الْبَعِيرِ، وَلَكِنْ اشْرَبُوا مَتْنِي وَثَلَاثَ، وَسَمُّوا إِذَا أَنْتُمْ شَرِبْتُمْ، وَاحْمَدُوا إِذَا أَنْتُمْ رَفَعْتُمْ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَيَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ الْجَزْرِيُّ هُوَ أَبُو قُرَّةَ الرَّهَوِيُّ (سنن الترمذی، رقم الحديث ۱۸۸۵، بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّفْسِ فِي الْإِنَاءِ)

وقال بعضهم: سنده ضعيف، فإن كان محفوظا. فهو يقوى ما تقدم من التسويح (عمدة القارى، كتاب الأشربة، باب الشرب بنفسين أو ثلاثة)

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ بَهْرٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ عَرْضًا، وَيَشْرِبُ مَصًّا، وَيَتَنَفَّسُ ثَلَاثًا، وَيَقُولُ: هُوَ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ وَأَبْرَأُ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۲۳۲؛ واللفظ له؛ معرفة الصحابة لابی نعیم، رقم الحديث ۱۱۹۵)

قال الهيثمي: رواه الطبرانی، وفيه ثبت بن كثير وهو ضعيف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۸۲۵۵، باب كيفية الشرب والتسمية والحمد)

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدِ الْقُرَشِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِذَا شَرِبْتُمْ فَاشْرَبُوا مَصًّا، وَإِذَا اسْتَكْتُمُ فَاسْتَاكُوا عَرْضًا " وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ التُّسْتَرِيُّ، ثنا أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُؤِيُّ، ثنا أَبُو دَاوُدَ فَدَكَرَهُ (سنن كبرى بيهقى، رقم الحديث ۱۷۵، بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِسْتِجْرَاءِ عَرْضًا)

عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا شَرِبْتُمْ فَاشْرَبُوا مَصًّا، وَإِذَا اسْتَكْتُمُ فَاسْتَاكُوا عَرْضًا (المراسيل لابی داؤد، رقم الحديث ۵، كتاب الطهارة)

(إذا شربتم فاشربوا مصا وإذا استكتم فاستاكوا عرضا) بفتح فسكون أى فى عرض الأسنان ظاهرها وباطنها فيكره طولاً لأنه يدمى اللثة ويفسد عمود الأسنان لكنه يجزء ولا يكره فى اللسان لخبر أبى داود ولفقد العلة (وفى مراسيله عن عطاء بن أبى رباح) بفتح الرء وخفة الموحدة واسم أبى رباح أسد القرشى مولاهم المكى فقيه ثقة (مرسلا) رمز لضعفه اغترارا بقول ابن القطان فيه محمد بن خالد لا يعرف وفاته أن الحافظ ابن حجر رده على ابن القطان بأن محمدا هذا وثقه ابن معين وابن حبان والحديث ورد من طريق للبغوى والعقيلي والطبرانى وابن عدى وابن منده وغيرهم بأسانيد قال ابن عبد البر فيها اضطراب لكن اجتماعها أحدث قوة صيرته حسنا (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۷۱۱)

وَجَعَلَتْ فِي الشَّرْبِ أَنْ يَقُولَ بِسْمِ اللَّهِ وَيَمُصُّ الْمَاءَ مَصًّا، ثُمَّ يَقَطَعُ وَيَحْمَدُ اللَّهَ تَعَالَى، ثُمَّ يُسْمَى، ثُمَّ يَشْرِبُ الثَّانِيَةَ، ثُمَّ يَحْمَدُ اللَّهَ عَقِبَهَا، ثُمَّ يُسْمَى، ثُمَّ يَشْرِبُ حَتَّى يَرَوَى، ثُمَّ يَحْمَدُ اللَّهَ فَهَذِهِ ثَلَاثُ مَرَّاتٍ مُتَوَالِيَاتٍ وَيُدْرَجُ شَرْبُ الْمَاءِ فَتَكُونُ الْأُولَى هِيَ الْأَقْلُ وَالثَّانِيَةُ أَكْثَرُ مِنْهَا وَالثَّالِثَةُ يَبْلُغُ بِهَا كِفَايَتَهُ (المدخل لابن الحاج، فصل غسل اليد عند الاكل)

(۱۰۷)..... پانی کے علاوہ دیگر مشروبات کو بھی اصلاً تو تین سانس میں ہی پینا سنت ہے، لیکن اگر کسی چیز کو تین سانس میں پی کر مکمل کرنا دشوار ہو، مثلاً بوتل، سوڈا، جوس، سوپ وغیرہ تو ایسی چیز کو تین سے زائد سانس میں پینے میں حرج نہیں، اور جن چیزوں میں غذا نیت کا عنصر ہو (مثلاً سوپ) وہ چیزیں ایک حیثیت سے کھانے کے مشابہ بھی ہیں، لہذا بوقتِ ضرورت ان کو تین سے زیادہ سانس میں پینے میں کوئی بھی حرج کی بات نہیں۔ ۱

(۱۰۸)..... اگر ایک وقت میں ایک سے زیادہ گلاس یا کٹورے پینے ہوں تو ہر گلاس اور ہر کٹورے کو تین سانس میں پینا مناسب ہے (کذابی امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۱۰۳)

(۱۰۹)..... پانی اور دوسرے مشروبات میں بھی کھانے کی چیزوں کی طرح پھونک مارنے سے پرہیز کیجئے، اگر ٹھنڈا کرنے کی ضرورت ہو تو کچھ انتظار کر لیجئے، یا برتن میں ہلا کر ٹھنڈا کر لیجئے یا پکھو وغیرہ سے ہوا کر کے ٹھنڈا کر لیجئے۔

البتہ اگر جلدی کا تقاضا ہو اور گرم مشروب کو ٹھنڈا کرنے کے لئے پھونک مارنے کی ضرورت پیش آجائے تو بعض حضرات نے بغیر آواز نکالے پھونک مارنے کی اجازت دی ہے۔ ۲

۱۔ قوله " فلا يشرب نفساً واحداً " نہی تأدیب، وذلك لأنه إذا جرعه جرعا، واستوفى ربه منه نفساً واحداً، تكاثر الماء في موارد حلقه، وأثقل معدته، وقد روى " إن الكبد من العب " ويستوى فيه شرب الماء واللبن، وجميع المائعات التي تشرب، يدل على ذلك تركه - عليه السلام - مفعول " وإذا شرب "؛ لأن حذف المفعول يُنبئ عن عموم الفعل (شرح ابی داؤد للعینی، کتاب الطهارة، باب كراهية مس الذكر في الاستبراء باليمينی)

قوله في الشراب، اعم من شرب الماء وغيره من المشروبات (عمدة القاری ج ۱ ص ۲۱۸ باب الايمن فالايمن في الشراب)

(الاشربة) جمع شراب وهو ما يشرب من ماء وغيره من المائعات (مرقاة ج ۸ ص ۲۱۵، باب الاشربة، الفصل الاول)

وَالْوَجْهُ فِيهَا عَسَدْنَا أَنَّهُ يَجُوزُ الشَّرْبُ بِنَفْسٍ وَبِاثْنَيْنِ وَبِثَلَاثَةٍ وَبِأَكْثَرِ مِنْهَا، لِأَنَّ اخْتِلَافَ الرِّوَايَةِ فِي ذَلِكَ يَدُلُّ عَلَى التَّسْهِيلِ فِيهِ، وَإِنْ اخْتَارَ الثَّلَاثَ فَحَسَنَ (عمدة القاری، کتاب الاشربة، باب الشَّرْبِ بِنَفْسَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ)

۲۔ (وَلَا يَنْتَفِسُ فِي الْإِنَاءِ) مَعْنَاهُ لَا يَنْتَفِسُ فِي نَفْسِ الْإِنَاءِ وَأَمَّا التَّنَفُّسُ ثَلَاثًا خَارِجَ الْإِنَاءِ فَسُنَّةٌ مَعْرُوفَةٌ قَالَ الْعُلَمَاءُ وَالنَّهْيُ عَنِ التَّنَفُّسِ فِي الْإِنَاءِ هُوَ مِنْ طَرِيقِ الْأَدَبِ مَخَافَةَ مِنْ تَقْدِيرِهِ وَنَتْنِهِ

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۱۱۰)..... جیسا کہ پہلے گزر چکا کہ بلا ضرورت کھڑے ہو کر کھانا پینا پسندیدہ اور سنت عمل نہیں۔

اور بعض احادیث میں کھڑے ہو کر کھانے پینے کی ممانعت بھی آئی ہے۔ پس پانی وغیرہ بھی بیٹھ کر پینا سنت ہے، کھڑے ہو کر پینے میں سنت کا ثواب نہیں، بلکہ اہل علم حضرات کی تحقیق کے مطابق مکروہ تنزیہی ہے، اس لئے کھڑے ہو کر پینے کی مستقل عادت نہیں بنانی چاہئے، خصوصاً بوتل، چائے اور دوسرے ایسے مشروب کہ جن کے پینے میں وقت بھی پانی سے زیادہ لگتا ہے اور ان میں غذائیت کا عنصر بھی شامل ہوتا ہے، اور ان چیزوں کو کھانے کے ساتھ مشابہت حاصل ہوتی ہے، ایسی چیزوں کو بلا عذر کھڑے ہو کر پینا زیادہ ناپسندیدہ ہے۔

اور فیشن یا تکبر کی غرض سے کھڑے ہو کر پینا اور بھی زیادہ مکروہ و مذموم اور بُرا ہے۔ سبیل کا پانی بھی بیٹھ کر ہی پینا سنت ہے۔

البتہ اگر کوئی اتفاق سے یعنی بغیر عادت و معمول بنائے یا ضرورت سے کھڑے ہو کر پئے، مثلاً سفر میں ہو یا جلدی کا تقاضا ہو، یا بیٹھنے کی مناسب جگہ میسر نہ ہو، تو کھڑے ہو کر پینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وسقوط شيء من الفم والأنف فيه ونحو ذلك واللّه أعلم (شرح النووی علی مسلم، جز ۳، ص ۱۶۰، بَابُ الْإِسْتِطَابَةِ)
(كَانَ يَنْتَفَسُ فِي الْإِنَاءِ أَوْ فِي الشَّرَابِ) مَعْنَاهُ فِي أَثْنَاءِ شُرْبِهِ مِنَ الْإِنَاءِ أَوْ فِي أَثْنَاءِ شُرْبِهِ الشَّرَابِ وَاللّهُ أَعْلَمُ (شرح النووی علی مسلم، تحت رقم الحدیث ۲۰۲۹، جز ۱۳، ص ۱۹۹، بَابُ كَرَاهَةِ التَّنْفُسِ فِي نَفْسِ الْإِنَاءِ وَاسْتِحْبَابِ التَّنْفُسِ ثَلَاثًا خَارِجَ الْإِنَاءِ)
لا یكراهه النفخ في الطعام إلا بما له صوت نحو أف وهو محمل النهی (رد المحتار، ج ۶، ص ۳۳۰، كتاب الحظر والإباحة)

وفی النوادر قال فضل بن غانم سألت أبا يوسف -رحمه الله تعالى- عن النفخ في الطعام هل يكره؟ قال: لا إلا ما له صوت مثل "أف"، وهو تفسير النهی (الفتاوى الهندية، ج ۵، ص ۳۳، الباب الحادی عشر فی الكراهة فی الأكل وما يتصل به)

حضرت انس اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے سے تنبیہ فرمائی (مسلم) ۱
 بعض اور احادیث میں بھی کھڑے ہو کر پینے کی بُرائی آئی ہے۔ ۲
 لیکن ان احادیث کے برعکس بعض احادیث میں کھڑے ہو کر پینے کا ذکر و اجازت بھی آئی ہے۔

۱ عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَجَرَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا (مسلم، باب كراهية الشرب قائما)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَجَرَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، وَاللَّفْظُ لَزُهَيْرٍ، وَابْنُ الْمُثَنَّى، قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَبِي عَيْسَى الْأَسْوَارِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا (مسلم، باب كراهية الشرب قائما)

۲ أَبُو عَطْفَانَ الْمُرِّيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَشْرَبْنَ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَائِمًا، فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقِئْ (مسلم، باب كراهية الشرب قائما)

عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَوْ يَعْلَمُ الْإِنْسَانُ مَا فِي بَطْنِهِ، لَأَسْتَقَاءَهُ" (مسند احمد، رقم الحديث ۷۸۰۸، واللفظ له؛ سنن كبرى للبيهقي، رقم الحديث ۱۴۶۳۳؛ ابن حبان، رقم الحديث ۵۳۲۴؛ مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۱۹۵۸۸)

حدیث صحیح، و هذا إسناد ضعيف لإبهام الراوى عن أبي هريرة، وباقي رجاله ثقات رجال الشيخين (حاشية مسند احمد)

قال الهيثمي: رواه أحمد بإسنادين، والبخاري وأحمد بإسناد واحد إسنادي أحمد رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۸۲۴۲)

عَنْ أَبِي زِيَادِ الطَّنْحَانِ، مَوْلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَشْرَبُ قَائِمًا فَقَالَ: "أَيْسُرُكَ أَنْ يَشْرَبَ مَعَكَ الْهَرُ؟" قَالَ: لَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "فَقَدْ شَرِبَ مَعَكَ الشَّيْطَانُ فِي مَا شَرِبْتَ" قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ رَحِمَهُ اللَّهُ: "يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ النَّهْيُ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا عَلَى الْإِحْسَانِ وَالْأَدَبِ فِي الشُّرْبِ قَاعِدًا أَوْ لِمَا فِيهِ مِنَ الدَّاءِ فِيمَا زَعَمَ أَهْلُ الطَّبِّ وَخُصُوصًا لِمَنْ كَانَتْ فِي أَسْفَلِهِ عِلَّةٌ يَشْكُوهَا مِنْ بَرْدٍ أَوْ رُطُوبَةٍ لَا عَلَى التَّحْرِيمِ فَقَدْ" (شعب الايمان، رقم الحديث ۵۵۷۹، الاكل والشرب قائما، واللفظ له؛ مسند احمد، رقم الحديث ۸۰۰۳)

قال الالباني: سنده صحيح (السلسلة الصحيحة مختصرة، تحت رقم الحديث ۱۷۵)

چنانچہ حضرت عمر و بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر (دونوں حالتوں میں)

پیتے ہوئے دیکھا (ترمذی) ۱

اس کے علاوہ کئی احادیث و روایات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

کے کھڑے ہو کر پینے کی اجازت یا ذکر مروی ہے۔ ۲

۱ عَنْ عَمْرٍو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ قَائِمًا وَقَاعِدًا: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۱۸۸۳، بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الشَّرْبِ قَائِمًا)

۲ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: "رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّعِلُ قَائِمًا وَقَاعِدًا وَيَشْرَبُ قَائِمًا وَقَاعِدًا وَيَنْفِثُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ" وَقَدْ قِيلَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عِيسَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَائِشَةَ (شعب الایمان، رقم الحدیث ۵۵۸۵، الاکل والشرب قائما)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ جَدِّهِ كَبْشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَرِبَ مِنِّي فِي قُرْبَةٍ مُعَلَّقَةٍ قَائِمًا فَقُمْتُ إِلَى فِيهَا فَفَقَطَعْتُهُ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَيَزِيدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ هُوَ أَخُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، وَهُوَ أَقْدَمُ مِنْهُ مَوْتًا (ترمذی، رقم الحدیث ۱۸۹۲، ابواب الاشربة، بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ)

عَنْ عَائِشَةَ: "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، وَفِي الْبَيْتِ قُرْبَةً مُعَلَّقَةً، فَاخْتَفَتَهَا وَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ" (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۵۲۷۹)

إسناده حسن من أجل محمد بن مسلم، وهو الطائفي، وبقية رجال الإسناد ثقا (حاشية مسند احمد)

رواه أحمد ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۸۲۳۵، باب الشرب قائما)

عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَنَّ سَعْدًا وَعَائِشَةَ كَانَا لَا يَرَيَانِ بَأْسًا بِالشَّرْبِ قَائِمًا (مصنف ابن ابی شيبه، رقم الحدیث ۲۳۵۸۳، مِنْ رَخِصَ فِي الشَّرْبِ قَائِمًا)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا نَأْكُلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَمْشِي، وَنَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ غُنَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، وَرَوَى عُمَرَانُ بْنُ حُدَيْرٍ هَذَا الْحَدِيثَ، عَنْ أَبِي الْبَرَزِيِّ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، وَأَبُو الْبَرَزِيِّ اسْمُهُ: يَزِيدُ بْنُ عَطَارٍ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۱۸۸۰، بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الشَّرْبِ قَائِمًا)

عَنْ مُسْلِمٍ، قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَشْرَبُ قَائِمًا (مصنف ابن ابی شيبه، رقم الحدیث ۲۳۵۸۰، مِنْ رَخِصَ فِي الشَّرْبِ قَائِمًا)

﴿بقية حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ان مختلف قسم کی احادیث و روایات کے پیش نظر کھڑے ہو کر پینے کے حکم کے متعلق اہل علم حضرات کے مختلف اقوال ہیں، بعض نے اگرچہ کھڑے ہو کر پینے کو حرام تک بھی قرار دے دیا ہے۔

لیکن دلائل کی رو سے زیادہ راجح قول یہ معلوم ہوتا ہے کہ کھڑے ہو کر پینے میں گناہ نہیں،

﴿ گزشتہ صفحے کا اقریہ حاشیہ ﴾

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ؛ أَنَّهُ رَأَى ابْنَ عُمَرَ يَشْرَبُ قَائِمًا (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث ۲۳۵۸۶، مَنْ رَخَّصَ فِي الشَّرْبِ قَائِمًا)
عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ؛ أَنَّهُ شَرِبَ مِنْ قِرْبَةٍ وَهُوَ قَائِمٌ (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث ۲۳۵۸۳، مَنْ رَخَّصَ فِي الشَّرْبِ قَائِمًا)
عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ مَيْسَرَةَ، وَزَادَانَ، قَالَ: شَرِبْتُ عَلِيًّا قَائِمًا فَقَالَ: "إِنْ أَشْرَبْتُ قَائِمًا فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ قَائِمًا وَإِنْ أَشْرَبْتُ جَالِسًا فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ جَالِسًا" (شعب الایمان، رقم الحدیث ۵۵۸۱، الاكل والشرب قائما، واللفظ له؛ مسند احمد، رقم الحدیث ۷۹۵)

إسناده حسن، حماد - وهو ابن سلمة - روى عن عطاء بن السائب قبل الاختلاط، وقد توبع. زاذان: هو أبو عبد الله الكندي، ثقة من رجال مسلم (حاشية مسند احمد)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: قَبَّلَ ذَلِكَ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَدَعَا بِمَاءٍ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ. قَالَ الشَّيْخُ: وَهَذَا النَّهْيُ الَّذِي رَوَدَ فِيمَا ذَكَرْنَا مِنَ الْأَخْبَارِ إِمَّا أَنْ يَكُونَ نَهْيَ تَنْزِيهِهِ أَوْ نَهْيَ تَحْرِيمٍ، ثُمَّ صَارَ مَنْسُوحًا (سنن كبرى للبيهقي، رقم الحدیث ۱۳۶۳۳، بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَكْلِ وَالشَّرْبِ قَائِمًا)
عَنْ مَيْسَرَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا شَرِبَ قَائِمًا، فَقُلْتُ: شَرِبْتَ قَائِمًا؟ فَقَالَ: لَيْنَ شَرِبْتُ قَائِمًا، لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ قَائِمًا، وَلَيْنَ شَرِبْتُ قَاعِدًا، لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ قَاعِدًا (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث ۲۳۵۸۵، مَنْ رَخَّصَ فِي الشَّرْبِ قَائِمًا)
عَنْ أَبِي الْمُعَارِكِ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ شُرْبِ الرَّجُلِ وَهُوَ قَائِمٌ؟ قَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث ۲۳۵۸۱، مَنْ رَخَّصَ فِي الشَّرْبِ قَائِمًا)

أخبرنا مالك أخبرني مخير: أن عمر بن الخطاب وعثمان بن عفان وعلی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم كانوا يشربون قیاما .

قال محمد: وبهذا نأخذ. لا نرى بالشرب قائما بأسا. وهو قول أبي حنيفة والعامه من فقہائنا (موطأ امام محمد، رقم الحدیث ۸۸۰، باب الشرب قائما)
عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ يَشْرَبُ وَهُوَ قَائِمٌ (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث ۲۳۵۸۲، مَنْ رَخَّصَ فِي الشَّرْبِ قَائِمًا)

جیسا کہ کئی احادیث و روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ ۱
 جہاں تک کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت و ناپسندیدگی والی احادیث و روایات کا تعلق ہے، تو ان سے مراد عام حالات اور عادت بنالینے اور ضرورت نہ ہونے کی صورت میں مکروہ تنزیہی ہونا ہے، اس لئے عام حالات میں کھڑے ہو کر پینے سے پرہیز کرنا بہتر ہے، اور بطور خاص کھڑے ہو کر پینے کی عادت بنالینے سے بچنے کی ضرورت ہے۔ ۲

۱ (وَعَنْ أَنَسٍ - رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ - عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَنَّهُ نَهَى) : أَيْ فِي تَنْزِيهِهِ وَتَأْدِيبِهِ وَتَنْبِيهِهِ . (أَنَّ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا) : قَالَ النَّوَوِيُّ : وَفِي رَوَايَةٍ "حَلِدٌ عَنِ الشَّرْبِ قَائِمًا" . وَفِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ " : لَا يَشْرَبُ أَحَدُكُمْ قَائِمًا فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقِئْ " . وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ (: سَقَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ " ، وَفِي أُخْرَى " : أَنَّهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - شَرِبَ مِنْ زَمْزَمَ وَهُوَ قَائِمٌ " ، وَرَوَى أَنْ عَلِيًّا - رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ - شَرِبَ قَائِمًا وَقَالَ : رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَعَلَّ كَمَا رَأَيْتُمُونِي فَعَلْتُ ، وَقَدْ أَشْكَلَ عَلَيَّ بَعْضُهُمْ وَجْهَ التَّوْفِيقِ بَيْنَ هَذِهِ الْأَحَادِيثِ ، وَأَوَّلُوا فِيهَا بِمَا لَا جَذْوَى فِي نَفْلِهِ ، وَالصَّوَابُ فِيهَا أَنَّ النَّهْيَ مَحْمُولٌ عَلَى كِرَاهَةِ التَّنْزِيهِ ، وَأَمَّا شُرْبُهُ قَائِمًا فَبَيِّنٌ لِلْجَوَازِ ، وَأَمَّا مَنْ زَعَمَ النَّسْخَ أَوْ الضَّعْفَ فَقَدْ غَلَطَ غَلَطًا فَاحْشَاءً ، وَكَيْفَ يُصَارُ إِلَى النَّسْخِ مَعَ إِمْكَانِ الْجَمْعِ بَيْنَهُمَا لَوْ ثَبَتَ التَّارِيخُ ، وَأَيُّ لَهْ بِذَلِكَ وَإِلَى الْقَوْلِ بِالضَّعْفِ مَعَ صِحَّةِ الْكُلِّ ، وَأَمَّا قَوْلُهُ (: فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقِئْ) فَمَحْمُولٌ عَلَى الْإِسْتِحْبَابِ فَيُسْتَحَبُّ لِمَنْ شَرِبَ قَائِمًا أَنْ يَتَّقِيَهُ لِهَذَا الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ الصَّرِيحِ ، فَإِنَّ الْأَمْرَ إِذَا تَعَدَّرَ حَمْلُهُ عَلَى الْوَجُوبِ حُمِلَ عَلَى الْإِسْتِحْبَابِ . وَقَالَ الْقَاضِي رَحِمَهُ اللَّهُ : هَذَا النَّهْيُ مِنْ قَبِيلِ النَّهْيِ وَالْوَأْشَادِ إِلَى مَا هُوَ الْأَخْلَقُ وَالْأَوْلَى ، وَلَيْسَ نَهْيٌ تَحْرِيمٌ حَتَّى يُعَارِضَهُ مَا رَوَى أَنَّهُ فَعَلَ خِلَافَ ذَلِكَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ (مرقاة، كتاب الاطعمة، باب الأشربة)

۲ واستدل اهل الظاهر بهذه الاحاديث على تحريم الشرب قائما ثم كيفية الجمع بينهما على احوال ، احدها ان النهي محمول على التنزيه لا على التحريم وهو الذي صار اليه الائمة الجامعون بين الحديث والفقه وقال النووي في شرح مسلم الصواب ان النهي محمول على كراهة التنزيه واما شربها قائما فيبانه للجواز فلا اشكال ولا تعارض (عمدة القارى ج ۱ ص ۶۱۲ كتاب الاشربة باب الشرب قائما)

وَسَلَّكَ الْعُلَمَاءُ فِي ذَلِكَ مَسَالِكَ أَحَدَهَا: التَّرْجِيحُ وَأَنَّ أَحَادِيثَ الْجَوَازِ اثْبُتَ مِنْ أَحَادِيثِ النَّهْيِ وَهَذِهِ طَرِيقَةُ أَبِي بَكْرٍ الْأَثَرَمِ فَقَالَ حَدِيثُ أَنَسٍ يَعْنِي فِي النَّهْيِ حَيْثُ الْإِسْنَادُ وَلَكِنْ قَدْ جَاءَ عَنْهُ خِلَافُهُ يَعْنِي فِي الْجَوَازِ قَالَ وَلَا يَلْزَمُ مِنْ كَوْنِ الطَّرِيقِ إِلَيْهِ فِي النَّهْيِ اثْبُتَ مِنَ الطَّرِيقِ إِلَيْهِ فِي الْجَوَازِ أَنْ لَا يَكُونَ الَّذِي يُقَابَلُهُ أَقْوَى لِأَنَّ الثَّبْتَ قَدْ يَرَوَى مَنْ هُوَ ذُوهُ الشَّيْءِ فَيَرْجَحُ عَلَيْهِ فَقَدْ رَجَحَ نَافِعٌ عَلَى سَالِمٍ فِي بَعْضِ الْأَحَادِيثِ عَنْ ابْنِ عَمَرَ وَسَالِمٍ مَقْدَمٌ عَلَى نَافِعٍ فِي الثَّبْتِ وَقَدَّمَ شَرِيكَ عَلَى الْفُزَيْرِيِّ فِي حَدِيثَيْنِ وَسَفِيَانٌ مَقْدَمٌ عَلَيْهِ فِي جُمْلَةٍ أَحَادِيثَ ثُمَّ أَسْنَدَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَا بَأْسَ بِالشَّرْبِ قَائِمًا

﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۱۱۱)..... بعض روایات میں آپ زمزم اور وضو کے بچے ہوئے پانی کے کھڑے ہو کر پینے کا ذکر پایا جاتا ہے۔ ۱

جن کے پیش نظر بعض حضرات نے دوسرے پانی اور مشروبات کے مقابلہ میں بطور خاص

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

قَالَ الْأَنْزُومُ قَدَّلُ عَلَيَّ أَنَّ الرُّوَايَةَ عَنْهُ فِي النَّهْيِ لَيْسَتْ ثَابِتَةً وَإِلَّا لَمَا قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ قَالَ وَيَدُلُّ عَلَيَّ وَهَاءُ أَحَادِيثِ النَّهْيِ أَيْضًا اتِّفَاقَ الْعُلَمَاءِ عَلَيَّ أَنَّهُ لَيْسَ عَلَيَّ أَحَدٌ شَرِبَ قَائِمًا أَنْ يَسْتَقِيءَ .
المَسْلُوكُ الثَّانِي: دَعَوَى النَّسَخِ وَالنَّسْخَ جَنَحَ الْأَنْزُومِ وَابْنُ شَاهِينَ فَقَرَّرَا عَلَيَّ أَنَّ أَحَادِيثَ النَّهْيِ عَلَيَّ تَقْدِيرِ ثُبُوتِهَا مَنْسُوخَةٌ بِأَحَادِيثِ الْجَوَازِ بِقَرِينَةِ عَمَلِ الْمُخْلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ وَمُعْظَمِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ بِالْجَوَازِ وَقَدْ عَكَسَ ذَلِكَ ابْنُ حَزْمٍ فَأَدْعَى نَسْخَ أَحَادِيثِ الْجَوَازِ بِأَحَادِيثِ النَّهْيِ مُتَمَسِّكًا بِأَنَّ الْجَوَازَ عَلَيَّ وَفِي الْأَصْلِ وَأَحَادِيثِ النَّهْيِ مُقَرَّرَةً لِحُكْمِ الشَّرْعِ فَمَنْ أَدْعَى الْجَوَازَ بَعْدَ النَّهْيِ فَعَلَيْهِ الْبَيِّنَانُ فَإِنَّ النَّسْخَ لَا يَبْتُثُّ بِالِاحْتِمَالِ وَأَجَابَ بَعْضُهُمْ بِأَنَّ أَحَادِيثَ الْجَوَازِ مُتَأَخَّرَةٌ لِمَا وَقَعَ مِنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوُدَاعِ كَمَا سَبَّأَنِي ذِكْرُهُ فِي هَذَا الْبَابِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَإِذَا كَانَ ذَلِكَ الْأَخِيرُ مِنْ فِعْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَلَّ عَلَى الْجَوَازِ وَيَتَأَيَّدُ بِفِعْلِ الْمُخْلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ بَعْدَهُ.

المَسْلُوكُ الثَّلَاثُ: الْجَمْعُ بَيْنَ الْخَبَرَيْنِ بِضَرْبٍ مِنَ التَّوَابِلِ فَقَالَ أَبُو الْفَرَجِ الطَّقْفِيُّ فِي تَصْرِيهِ الصَّحَاحِ وَالْمُرَادُ بِالْقِيَامِ هُنَا الْمَشْيُ يُقَالُ قَامَ فِي الْأَمْرِ إِذَا مَشَى فِيهِ وَقُمْتُ فِي حَاجَتِي إِذَا سَعَيْتُ فِيهَا وَقَضَيْتُهَا وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى إِلَّا مَا دُمْتُ عَلَيْهِ قَائِمًا أَيَّ مَوَاطِبًا بِالْمَشْيِ عَلَيْهِ وَجَنَحَ الطَّحَاوِيُّ إِلَى تَوَابِلٍ آخَرَ وَهُوَ حَمْلُ النَّهْيِ عَلَيَّ مَنْ لَمْ يَسْمَعْ عِنْدَ شُرْبِهِ وَهَذَا إِنْ سَلِمَ لَهُ فِي بَعْضِ الْأَحَادِيثِ لَمْ يَسْلَمْ لَهُ فِي بَقِيَّتِهَا. وَسَلَّمَ آخَرُونَ: فِي الْجَمْعِ حَمْلُ أَحَادِيثِ النَّهْيِ عَلَيَّ كَرَاهَةَ التَّنْزِيهِ وَأَحَادِيثِ الْجَوَازِ عَلَيَّ بَيِّنَانَهُ وَهِيَ طَرِيقَةُ الْخَطَابِيِّ وَابْنُ بَطَالٍ فِي آخِرِينَ وَهَذَا أَحْسَنُ الْمَسَالِكِ وَأَسْلَمُهَا وَأَبْعَدُهَا مِنَ الْإِغْتِرَاضِ وَقَدْ أَشَارَ الْأَنْزُومُ إِلَى ذَلِكَ آخِرًا فَقَالَ إِنْ كَبِنْتَ الْكَرَاهَةَ حَمَلْتَ عَلَى الْإِرْشَادِ وَالتَّنَادِيْبِ لَا عَلَى التَّنْخِيمِ وَبَدَلِكَ جَزْمِ الطَّبْرِيِّ وَأَيْدُهُ بَأَنَّهُ لَوْ كَانَ جَائِزًا لَمْ حَرَمَهُ أَوْ كَانَ حَرَامًا لَمْ جَوَّزَهُ لَيِّنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ بَيِّنَانًا وَاصْحَاحًا فَلَمَّا تَعَارَضَتْ الْأَخْبَارُ بِذَلِكَ جَمَعْنَا بَيْنَهُمَا بِهَذَا. وَقِيلَ إِنَّ النَّهْيَ عَنْ ذَلِكَ إِنَّمَا هُوَ مِنْ جِهَةِ الطَّبِّ مَخَافَةَ وَقُوعِ ضَرَرٍ بِهِ فَإِنَّ الشَّرْبَ قَاعِدًا أَمْكَنَ وَأَبْعَدُ مِنَ الشَّرْقِ وَحُضُولِ الْوَجَعِ فِي الْكَبِدِ أَوْ الْحَلْقِ وَكُلُّ ذَلِكَ قَدْ لَا يَأْمَنُ مِنْهُ مَنْ شَرِبَ قَائِمًا (فتح الباری، قَوْلُهُ بِابِ الشَّرْبِ قَائِمًا)

۱ عن الشعبي، أن ابن عباس رضي الله عنهما حدثه قال: سئيت رسول الله صلى الله عليه وسلم من زمزم، وهو قائم قال عاصم: فحلف عكرمة ما كان يومئذ إلا على بجمير (بخاری، رقم الحديث ۱۶۳۷، باب ماجاء في زمزم، واللفظ له؛ مسلم؛ ترمذی؛ سنن النسائي؛ مسند احمد؛ شعب الايمان، رقم الحديث ۵۵۸۲، الاكل والشرب قائما)

عن الشعبي، عن ابن عباس، قال: "مر بي النبي صلى الله عليه وسلم، قريبا من زمزم،

﴿ بقیہ حاشیہ کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

آپ زم زم اور وضو سے بچے ہوئے پانی کے کھڑے ہو کر پینے کو افضل و مستحب قرار دیا ہے۔ لیکن بہت سے اہل علم حضرات کی تحقیق اس بارے میں یہ ہے کہ آپ زم زم اور وضو کا چچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینے میں ثواب نہیں ہے، البتہ خاص ان پانیوں کو اگر کوئی کھڑے ہو کر پئے تو نہ کوئی ثواب ہے اور نہ کوئی کراہت یعنی ایک مباح اور جائز عمل ہے، مکروہ یا مستحب نہیں۔ اور جن روایات میں ان دو پانیوں کو کھڑے ہو کر پینے کا ذکر ہے، وہ ضرورت پر محمول ہیں، مثلاً

﴿ گزشتہ صفحے کا لقیہ حاشیہ ﴾

فَدَعَا بِمَاءٍ وَاسْتَسْقَى، فَاتَيْتَهُ بِدَلْوٍ مِنْ مَاءِ زَمْزَمٍ، فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۱۸۳)

فی حاشیہ مسند احمد: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَءَ مِنْ زَمْزَمٍ، فَشَرِبَ بِهَا وَهُوَ قَائِمٌ (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحديث ۲۳۵۷۹، مَنْ رَخِصَ فِي الشَّرْبِ قَائِمًا) عَنِ النَّزَالِ بْنِ سَبْرَةَ، قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الظَّهْرَ، فَانْطَلَقَ إِلَيَّ مَجْلِسًا لَهُ يَجْلِسُهُ فِي الرَّحْبَةِ، فَعَقَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهُ، ثُمَّ حَضَرَتِ الْعَصْرُ، "فَاتَيْتُ بِإِنَاءٍ فَأَخَذَ مِنْهُ كَفًّا فَنَمَضَمَضَ وَاسْتَسْقَى، وَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَذِرَاعَيْهِ، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، وَمَسَحَ بِرِجْلَيْهِ، ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَضَلَّ إِنَائِهِ" ثُمَّ قَالَ: "إِنِّي حَدَّثْتُ أَنَّ رَجُلًا يَكْرَهُونَ أَنْ يَشْرَبَ أَحَدَهُمْ وَهُوَ قَائِمٌ إِلَيَّ" زَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَّ كَمَا فَعَلْتُ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۳۶۶)

اسنادہ صحیح، رجالہ ثقات رجال الشیخین غیر إسحاق بن إسماعیل - وهو الطالقانی - فمن رجال أبي داود، وهو ثقة، وغير النزال بن سبرة، فمن رجال البخاری، وهو ثقة أيضاً (حاشیہ مسند احمد) ۱. وَالْأَوْلَى أَنْ يُقَالَ: الْمَنَهِيُّ عَنْهُ الشَّرْبُ الَّذِي يَتَّخِذُهُ النَّاسُ عَادَةً أِه. وَيُمْكِنُ الْجَمْعُ أَيْضًا بِأَنَّهُ لَمْ يَنْبُتِ النَّهْيُ عِنْدَ عَلِيٍّ - كَرَمَ اللَّهُ وَجْهَهُ - أَوْ النَّهْيُ عِنْدَهُ لَيْسَ عَلَى إِطْلَاقِهِ؛ فَإِنَّهُ مُخَصَّصٌ بِمَاءِ زَمْزَمٍ، وَشَرِبَ فَضْلَ الْوُضُوءِ كَمَا ذَكَرَهُ بَعْضُ عُلَمَائِنَا. وَجَعَلُوا الْقِيَامَ فِيهِمَا مُسْتَحَبًّا وَكَرِهُوا فِي غَيْرِهِمَا، إِلَّا إِذَا كَانَ ضَرُورَةً، وَلَعَلَّ وَجْهَ تَخْصِيصِهِمَا أَنَّ الْمَطْلُوبَ فِي مَاءِ زَمْزَمٍ التَّضَلُّعُ وَوُضُوءٌ بِرِكْبَتِهِ إِلَى جَمِيعِ الْأَعْضَاءِ، وَكَذَا فَضْلُ الْوُضُوءِ مَعَ إِفَادَةِ الْجَمْعِ بَيْنَ طَهَارَةِ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ، وَكِلَاهُمَا حَالُ الْقِيَامِ أَعْمٌ، وَيَنْتَفِعُ أَتَمُّ، فَفِي شَرْحِ الْهَدَايَةِ لِابْنِ الْهَمَامِ: وَمِنْ الْأَدَبِ أَنْ يَشْرَبَ فَضْلَ مَاءِ وَضُوءِهِ مُسْتَقْبَلًا قَائِمًا؛ وَإِنْ شَاءَ قَاعِدًا أِه. (مرقاة، كتاب الاطعمة، باب الأَشْرِبَةِ)

ومن الأدب: أن يشرب فضل وضوئه أو بعضه مستقبل القبلة إن شاء قائماً، وإن شاء قاعداً، هكذا ذكره شمس الأئمة الحلواني رحمه الله. وذكر شيخ الإسلام المعروف بخواهر زادة رحمه الله أنه يشرب ذلك قائماً قال: ولا يشرب الماء قائماً، إلا في موضعين أحدهما: هذا، والثاني: عند زمزم (المحيط البرهاني في الفقه النعماني، كتاب الطهارات، الفصل الأول)

بٹھنے کے لئے مناسب جگہ نہ ہونے یا جلدی کے تقاضے کی وجہ سے ایسا کیا گیا، یا پھر ان سے آپ زم زم کے کھڑے ہو کر پینے کے عمل کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ۱

۱ (وعن ابن عباس -رضی اللہ تعالیٰ عنہما -قال: أتیت النبی -صلی اللہ علیہ وسلم -بدلو من ماء زمزم، فشرب وهو قائم) : قال السيوطي : هذا لبيان الجواز وقد تقدم مثله عن النووي، وقد يحمل على أنه لم يجد موضعاً للقعود لآزدحام الناس على ماء زمزم، أو ابتلال المكان مع احتمال النسخ لما روى عن جابر أنه لما سمع رواية من روى أنه شرب قائماً قال " : قدر أريته صنع ذلك، ثم سمعته بعد ذلك ينهي عنه "، ذكره ابن الملك . وقال بعض الشراح من علمائنا : وعلى هذا الوجه يمكن التوفيق، وسيأتي زيادة التحقيق (مرقاة المفاتيح، باب الأشربة)

قيل : ويستحب أن يشرب قائماً وفيه بحث لأنه -عليه الصلاة والسلام -شربه قائماً لبيان الجواز أو لعذر به في ذلك المقام من الطين أو الازدحام، فإنه صح نهييه عن الشرب قائماً بل أمر من شرب قائماً أن يتقيأ ما شربه، حتى قال بعض الأئمة إن الشرب قائماً بدون العذر حرام (مرقاة المفاتيح، كتاب المناسك، باب قصة حجة الوداع)

ثُمَّ أَتَى بِمَاءٍ : أَي جِئَ بِهِ (فَشْرَبَ) : أَي أَوْلَا، وَلَعَلَّهُ كَانَ لِيَدْفَعِ الْعَطَشَ، فَلَا يَدْخُلُ تَحْتَ الْإِسْتِحْبَابِ، وَيُحْتَمَلُ أَنَّهُ تَمَضُّضٌ وَبَلْعُ الْمَاءِ : فَعَبَّرَ عَنْهُ الرَّاوي بِقَوْلِهِ : فَشْرَبَ، وَالْأَظْهَرُ أَنَّهُ شَرِبَ أَوْلَا حَتَّى يَدْخُلَ عَلَى أَنْ شَرِبَهُ الْأَخِيرَ فُصِّدَ بِهِ الْإِسْتِحْبَابُ، وَلَا يُحْمَلُ عَلَى أَنَّهُ اتَّفَقَ لَهُ الشَّرْبُ بِنَاءٍ عَلَى عَطَشِهِ حِينَئِذٍ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ (مرقاة المفاتيح، كتاب الاطعمة، باب الأشربة)

من ماء زمزم فيكون زمزم اسماً للبر (فشرب وهو قائم) وذلك لبيان الجواز أو لضيق المحل عن التمكن من الجلوس، وقد بسطت الكلام على ذلك في كتاب درر القلائد فيما يتعلق بزمزم وسقاية العباس من الفوائد (دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، باب بيان جواز الشرب قائماً)

(واعلم) أنه استثنى بعضهم شرب ماء زمزم وقال : إنه يسن الشرب منه قائماً اتباعاً، فقد صح عن ابن عباس رضي الله عنهما أن النبي -صلى الله عليه وسلم -شرب من زمزم وهو قائم ورده الباجوري في حاشية الشمائل بما نصه : وإنما شرب -صلى الله عليه وسلم - وهو قائم، مع نهييه عنه، لبيان الجواز، ففعله ليس مكروهاً في حقه، بل واجب، فسقط قول بعضهم إنه يسن الشرب من زمزم قائماً اتباعاً له -صلى الله عليه وسلم -، ولا حاجة لدعوى النسخ أو تضعيف النهي لأنه حيث أمكن الجمع وجب المصير إليه (إعانة الطالبين على حل ألفاظ فتح المعين، باب النكاح)

وَلِذَلِكَ قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ بِأَنَّ الشَّرْبَ قَائِماً مَخْصُوصٌ بِفَضْلِ الْوَضْعِ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَبِمَاءِ زَمْزَمَ لَمَّا جَاءَ فِيهِ أَيْضاً وَفِي غَيْرِهَا لَا يَنْبَغِي الشَّرْبُ قَائِماً لِلنَّهْيِ وَالْحَقُّ أَنَّهُ جَاءَ فِي غَيْرِهَا أَيْضاً فَالْوَجْهُ أَنَّ النُّهْيَ لِلتَّنْزِيهِ وَكَانَ لِأَمْرِ طَيِّبٍ لَا لِأَمْرِ دَنِيٍّ وَمَا جَاءَ فَهُوَ لِبَيَانِ الْجَوَازِ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ (حاشية السندی على سنن النسائی، کتاب الطهارة)

ويشرب فضل وضوئه مستقبل القبلة قائماً، وخيره الحلواني بين القيام والقعود، وروى عن علي -رضي الله عنه- أنه فعل ذلك. وقيل : لا يستحب ذلك وإنما فعله إشارة إلى أنه لا يكره شرب الماء قائماً، وقيل : لا يشرب قائماً إلا في هذا وعند زمزم (البنية شرح الهداية، كتاب الطهارات، سنن الطهارة)

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

پس اگر کوئی آپ زم زم اور وضو سے بچے ہوئے پانی کو کھڑے ہو کر پئے تو بھی کوئی حرج نہیں

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وأن يشرب بعده من فضل وضوئه) كماء زمزم (مستقبل القبلة قائما) أو قاعدا، وفيما عداهما يكره قائما تنزيها (الدر المختار)

(قوله: أو قاعدا) أفاد أنه مخير في هذين الموضوعين، وأنه لا كراهة فيهما في الشرب قائما بخلاف غيرهما، وأن المندوب هنا هو الشرب من فضل الوضوء لا بقيد كونه قائما خلاف ما اقتضاه كلام المصنف، لكن قال في المعراج قائما، وخيره الحلواني بين القيام والقعود. وفي الفتح: قيل: وإن شاء قاعدا، وأقره في البحر، واقتصر على ما ذكره المصنف في المواهب والدرر والمنية والنهر وغيرها. وفي السراج: ولا يستحب الشرب قائما إلا في هذين الموضوعين، فاستفيد ضعف ما مشى عليه الشارح كما نبه عليه ح وغيره (قوله: وفيما عداهما يكره إلخ) أفاد أن المقصود من قوله قائما عدم الكراهة لا دخوله تحت المستحب؛ ولذا زاد قوله: أو قاعدا. واعلم أنه ورد في الصحيحين أنه -صلى الله عليه وسلم- قال: لا يشربن أحد منكم قائما، فمن نسي فليستق، وفيهما أنه شرب من زمزم قائما وروى البخاري عن علي -رضي الله عنه- أنه بعدما توضأ قام فشرب فضل وضوئه وهو قائم، ثم قال: إن ناسا يكرهون الشرب قائما، وإن النبي -صلى الله عليه وسلم- صنع مثل ما صنعت وأخرج ابن ماجه والترمذي عن كبشة الأنصارية -رضي الله عنها- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- دخل عليها وعندها قربة معلقة فشرب منها وهو قائم فقطعت فم القربة تبتغي بركة موضع في رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وقال الترمذي: حسن صحيح غريب، فلذا اختلف العلماء في الجمع؛ فقيل: إن النهي ناسخ للفعل، وقيل: بالعكس، وقيل: إن النهي للتنزيه والفعل لبيان الجواز. وقال النووي: إنه الصواب. واعترضه في الحلية بحديث علي المار حيث أنكر على القائلين بالكراهة، وبما أخرجه الترمذي وغيره، وحسنه عن ابن عمر "كنا نأكل في عهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ونحن نمشي ونشرب ونحن قيام" قال: وجنح الطحاوي إلى أنه لا بأس به، وأن النهي لخوف الضرر لا غير، كما روى عن الشعبي قال: إنما كره الشرب قائما لأنه يؤذى. قال في الحلية: فالكراهة على ما صوبه النووي شرعية يثاب على تركها، وعلى هذا إرشادية لا يثاب على تركها. ثم استشكل ما مر من استثناء الموضوعين: أي الشرب من ماء زمزم ومن فضل الوضوء وكراهة ما عداهما، بأنه لا يتمشى على قول من هذه الأقوال، نعم على ما جنح إليه الطحاوي يستفاد الجواز مطلقا إن أمن الضرر، أما النذب فلا، إلا أن يقال: يفيد النذب في فضل الوضوء ما أخرجه الترمذي في حديث علي، وهو أنه قام بعدما غسل قدميه فأخذ فضل طهوره فشربه وهو قائم ثم قال: أحببت أن أرىكم كيف كان طهور رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وفيه حديث إن فيه شفاء من سبعين داء أذناها البهر لكن قال الحفاظ: إنه واه أه ملخصا والبهر بالضم فسره في الخلاصة بتتابع النفس، وفي القاموس إنه انقطاع النفس من الإعياء. والحاصل أن انقضاء الكراهة في الشرب قائم في هذين الموضوعين محل كلام فضلا عن استحباب القيام فيهما، ولعل الأوجه عدم الكراهة إن لم نقل بالاستحباب لأن ماء زمزم شفاء وكذا فضل الوضوء (رد المحتار على الدر المختار، كتاب الطهارة، سنن الوضوء)

اور بیٹھ کر دوسرے عام پانیوں کی طرح پئے تو بھی حرج نہیں، اور بیٹھ کر پینے کو معیوب یا غلط سمجھنا خود غلط ہے۔ ۱

(۱۱۳)..... لوٹے یا صراحی سے اس طرح منہ لگا کر پانی مت پیجئے، کہ بے خبری میں کوئی موذی یا گندی چیز منہ میں چلی جائے۔

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزہ کے منہ سے پانی پینے سے منع فرمایا (بخاری) ۲

البتہ ضرورت کے وقت منہ لگا کر پینے میں گناہ نہیں، جس کا احادیث سے ثبوت ملتا ہے۔ ۳

۱۔ بندہ کو دلائل کی رو سے راجح یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زم زم اور وضو سے بچے ہوئے پانی کے علاوہ دوسرے پانی کا بھی کھڑے ہو کر پینا صحیح احادیث سے ثابت ہے، جس کے عام مفہوم میں یہ دونوں پانی بھی شامل ہیں، پس جب دیگر پانیوں کے بارے میں بھی یہ توضیح موجود ہے، خواہ اتفاق پر محمول ہو یا ضرورت پر، اور عام محدثین نے بھی زم زم کے پینے کی حدیث کو عام پانی کے کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر پینے کی بحث کے ضمن میں ذکر فرمایا ہے، تو اس سے خاص زم زم یا وضو سے بچے ہوئے پانی کو خصوصیت کے ساتھ کھڑے ہو کر پینے کی فضیلت و استحباب کے ثبوت پر استدلال مشکل ہے، بالخصوص جبکہ متعدد محدثین نے اس کو از دحام وغیرہ پر محمول فرمایا ہے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضل و ضوع کے پانی کو کھڑے ہو کر پینے کے عمل کی توجیہ میں کراہت کے مدعیین کی تردید کا بھی ذکر ہے۔

تاہم پھر بھی اگر کوئی مدعیین کے قول کے پیش نظر کھڑے ہو کر پئے یا استحباب کا قائل ہو، اس کی تردید کے درپے ہونا بھی ٹھیک نہیں، البتہ اگر کوئی بیٹھ کر پینے کو معیوب سمجھے، تو اس کی تردید کی ضرورت ہوگی۔ واللہ اعلم محمد رضوان

۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُشْرَبَ مِنْ فِي السَّقَاءِ (بخاری، رقم الحدیث ۵۶۲۸، بَابُ الشُّرْبِ مِنْ قَوْمِ السَّقَاءِ)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السَّقَاءِ (بخاری، رقم الحدیث ۵۶۲۹، بَابُ الشُّرْبِ مِنْ قَوْمِ السَّقَاءِ)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَهَى أَنْ يُشْرَبَ مِنْ فِي السَّقَاءِ قَالَ أَيُّوبُ": فَأَنْبَسْتُ أَنْ رَجُلًا شَرِبَ مِنْ فِي السَّقَاءِ، فَخَرَجَتْ حَيَّةٌ " (مسند احمد، رقم

الحدیث ۷۱۵۳)

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط البخاری.

۳۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ جَدِّهِ كَبْشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَرِبَ مِنْ فِي قَرْبَةٍ مُعَلَّقَةٍ قَائِمًا فَقُمْتُ إِلَى فِيهَا فَقَطَعْتُهُ: هَذَا

حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَيَزِيدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ هُوَ أَخُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۱۱۳)..... پانی اور دیگر مشروبات کو برتن (گلاس، کٹورے وغیرہ) سے منہ لگا کر پینا زیادہ موزوں و مناسب ہے، لیکن اگر کسی نکلی (STRAW) وغیرہ کے ذریعے سے پیا جائے (جیسا کہ آج کل بعض بوتلیں اور جوس وغیرہ پئے جاتے ہیں) تو گناہ تو نہیں اگرچہ سنت بھی نہیں، اور اس میں بعض اوقات یہ خدشہ بھی ہوتا ہے کہ بے خبری میں کوئی خراب و مضر چیز منہ میں چلی جائے، جبکہ برتن میں لے کر پینے کی صورت میں اس مشروب کے نظر کے سامنے ہونے کی وجہ سے اس قسم کے خدشہ سے حفاظت رہتی ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

جَابِرٍ، وَهُوَ أَقْدَمُ مِنْهُ مَوْتًا (ترمذی، رقم الحدیث ۱۸۹۲، بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ)

عَنْ عَائِشَةَ " : أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى امْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَفِي الْبَيْتِ قِرْبَةً مُعَلَّقَةً، فَأَخْتَبَهَا وَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ " (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۵۲۷۹)

إسناده حسن من أجل محمد بن مسلم، وهو الطائفي، وبقية رجال الإسناد ثقات (حاشية مسند احمد)

قال الهيثمي: رواه أحمد ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۸۲۴۵، باب الشرب قائما)

قُلْتُ وَمِنَ الْأَحَادِيثِ الْوَارِدَةِ فِي الْجَوَازِ مَا أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ جَدِّهِ كَيْشَةَ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَرِبَ مِنْ فِي قِرْبَةٍ مُعَلَّقَةٍ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ عِنْدَ أَبِي دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيِّ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ فِي الشَّمَائِلِ وَفِي مُسْنَدِ أَحْمَدَ وَالتَّطَبَّرَاتِيَّ وَالْمَعَابِي لِلطُّحَاوِيِّ قَالَ شَيْخُنَا فِي شَرْحِ التِّرْمِذِيِّ لَوْ فَرَّقَ بَيْنَ مَا يَكُونُ لِعُدْرٍ كَأَنَّ تَكُونَ الْقِرْبَةُ مُعَلَّقَةً وَلَمْ يَجِدِ الْمُحْتَاجُ إِلَى الشَّرْبِ إِنَاءً مُتَيْسِّرًا وَلَمْ يَتِمَّكَنْ مِنَ التَّنَاوُلِ بِكَفِّهِ فَلَا كِرَاهَةَ حِينَئِذٍ وَعَلَى ذَلِكَ تَحْمَلُ الْأَحَادِيثُ الْمَذْكُورَةَ وَبَيْنَ مَا يَكُونُ لِغَيْرِ عُدْرٍ فَتَحْمَلُ عَلَيْهِ أَحَادِيثُ النَّهْيِ قُلْتُ وَيُؤَيِّدُهُ أَنَّ أَحَادِيثَ الْجَوَازِ كُلَّهَا فِيهَا أَنَّ الْقِرْبَةَ كَانَتْ مُعَلَّقَةً وَالشَّرْبُ مِنَ الْقِرْبَةِ الْمُعَلَّقَةِ أَحْضَ مِنَ الشَّرْبِ مِنْ مَطْلَقِ الْقِرْبَةِ وَلَا دَلَالَةَ فِي أَخْبَارِ الْجَوَازِ عَلَى الرُّخْصَةِ مُطْلَقًا بَلْ عَلَى بِلْكَ الصُّورَةِ وَخَذَهَا وَحَمَلَهَا عَلَى حَالِ الضَّرُورَةِ جَمْعًا بَيْنَ الْخَبْرَيْنِ أَوْلَى مِنْ حَمَلِهَا عَلَى النَّسْخِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ وَقَدْ سَبَقَ ابْنُ الْعَرَبِيِّ إِلَيَّ نَحْوُ مَا أَشَارَ إِلَيْهِ شَيْخُنَا فَقَالَ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ شَرْبُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَالِ ضَرُورَةٍ إِمَّا عِنْدَ الْحَرْبِ وَإِمَّا عِنْدَ عَدَمِ الْإِنَاءِ أَوْ مَعَ وَجُودِهِ لَكِنْ لَمْ يَتِمَّكَنْ لِشُغْلِهِ مِنَ التَّفَرِيعِ مِنَ السَّقَاءِ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ قَالَ وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ شَرْبٌ مِنْ إِدَاوَةٍ وَالنَّهْيُ مَحْمُولٌ عَلَى مَا إِذَا كَانَتْ الْقِرْبَةُ كَبِيرَةً لِأَنَّهَا مِظْنَةٌ وَجُودِ الْهَوَامِّ كَذَا قَالَ وَالْقِرْبَةُ الصَّغِيرَةُ لَا يَمْتَنِعُ وَجُودُ شَيْءٍ مِنَ الْهَوَامِّ فِيهَا وَالضَّرْرُ يُحْضَلُ بِهِ وَلَوْ كَانَ حَقِيرًا وَاللَّهُ أَعْلَمُ (فتح الباري لابن حجر، كتاب الاشربة، قَوْلُهُ بَابُ الشَّرْبِ مِنْ قِمِّ السَّقَاءِ)

تکلی کے ذریعے سے پینے کی صورت میں ہر سانس کے وقت تکلی کو منہ سے الگ کر دینا سنت ہوگا۔

(۱۱۴)..... طبی اعتبار سے پانی جسم کے لئے اسی وقت مفید اور صحت بخش ہوتا ہے جبکہ اس کو مناسب وقت پر اور مناسب طریقہ پر پیا جائے، نیز وہ پانی ہر طرح کی گندگیوں سے پاک و صاف ہو، صحت کی حالت میں جب بھی سچی پیاس لگے پانی پینا چاہئے، بعض اوقات بد ہضمی یا کسی دوسری بیماری کی وجہ سے جھوٹی پیاس لگا کرتی ہے جو کہ پانی پینے سے نہیں بجھتی، اگر اس حالت میں بار بار پانی پیا جائے تو وہ طبی اعتبار سے فائدہ کے بجائے نقصان کا باعث بنتا ہے (ماخوذ از دیہاتی معالج حصہ اول صفحہ ۲۲ بتیمیر)

(۱۱۵)..... سخت محنت و مشقت اور ورزش کے بعد یا نہاتے ہی فوراً پانی پینا طبی لحاظ سے نقصان سے خالی نہیں، اگر کوئی محنت و مشقت کا کام کیا ہے، یا دھوپ میں سفر کر کے آئے ہیں، اور پیاس زیادہ لگی ہوئی ہے تو تھوڑی دیر سائے میں بیٹھ کر آرام کیجئے، جب کچھ سکون ہو جائے تو ایک گلاس پانی گھونٹ گھونٹ کر کے پی لیجئے، بے تحاشا غٹ غٹ کر کے بہت سا پانی مت پیجئے، اگر ایک بار تھوڑا پانی پینے سے پیاس نہ بجھے تو کچھ دیر کے بعد دوبارہ پی لیجئے (ماخوذ از دیہاتی معالج حصہ اول صفحہ ۲۳، ترجمہ و تشریح کلیات قانون حصہ اول ص ۱۸۴)

(۱۱۶)..... نیند سے جاگنے کے فوراً بعد اور خالی پیٹ پانی پینا طبی لحاظ سے مناسب نہیں ہے، لیکن اگر پیاس بہت زیادہ لگی ہو تو اس کو بچھانے کے لئے تھوڑا پانی گھونٹ گھونٹ کر کے پینا چاہئے، کوئی پھل کھانے، کتا چوسنے، اور تیل کی پٹی ہوئی چیزوں کے کھانے کے بعد بھی پانی پینے سے پرہیز کیا جائے، اس سے بد ہضمی، نزلہ و زکام، گلے کی خراش اور کھانسی وغیرہ کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے (ماخوذ از دیہاتی معالج حصہ اول، صفحہ ۲۳، ترجمہ و تشریح کلیات قانون، حصہ اول، ص ۱۸۴) ۱۔

۱۔ آج کل بعض لوگوں کی طرف سے نہار منہ بہت سا پانی پینے کی بڑی خوبیاں اور فوائد بیان کیے جاتے ہیں، مگر اصل طبی اصولوں کے مطابق وہی بات ہے جو اوپر ذکر کی گئی، ہر نئی تحقیق کا اعتبار نہیں کیونکہ وہ آئے دن بدلتی رہتی ہے اور اگر کسی چیز سے نفتری کوئی فائدہ بھی حاصل ہو جائے لیکن نتیجہ اور مال کے اعتبار سے وہ نقصان دہ ہو، اس کو فائدہ سمجھنا بھی غلط ہے۔

(۱۱۷)..... ٹوٹے ہوئے برتن میں پانی مت پیجیے، اگر مجبوراً پینا پڑ جائے تو ٹوٹا ہوا حصہ منہ سے مت لگائیے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے پینے سے اور پانی میں

پھونک مارنے سے منع فرمایا (ابوداؤد) ۱

ٹوٹی ہوئی جگہ میں میل پکچیل جمع رہتا ہے، اور بعض اوقات پینے والے کے لئے ٹوٹی ہوئی جگہ تکلیف و ایذا کا باعث بن جاتی ہے، اور ٹوٹی ہوئی جگہ سے پانی یا مشروب کے نیچے پانے والے کے اوپر گرنے کا بھی خطرہ ہوتا ہے، اس لئے ٹوٹی ہوئی جگہ سے پینے سے منع فرمایا، جیسا کہ پہلے کھانے کے آداب میں گزرا۔ ۲

(۱۱۸)..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پینے میں ٹھنڈا میٹھا محبوب و مرغوب تھا (ترمذی) ۳

۱ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ ثَلْمَةِ الْقَدَحِ، وَأَنْ يُنْفَخَ فِي الشَّرَابِ (ابوداؤد، رقم الحديث ۳۷۲۲، واللفظ له؛ مسند احمد، رقم الحديث ۱۱۷۶۰)

فی حاشیة مسند احمد: حدیث حسن رجالہ ثقات.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى أَنْ نُشْرَبَ مِنْ كَسْرِ الْقَدَحِ (المعجم الاوسط، رقم الحديث ۶۸۳۳، واللفظ له؛ حلیة الاولیاء، ج ۹، ص ۳۸)

رواه الطبرانی فی الأوسط ورجالہ ثقات رجال الصحیح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۸۲۳۳)

۲ (نہی عن الشرب) الحق به الأكل (من ثلمة القدح) بضم المثلة محل الكسر منه لأن الوسخ والقذى والزهومة يجتمع في الثلثة ولا يصل إليه الغسل ومن ثم جاء في رواية أنه مقعد الشيطان وأنه لا يماسك عليه الفم فرما انصب على الشارب (وأن ينفخ في الشراب) أى المشروب بنحو تنفسه فيه ثم يفصل القدح عن فيه ثم يتنفس فقد يسقط من ريقه فيه ما يقدره والنفخ فى الطعام كهو فى الشراب والنفخ أشد كراهة من التنفس فيه (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۹۳۹۹)

۳ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ أَحَبُّ الشَّرَابِ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخُلُوفَ الْبَارِدَ (ترمذی، رقم الحديث ۱۸۹۵، بَابُ مَا جَاءَ أَيُّ الشَّرَابِ كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ۲۳۱۰۰)

فی حاشیة مسند احمد: حسن لغيره.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کیا گیا کہ کون سا مشروب زیادہ پاکیزہ ہے؟ تو آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیٹھا، ٹھنڈا (مسند احمد) ۱

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ”بیوتِ سُقیا“ سے پیٹھا پانی لایا جاتا تھا۔

اس روایت کے راوی حضرت قتیبہ فرماتے ہیں کہ یہ (بیوتِ سُقیا کا) مقام مدینہ

متوڑہ سے دو دن کی مسافت پر تھا (ابوداؤد) ۲

اگر پانی ٹھنڈا ہونے کے ساتھ معمولی سی قدرتی مٹھاس بھی لیے ہوئے ہو، یا اُس میں شہد

وغیرہ کی مٹھاس شامل کر لی جائے تو وہ معدے کے زیادہ موافق، بدن و صحت کے زیادہ لائق،

پینے والے کے لئے زیادہ لذت اور اللہ کے شکر کا باعث ہوتا ہے۔ ۳

۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ: أَيُّ الشَّرَابِ أَطْيَبُ؟ قَالَ: "الْمُحَلُّو الْبَارِدُ" (مسند احمد، رقم الحديث ۳۱۲۹)

حسن لغیرہ (حاشیہ مسند احمد)

وقال الهيثمي: رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح، إلا أن تابعيه لم يسم (مجمع الزوائد، تحت رقم

الحديث ۸۲۳۰، باب أي الشراب أطيب)

۲۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسْتَعْدَبُ لَهُ الْمَاءُ مِنْ بِيُوتِ السُّقْيَا، قَالَ قُتَيْبَةُ: هِيَ عَيْنٌ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْمَدِينَةِ يَوْمَانِ (ابوداؤد، رقم الحديث

۳۷۳۵، باب في إيكاء الآنية؛ مسند احمد، رقم الحديث ۲۴۶۹۳)

فی حاشیہ مسند احمد: إسنادہ جید کما قال الحافظ.

۳۔ (أطيب الشراب) أي أفضله وأحسنه (الحلو البارد) فإنه موافق للمعدة ملائم للبدن لذيد

للشرب ولهذا كان أحب الأشرطة إليه عليه الصلاة والسلام كما يجيء وهو سيد الأشرطة كما في

خير آخر لأنه إطفاء للحرارة وأدفع للقللة وأبعث للشكر قال ابن القيم إذا جمع الماء الحلاوة والبرد

كان أنفع للبدن وأحفظ للصحة وأكثر تغذية وتنفيذ للطعام إلى الأعضاء والفاتر ينفخ ويفعل ضد

ذلك (فيض القدير للمنأوى، تحت رقم الحديث ۱۱۲۵)

(كان أحب الشراب إليه الحلو البارد) الماء العذب كالعيون والآبار الحلو فإنه كان يستعذب له

الماء أو الممزوج بعسل أو المنقوع في تمر وزبيب قال ابن القيم: والأظهر أنه يعمها جميعها ولا

يشكل بأن اللبن كان أحب إليه لأن الكلام في شراب هو ماء أو فيه ماء وإذا جمع الماء هذين

﴿بقية حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور اسی وجہ سے بعض احادیث میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ٹھنڈے پانی کی نعمت کا اہمیت کے ساتھ سوال کیا جائے گا۔ ۱
معلوم ہوا کہ ٹھنڈا پانی پینا سنت سے ثابت ہے، بشرطیکہ اتنا زیادہ ٹھنڈا نہ ہو جو صحت کے لئے مضر ہو۔

(۱۱۹)..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشروبات میں دودھ بھی مرغوب تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

﴿ گزشتہ صفحے کا اقیہہ حاشیہ ﴾

الوصفين أعنى الحلاوة والبرد كان من أعظم أسباب حفظ الصحة ونفع الروح والكبد والقلب وتنفيذ الطعام إلى الأعضاء أتم تنفيذ وأمان على الهضم وقال في العارضة: كان يشرب الماء البارد ممزوجا بالعسل فيكون حلوا بارداً وكان يشرب اللبن ويصب عليه الماء حتى يبرد أسفله.
(حم ت) في الأشرطة عن عائشة وقال: الصحيح عن الزهري مرسل (ك) في الأطعمة (عن عائشة) وتعقبه الذهبي بأنه من رواية عبد الله بن محمد بن يحيى بن عروة عن هشام عن أبيه عن عائشة وعبد الله هالك فالصحيح إرساله (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحديث ۶۵۰۸)
(كان يستعذب له الماء) أى يطلب له الماء العذب ويحضر إليه لكون أكثر مياه المدينة صالح وهو كان يحب الماء الحلو البارد (من بيوت السقيا) بضم المهملة وسكون القاف مقصورة عين بينها وبين المدينة يومان وقيل قرية جامعة بين مكة والمدينة قال المصنف تبعاً لغيره: (وفي لفظ) أى للحاكم وغيره (يستقى له الماء العذب من بئر السقيا) بضم السين المهملة وسكون القاف فمشاة تحت مقصور لأن الشراب كلما كان أحمى وأبرد كان أنفع للبدن وينعش الروح والقوى والكبد وينفذ الطعام إلى الأعضاء أتم تنفيد سيما إذا كان باتناً فإن الماء الباتن بمنزلة المعجين الخمير والذي يشرب لوقت كالفطير (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحديث ۷۰۳۳)

۱ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: هَذَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ النَّعِيمُ الَّذِي تُسْأَلُونَ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الطَّلُّ الْبَارِدُ، وَالرُّطْبُ الْبَارِدُ عَلَيْهِ الْمَاءُ الْبَارِدُ مُخْتَصَرٌ (سنن كبرى

نسائي، رقم الحديث ۱۱۶۳۳، كتاب التفسير، تحت سورة التكاثر)
عَنْ الضَّحَّاكِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَزْرَمِ الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ أَوَّلَ مَا يُسْأَلُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ - يَعْنِي الْعَبْدَ مِنَ النَّعِيمِ - أَنْ يُقَالَ لَهُ: أَلَمْ نُنْصَحْ لَكَ جِسْمَكَ، وَنُرْوِيكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ؟" هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَالضَّحَّاكُ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَزْرَمِ، وَيُقَالُ ابْنُ عَزْرَمِ، وَابْنُ عَزْرَمِ أَصَحُّ" (ترمذی، رقم الحديث ۳۳۵۸، باب وَمِنْ سُورَةِ الْأَهْكَامِ التَّكَاثُرِ)

کھانے اور پینے (دونوں کی بیک وقت) کی ضرورت پوری کرنے کے لئے دودھ سے زیادہ کوئی چیز کفایت کرنے والی نہیں ہے (ترمذی) ۱۔

موجودہ تحقیق بھی دودھ کے اندر بے شمار فوائد و منافع کو تسلیم کرتی ہے، اور دودھ میں شہد شامل کرنے سے اس مشروب کی طاقت میں بے انتہاء اضافہ ہو جاتا ہے۔

(۱۴۰)..... طبی لحاظ سے عام مزاج والوں کے لئے اوسط درجہ کا ٹھنڈا پانی مفید ہے، اور قدرتی چشموں اور کنوؤں سے نکلنے والا پانی عموماً اسی طرح کا ہوتا ہے۔

پھر ایک ٹھنڈا پانی تو وہ ہے جو قدرتی طور پر ٹھنڈا ہو جیسے کنوئیں، چشمے وغیرہ کا پانی، یہ تو ٹھنڈا ہونے میں سب سے بہتر ہے اور اگر مصنوعی طریقے سے ٹھنڈا کرنا مقصود ہو تو مناسب ہے کہ پانی کو بیرونی طریقہ پر ٹھنڈا کیا جائے، مثلاً گھڑے میں رکھ کر، یا کسی بند برتن / بوتل وغیرہ میں رکھ کر فریج وغیرہ میں رکھ چھوڑا جائے اور قدرے ٹھنڈا ہونے پر استعمال کیا جائے، پانی کے اندر برف ڈال کر یا برف پگھلا کر جو پانی حاصل کیا جاتا ہے وہ صحت کے لئے مضر ثابت ہوتا ہے خصوصاً جبکہ پانی و برف صاف نہ ہو (ملاحظہ ہو، ترجمہ و تشریح کلیات قانون لائبرین سینا، حصہ اول ص ۱۸۴)

۱۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ عَلَى مَيْمُونَةَ فَبَجَاءَ نَنَا بِإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عَلَى يَمِينِهِ وَخَالِدٌ عَلَى شِمَالِهِ، فَقَالَ لِي: الشُّرْبَةُ لَكَ، فَإِنْ شِئْتَ أَتَرْتُ بِهَا خَالِدًا، فَقُلْتُ: مَا كُنْتُ أُوَثِّرُ عَلَى سُورِكَ أَحَدًا، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ أَطْعَمَهُ اللَّهُ الطَّعَامَ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَأَطْعَمْنَا خَيْرًا مِنْهُ، وَمَنْ سَقَاهُ اللَّهُ لَبَنًا فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ." وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ شَيْءٌ يَجْزِي مَكَانَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ غَيْرُ اللَّبَنِ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ (سنن الترمذی، رقم الحديث ۳۴۵۵، بَابُ وَمِنْ سُورَةِ الْهَاجِمِ النَّكَائِرُ)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ثَلَاثٌ لَا تَرُدُّ: الْوَسَائِدُ، وَاللُّهُنُّ، وَاللَّبَنُ" اللَّهُنُّ يَعْنِي بِهِ الطَّيِّبُ. هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمٍ هُوَ ابْنُ جُنْدَبٍ وَهُوَ مَدِينِيُّ (ترمذی، رقم الحديث ۲۷۹۰، بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ رَدِّ الطَّيِّبِ، وَاللَّفْظُ لَهُ؛ شَعْبُ الْإِيمَانِ، رقم الحديث ۵۶۷۷؛ الشَّمَالُ الْمَحْمَدِيَّةُ لِلترمذی، ۲۰۹؛ اخبار اصبهان، رقم الحديث ۲۹۰)

(۱۲۱)..... پاک صاف پانی پینے کے قابل، مفید اور صحت بخش ہوتا ہے، ایسے پانی کی پہچان یہ ہے کہ وہ صاف و شفاف ہوتا ہے، اس کا کوئی مزہ اور رنگ نہیں ہوتا اور نہ اس میں کسی قسم کی بو پائی جاتی ہے (ماخوذ از: دیہاتی معالج، حصہ اول، صفحہ ۲۳، تیسرے)

(۱۲۲)..... آج کل شہروں میں صاف پانی کا میسر آنا مشکل ہو رہا ہے، اور گندے پانی کے جسم کے اندر جانے کی وجہ سے مہلک بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں، پانی صاف کرنے کا سب سے بہتر اور آسان طریقہ یہ ہے کہ اس کو اُبال کر ٹھنڈا کر لیا جائے اور باریک، صاف کپڑے میں چھان کر استعمال کیا جائے۔

پانی اور بطور خاص آج کل کی طرح کے میل کچیل والے پانی کو اُبالنے کا مسئلہ پرانے اطباء میں تسلیم شدہ ہے، چنانچہ بہشتی زیور میں ہے کہ:

”اگر خراب پانی کو اچھا بنانا ہو تو اس کو اتنا پکائیں کہ سیر کا تین پاؤرہ جائے پھر ٹھنڈا

کر کے چھان کے پئیں“ (بہشتی زیور حصہ نہم صفحہ ۸)

بعض لوگ پانی کو اُبالے بغیر صاف کپڑے سے چھان کر پیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ پانی صاف ہو گیا ہے، حالانکہ کپڑے میں چھاننے سے کوڑا کرکٹ اور کوئی موٹا کیڑا تو الگ ہو سکتا ہے، لیکن اس کی دوسری کٹافنتیں و کدورتیں جو اس کے ساتھ گھلی ملی ہوتی ہیں دُور نہیں کی جاسکتیں اور وہ جراثیم جو آنکھوں سے نہیں دیکھے جاسکتے ہیں، کپڑے سے چھان کر الگ نہیں کیے جاسکتے، بلکہ وہ پانی میں باقی رہتے ہیں اور پینے والے کے جسم میں پہنچ کر اس کی بیماری کا باعث بنتے ہیں۔

گندے پانی کو صاف کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ پہلے پانچ چھ گھنٹے تک کسی برتن میں رکھ چھوڑیں تاکہ اس میں جو مٹی اور ریت وغیرہ کے ذرات ہوں وہ نشین ہو جائیں، اب اگر یہ پانی پانچ سیر ہو تو اس میں تقریباً چار رتی پھٹکری باریک پس کر ملائیں، پانی کے ساتھ جو کٹافنتیں گھلی ملی ہوں گی وہ اس کی وجہ سے نیچے بیٹھ جائیں گی، اوپر کا صاف پانی نتھار کر رکھیں

(۱۳۶)..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

جسے اللہ تعالیٰ دودھ پلائے اسے چاہئے کہ وہ یہ دعا پڑھے کہ:

”اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ“

یا اللہ! اس میں ہمارے لئے برکت عطا فرمائیے، اور ہمیں اس سے زیادہ

عطا فرمائیے (ابن ماجہ: ترمذی: ابوداؤد) ۱

(۱۳۷)..... اگر جماعت کھڑی ہو یا کھڑی ہونے والی ہو اور سخت بھوک یا پیاس لگی ہو اور

طبیعت کھانے پینے کی طرف اس طرح راغب ہو کہ نماز میں یکسوئی نہ ہو اور توجہ کھانے پینے

کی طرف ہونے کا ڈر ہو اور کھانا، پینا بھی حاضر یا حاضری کے قریب ہو تو ایسے شخص کو جماعت

چھوڑ کر کھانے پینے کی ضرورت پوری کرنا جائز ہے، بشرطیکہ نماز قضا نہ ہو جائے۔ ۲

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے

ہوئے سنا کہ:

کھانا حاضر ہو جائے، تو نماز نہ پڑھی جائے، اور نہ اس حال میں کہ وہ پیشاب

۱ عن ابن عباس، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَطْعَمَهُ اللَّهُ طَعَامًا،

فَلْيَقْبَلِ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ، وَارْزُقْنَا خَيْرًا مِنْهُ، وَمَنْ سَقَاهُ اللَّهُ لَبَنًا، فَلْيَقْبَلِ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا

فِيهِ، وَزِدْنَا مِنْهُ، فَلَيْسَ لَا أَعْلَمُ مَا يُجْزَى مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ، إِلَّا اللَّبَنُ (ابن ماجہ، رقم

الحديث ۳۳۲۲، بَابُ الزَّيْتِ، وَاللَّفْظُ لَهُ؛ ترمذی، رقم الحديث ۳۳۵۵؛ ابوداؤد، رقم

الحديث ۳۷۳۰)

۲ لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ طَعَامٍ وَلَا وَهُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَانُ فِي هَذِهِ الْأَحَادِيثِ كَرَاهَةَ الصَّلَاةِ بِحَضْرَةِ

الطَّعَامِ الَّتِي يُرِيدُ أَكْلَهُ لِمَا فِيهِ مِنْ اشْتِغَالِ الْقَلْبِ بِهِ وَذَهَابِ كَمَالِ الْخُشُوعِ وَكَرَاهِيَّتِهَا مَعَ مُدَافِعَةِ

الْأَخْبَانِ وَهَمَّا الْبَوْلُ وَالْعَائِطُ وَيَلْحَقُ بِهِذَا مَا كَانَ فِي مَعْنَاهُ مِمَّا يَشْغَلُ الْقَلْبَ وَيُذْهِبُ كَمَالَ

الْخُشُوعِ وَهَذِهِ الْكِرَاهَةُ عِنْدَ جُمْهُورِ أَصْحَابِنَا وَغَيْرِهِمْ إِذَا صَلَّى كَذَلِكَ وَفِي الْوَقْتِ سَعَةً فَإِذَا ضَاقَ

بِحَيْثُ لَوْ أَكَلَ أَوْ تَطَهَّرَ خَرَجَ وَقْتُ الصَّلَاةِ صَلَّى عَلَى حَالِهِ مُحَافِظَةً عَلَى حُرْمَةِ الْوَقْتِ وَلَا يَجُوزُ

تَأْخِيرُهَا (شرح النووي على مسلم، كتاب الصلاة، باب لا صلاة بحضرة طعام ولا وهو يدافع

الأخبان)

پاخانہ کے تقاضے کو دبا رہا ہو (ابوداؤد) ۱

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں ہے کہ:

کھانا حاضر ہونے پر نماز نہیں ہے، اور نہ اس حال میں کہ وہ پیشاب پاخانہ کے

تقاضے کو دبا رہا ہو (صحیح مسلم) ۲

مطلب یہ ہے کہ جب کھانا تیار اور اس کا تقاضا ہو، یا پیشاب پاخانہ کا دباؤ ہو، تو ایسی حالت میں نماز نہیں پڑھنی چاہئے، بلکہ پہلے کھانے یا پیشاب پاخانہ سے فراغت حاصل کرنی چاہئے، کیونکہ ایسی حالت میں نماز پڑھنے کی صورت میں دل کی توجہ کھانے یا پیشاب پاخانہ کی طرف مشغول ہو جاتی ہے، اور نماز کا خشوع فوت ہو جاتا ہے۔

(۱۲۸)..... اسلام میں برتنوں اور کھانے پینے کی چیزوں کی صفائی کا خاص لحاظ کیا گیا ہے،

اور اسی وجہ سے کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانک کر رکھنے کی تعلیم فرمائی گئی ہے، تاکہ یہ

جانوروں وغیرہ کے مضر اثرات بلکہ شیطان کی دسترس سے بھی محفوظ رہیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

۱ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ حَبِيلٍ، وَمُسَدَّدٌ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْمَعْنَى قَالُوا : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي حَزْرَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ - قَالَ ابْنُ عِيسَى فِي حَدِيثِهِ : ابْنُ أَبِي بَكْرٍ - ثُمَّ اتَّفَقُوا أَخُو الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ - قَالَ : كُنَّا عِنْدَ عَائِشَةَ فَبَجِيَءَ بَطْعَامِهَا، فَقَامَ الْقَاسِمُ يُصَلِّي، فَقَالَتْ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : لَا يُصَلِّي بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ، وَلَا وَهُوَ يَدْفَعُهُ الْأَخْبِيَانِ (ابوداؤد رقم الحديث ۸۹، بَابُ أَيُّصَلِّي الرَّجُلُ وَهُوَ حَاقِنٌ؟، وَاللَّفْظُ لَهُ، صَحِيحُ ابْنِ خَزِيمَةَ حَدِيثُ نَمْبِر ۸۸۸، مُصَنَّفُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، حَدِيثُ نَمْبِر ۸۰۲۳، بَابُ فِي مَدَافِعَةِ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ فِي الصَّلَاةِ)

۲ عَنْ ابْنِ أَبِي عِيْتِي، قَالَ : تَحَدَّثْتُ أَنَا وَالْقَاسِمُ، عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، حَدِيثًا وَكَانَ الْقَاسِمُ رَجُلًا لَحَائِنًا وَكَانَ لِأُمِّ وَلَدٍ، فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ : مَا لَكَ لَا تَحَدَّثُ كَمَا يَتَحَدَّثُ ابْنُ أَحْسَى هَذَا، أَمَا إِنِّي قَدْ عَلِمْتُ مِنْ أَيْنَ أُتِيَتْ هَذَا أَدْبَتُهُ أُمَّهُ، وَأَنْتَ أَدْبَتُكَ أُمَّكَ، قَالَ : فِعْزِيبُ الْقَاسِمِ وَأَضْبُ عَلَيْهِمَا، فَلَمَّا رَأَى مَائِدَةَ عَائِشَةَ، قَدْ أَتَى بِهَا قَامٌ، قَالَتْ : أَيْنَ؟ قَالَ : أَصَلِّي، قَالَتْ : اجْلِسْ، قَالَ : إِنِّي أَصَلِّي، قَالَتْ : اجْلِسْ غَدْرُ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ، وَلَا وَهُوَ يَدْفَعُهُ الْأَخْبِيَانِ (مسلم، بَابُ لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ طَعَامٍ وَلَا وَهُوَ يَدْفَعُهُ الْأَخْبِيَانِ)

جب رات داخل ہو جائے، یا شام ہو جائے، تو تم اپنے بچوں کو (باہر جانے سے) روکو، کیونکہ اس وقت شیاطین نکل کر راستوں میں منتشر ہو جاتے ہیں، پس جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے، تب پھر ان بچوں کو باہر لے جاسکتے ہو، پھر تم دروازوں کو اللہ کا نام لے کر بند کر لیا کرو، کیونکہ شیطان (اللہ کے نام پر کئے ہوئے) بند دروازے کو نہیں کھول سکتا، اور اپنے مشکیزوں کے منہ کو اللہ کا نام لے کر باندھ دیا کرو، اور تم اپنے برتنوں کو اللہ کا نام لے کر ڈھک دیا کرو (اور اگر ڈھکنے کی کوئی چیز نہ ہو تو) اگرچہ کوئی چیز ان برتنوں پر چوڑائی کی طرف رکھ دیا کرو (اس کی وجہ سے بھی وہ چیز شیطان اور مضر چیزوں کے اثرات سے محفوظ ہو جاتی ہے) اور اپنے چراغوں کو بجھا دیا کرو (بخاری) ۱۔

رات کے وقت میں کھانے پینے کی چیزوں میں شیاطین کے علاوہ جانور بھی آتے ہیں، بلکہ آج کل کی تحقیق کے مطابق اگر کھلا ہو ا صاف پانی ہو، تو اس پر زہریلے مچھر آتے ہیں، اور وہ انسان کو کاٹ لیں، تو اس کی جان کی ہلاکت کا بھی باعث بن جاتے ہیں۔ اس لئے برتنوں کو اللہ کا نام لے کر کسی چیز سے ڈھانک کر رکھنا چاہئے۔

فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

محمد رضوان۔ ۶/ ربیع الآخر/ ۱۴۲۷ھ

نظر ثانی و اضافہ: ۲۳/ ربیع الآخر/ ۱۴۲۸ھ

تخریج و تحقیق و اضافہ: موقعہ طباعت سوم

مورخہ: ۱۱/ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ۔ 4/ فروری 2012ء۔ بروز ہفتہ

ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی، پاکستان

۱۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ أَوْ أَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوا صِبْيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ تَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَ مِنْ اللَّيْلِ فَحَلُّوهُمْ فَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَأَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا وَأَوْكُوا قُرْبَكُمْ وَأَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ وَخَمِّرُوا آيَاتِكُمْ وَأَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّ تَعْرُضُوا عَلَيْهَا شَيْئًا وَأَطْفَنُوا مَصَابِيحَكُمْ (بخاری، رقم الحدیث ۵۶۲۳، کتاب الاشریة، باب تغطية الإناء)

دعوتِ طعام کے آداب

کھانے پینے کے آداب سے فراغت کے بعد دعوتِ طعام کے آداب کا تذکرہ کیا جاتا ہے، کیونکہ ان کا تعلق بھی ایک حیثیت سے کھانے پینے کے آداب سے ہے۔

(۱)..... نکاح کے موقعہ پر ولیمہ کے عنوان سے اور کبھی کبھار رسم و رواج اور نمود و نمائش کے بغیر اپنی حیثیت کے مطابق اخلاص و رزقِ حلال کے ساتھ دوسرے مسلمان کی کھانے پینے کی دعوت کرنا بہت اجر و ثواب کی بات ہے، اور کوئی عذر نہ ہو تو ایسی دعوت کا قبول کرنا بھی نیک عمل ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم رحمن کی عبادت کرو، اور کھانا کھلاؤ، اور سلام کو پھیلاؤ تو تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جائے گے (ترمذی) ۱

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دعوت دینے والے کی دعوت کو قبول کرو، اور ہدیہ کو واپس نہ کرو، اور مسلمانوں کو نہ مارو (مسند احمد) ۲

اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی دعوت کرے یا کھانے وغیرہ کا ہدیہ کرے، اور کوئی شرعی و طبعی

۱ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اغْبُدُوا الرَّحْمَنَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَأَفْشُوا السَّلَامَ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (ترمذی، رقم الحدیث ۱۸۵۵، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ إِطْعَامِ الطَّعَامِ)

(وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- " اغْبُدُوا الرَّحْمَنَ " أَيِ الَّذِي عَلَّمَكُمْ الْقُرْآنَ (وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ) أَيِ لِلْخَاصِّ وَالْعَامِّ (وَأَفْشُوا السَّلَامَ) أَيِ لِلْأَنَامِ (تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ) أَيِ فِي خَيْرِ مَقَامٍ (مِرْقَاة، كِتَابُ الزَّكَاةِ، بَابُ فَضْلِ الصَّدَقَةِ)

۲ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَجِيبُوا الدَّاعِيَ، وَلَا تَرُدُّوا الْهَدِيَّةَ، وَلَا تَضْرِبُوا الْمُسْلِمِينَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۳۸۳۸)

فی حاشیة مسند احمد: إسنادہ جید.

عذر نہ ہو تو اس کو رو نہیں کرنا چاہئے۔

(۲)..... دعوتوں میں ولیمہ کی دعوت کی زیادہ فضیلت ہے، جو نکاح کے موقعہ پر کی جاتی ہے،

اور ولیمہ کی دعوت سنت ہے، جبکہ اخلاص، اور اپنی حیثیت کے موافق ہو۔ ۱

اور ولیمہ کی دعوت قبول کرنے کی اہمیت دوسری دعوتوں کے قبول کرنے کے مقابلے میں زیادہ

ہے، بشرطیکہ کوئی شرعی اور طبعی عذر نہ ہو۔ ۲

۱ قَالَ الْحَنْبَلِيُّ: وَلِيمَةُ الْعُرْسِ سُنَّةٌ وَفِيهَا مَثُوبَةٌ عَظِيمَةٌ. وَقَالَ الْمَالِكِيُّ: وَلِيمَةُ الْعُرْسِ مَنُودَةٌ، وَقِيلَ وَاجِبَةٌ. وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: وَلِيمَةُ الْعُرْسِ وَغَيْرُهَا سُنَّةٌ لِثُبُوتِهَا عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلًا وَفِعْلًا. وَقَالَ الْحَنْبَلِيُّ: الْأَصْلُ فِي جَمِيعِ الدَّعَوَاتِ الْمُسَمَّاةِ وَغَيْرِ الْمُسَمَّاةِ أَنَّهَا جَائِزَةٌ، أَيْ مُبَاحَةٌ، لِأَنَّ الْأَصْلَ فِي الْأَشْيَاءِ الْإِبَاحَةُ. وَيُسْتَنَى مِنْ ذَلِكَ ثَلَاثَةُ أَنْوَاعٍ وَهِيَ: وَلِيمَةُ الْعُرْسِ فَإِنَّهَا سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ، وَقِيلَ وَاجِبَةٌ، وَالْعَقِيقَةُ فَإِنَّهَا سُنَّةٌ، وَالْمَأْتَمُ فَإِنَّهُ مَكْرُوهٌ وَهُوَ اجْتِمَاعُ النِّسَاءِ فِي الْمَوْتِ.

وَفِي الْمُنْبِيِّ خِلَافٌ ذَلِكَ، قَالَ: حُكْمُ الدَّعْوَةِ لِلْحَيْتَانِ وَسَائِرِ الدَّعَوَاتِ غَيْرِ الْوَلِيمَةِ أَنَّهَا مُسْتَحَبَّةٌ (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۰، ص ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، الْحُكْمُ التَّكْلِيفِيُّ لِلدَّعْوَةِ)

فِيهِ دَلَالَةٌ عَلَى مَطْلُوبَةِ الْوَلِيمَةِ لِلْعُرْسِ، وَأَنَّهَا بَعْدَ الدُّخُولِ، وَقَالَ الثَّوْرِيُّ: وَيَجُوزُ قَبْلَهُ وَبَعْدَهُ، وَالْمَشْهُورُ عِنْدَنَا أَنَّهَا سُنَّةٌ، وَقِيلَ وَاجِبَةٌ، وَعِنْدَنَا إِجَابَةُ الدَّعْوَةِ سَنَةً سَوَاءً كَانَتْ وَلِيمَةً أَوْ غَيْرَهَا، وَبِهِ قَالَ أَحْمَدُ وَمَالِكٌ فِي رِوَايَةٍ. وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: إِجَابَةُ وَلِيمَةِ الْعُرْسِ وَاجِبَةٌ، وَغَيْرَهَا مُسْتَحَبَّةٌ، وَبِهِ قَالَ مَالِكٌ فِي رِوَايَةٍ، وَالْوَلِيمَةُ: عِبَارَةٌ عَنِ الطَّعَامِ الْمُتَّخَذِ لِلْعُرْسِ، مُسْتَقَّةٌ مِنَ: الْوَلْمِ، وَهُوَ الْجَمْعُ، لِأَنَّ الزَّوْجَيْنِ يَجْتَمِعَانِ فَتَكُونُ الْوَلِيمَةُ خَاصَّةً بِطَعَامِ الْعُرْسِ، لِأَنَّ طَعَامَ الزَّوْجَيْنِ وَالْوَكِيرَةَ: طَعَامَ الْبَنَاءِ، وَالْخَرَسَ: طَعَامَ الْوَالِدَةِ، وَمَا تَطْعَمُهُ النِّسَاءُ نَفْسَهَا خَرَسَةً، وَالْإِعْدَارُ طَعَامُ الْحَيْتَانِ، وَالنَّقِيعَةُ طَعَامُ الْقَادِمِ مِنْ سَفَرِهِ، وَكُلُّ طَعَامٍ صَنَعَ لِلدَّعْوَةِ مَادِبَةٌ وَمَادِبَةٌ جَمِيعًا، وَالدَّعْوَةُ الْخَاصَّةُ: التَّقْرَى، وَالْعَامَّةُ: الْجَفْلَى وَالْأَجْفَلَى (عمدة القارى، ج ۴، ۸۸، كتاب الصلاة)

فَإِنْ قُلْتَ: فَقَوْلُهُ ﷺ الْوَلِيمَةُ حَقٌّ، يَقْتَضِي الْعُضْيَانَ عِنْدَ تَرْكِ الدَّعْوَةِ. قُلْتَ: قَدْ ذَكَرْنَا أَنَّ مَعْنَى: حَقٌّ، غَيْرُ بَاطِلٍ وَلَا خِلَافٌ أَنَّ الْوَلِيمَةَ فِي الْعُرْسِ سَنَةٌ مُشْرُوعَةٌ وَلَيْسَتْ بِوَاجِبَةٍ وَمَا وَرَدَ فِيهِ مِنَ الْأَمْرِ فَمَسْخُومٌ عَلَى الْإِسْتِحْبَابِ (عمدة القارى ج ۲۰، ص ۱۶۰، بَابٌ مَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ)

۲ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا (بخارى، رقم الحديث ۵۱۷۳، بَابٌ حَقٌّ إِجَابَةُ الْوَلِيمَةِ وَالِدَّعْوَةِ، وَمَنْ أَوْلَمَ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَنَحْوَهُ)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى وَلِيمَةٍ عُرْسٍ فَلْيَجِبْ (مسند احمد، رقم الحديث ۴۷۳۰)

إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ (حاشية مسند احمد)

وَلَمَّا كَانَ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ مَأْمُورًا بِهِ كَانَ مَنْ دُعِيَ إِلَيْهِ مَأْمُورًا بِإِتْيَانِهِ، وَلَمَّا كَانَ مَا سِوَاهُ مِنَ الْأَطْعِمَةِ غَيْرَ مَأْمُورٍ بِهِ، كَانَ غَيْرَ مَأْمُورٍ بِإِتْيَانِهِ (شرح مشكل الآثار، تحت رقم الحديث ۳۰۳۳)

شرعی عذر نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ مثلاً وہاں گناہ و منکرات نہ ہوں، اور کھانے میں حرام و ناپاک چیز نہ ہو یا روزہ نہ ہو، اور طبعی عذر نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ مثلاً شریک ہونے یا کھانے میں شرکت کرنے سے مشغولی یا بیماری وغیرہ کا عذر نہ ہو۔ ۱

۱ (قولہ دعی إلى وليمة) وهى طعام العرس وقيل الوليمة اسم لكل طعام. وفى الهندية عن التمر تاشى: اختلف فى إجابة الدعوة قال بعضهم: واجبة لا يسع تركها وقال العامة: هى سنة، والأفضل أن يجيب إذا كانت وليمة وإلا فهو مخير والإجابة أفضل، لأن فيها إدخال السرور فى قلب المؤمن وإذا أجاب فعل ما عليه أكل أو لا، والأفضل أن يأكل لو غير صائم. وفى البناية إجابة الدعوة سنة وليمة أو غيرها، وأما دعوة يقصد بها التطاول أو إنشاء الحمد أو ما أشبهه فلا ينبغى إجابتها لا سيما أهل العلم فقد قيل ما وضع أحد يده فى قطعة غيره إلا ذل له اه ط ملخصا. وفى الاختيار: وليمة العرس سنة قديمة إن لم يجبها أثم لقوله -صلى الله عليه وسلم- من لم يجب الدعوة فقد عصى الله ورسوله، فإن كان صائما أجاب ودعا، وإن لم يكن صائما أكل ودعا، وإن لم يأكل ولم يجب أثم وجفا لأنه استهزاء بالمضيف وقال -عليه الصلاة والسلام- لو دعيت إلى كراع لأجبت اه. ومقتضاه أنها سنة مؤكدة، بخلاف غيرها وصرح شراح الهداية بأنها قريبة من الواجب.

وفى السرخانية عن الينابيع: لو دعى إلى دعوة فالواجب الإجابة إن لم يكن هناك معصية ولا بدعة والامتناع أسلم فى زماننا إلا إذا علم يقينا أن لا بدعة ولا معصية اه والظاهر حملة على غير الوليمة لما مر ويأتى تأمل (رد المحتار على الدر المختار، ج ۶، ص ۳۳۸، كتاب الحظر والإباحة) (وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ) - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قَالَ: " إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ فَلْيَجِبْ غُرْسًا كَانَ أَوْ نَحْوَهُ) : أَيْ: كَالْعَقِيقَةِ وَالْحِجَانِ، وَالظَّاهِرُ إِنَّ "غُرْسًا كَانَ أَوْ نَحْوَهُ" مُدْرَجٌ مِنْ كَلَامِ الرَّاوى أَوْ نَقْلٌ بِالْمَعْنَى، فَتَأْمَلْ، ففى الْجَامِعِ الصَّغِيرِ " : إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى وَليمةِ غُرْسٍ فَلْيَجِبْ. " زَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَبْنُ مَاجَهُ وَفى رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ " : أَوْ مَنْ دُعِيَ إِلَى غُرْسٍ أَوْ نَحْوِهِ فَلْيَجِبْ. " فَبِإِجَابَةِ الْوَلِيمَةِ وَاجِبَةٌ فَيَأْتُمُ التَّارِكُ بِلا عُذْرٍ لِقَوْلِهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- " : مَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ قَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ. " وَقِيلَ مُسْتَحَبَّةٌ هَذَا فى الْحُضُورِ وَأَمَّا الْأَكْلُ فَتَذَبُّ إِذَا لَمْ يَكُنْ صَائِمًا.

وَأَمَّا إِجَابَةُ غَيْرِ الْوَلِيمَةِ فَتَذَبُّ لِقَوْلِهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- " : لَوْ دُعِيتُ إِلَى كُرَاعٍ لَأَجَبْتُ. " كَذَا ذَكَرَهُ الطَّبِيبِيُّ وَأَبْنُ الْمَلِكِ قَالَا : وَمِنْ الْأَعْذارِ الْمُسْقِطَةِ لِلْوُجُوبِ أَوْ النَّدْبِ أَنْ يَكُونَ فى الطَّعَامِ شِبْهَةٌ أَوْ يُخْصَّ بِهَا الْأَغْنِيَاءُ أَوْ هُنَاكَ مَنْ يَتَأَدَّى بِحُضُورِهِ أَوْ لَا تَلِيحُ بِهِ مُجَالَسَةً أَوْ يُدْعَى لِدَفْعِ شَرِّهِ أَوْ لَطَمَعِ فى جَاهِهِ أَوْ لِعِصَابَتِهِ عَلَى بَاطِلٍ أَوْ هُنَاكَ مَنْهُوَ كَالْحَمْرِ أَوْ اللَّهْوِ أَوْ قَرَشِ الْحَرِيرِ وَغَيْرِ ذَلِكَ، اه. وَلَا يَخْفَى أَنَّ فى هَذَا الزَّمَانِ لَا يَخْلُو مِنْ هَذِهِ الْأَعْذارِ إِنْ لَمْ تَكُنْ كُلُّهَا مُوجُودَةً وَلِهَذَا قَالَتِ الصُّوفِيَّةُ: حَلَلَتِ الْعُرْزَلَةُ بَلْ يَنْبَغى أَنْ يُقَالَ وَجَبَتْ فَإِنْ مِنْ اخْتِارِ الْعُرْزَلَةِ اخْتِارِ الْعُرْزَلَةِ (مرقاة المفاتيح، كتاب النكاح، باب الوليمة)

(۳)..... دعوت کا مقصد دوسرے کی عزت، محبت و اکرام، راحت و آسائش اور دوسرے کی اعانت ہونا چاہئے، ریاکاری، شہرت، نام آوری، رسم و رواج اور کوئی دنیوی غرض پیش نظر نہیں ہونی چاہئے۔

شہرت اور اپنی نام آوری وغیرہ کے لئے دعوت کرنا ثواب کے بجائے گناہ ہے۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فخر و تفاخر کرنے والوں کے کھانے کو کھانے سے منع فرمایا (ابوداؤد) ۱

(۴)..... کسی کی دعوت کرنے کی بنیاد اس پر نہیں رکھنی چاہئے کہ اس نے آپ کی دعوت کی ہے، اور آپ اس کے بدلے میں اس کی دعوت کر رہے ہوں۔
حضرت مالک بن نضر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں ایک آدمی کے پاس جاتا ہوں جو کہ نہ تو میری ضیافت و اکرام کرتا ہے، اور نہ مجھے اپنے پاس ٹھہراتا ہے، تو کیا (دوسرے موقع پر) میں بھی اُس کے ساتھ یہی برتاؤ کروں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ آپ اُن کو ٹھہرائیں اور اُن کی ضیافت کریں (صحیح ابن حبان) ۲

۱ عَنْ الزُّبَيْرِ بْنِ الْخَرَّابِ، قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ، يَقُولُ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ طَعَامِ الْمُتَبَارِئِينَ أَنْ يُؤْكَلَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَكْثَرَ مَنْ رَوَاهُ عَنْ جَرِيرٍ لَا يَدَّكُرُ فِيهِ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَهَارُونَ النَّحْوِيُّ، ذَكَرَ فِيهِ ابْنُ عَبَّاسٍ، أَيْضًا وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، لَمْ يَدَّكُرْ ابْنُ عَبَّاسٍ (ابوداؤد، رقم الحديث ۳۷۵۲، بَابُ فِي طَعَامِ الْمُتَبَارِئِينَ)

۲ عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَرَزْتُ بِرَجُلٍ فَلَمْ يُضَيِّفْنِي، وَكَمْ يَقْرِنِي، أَفَأَحْتَكِمُ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَلِّ اِقْرِهِ (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۳۲۱۰، ذكر ما يجب على المرء من مجازاة الخیر لأخيه المسلم على أعماله الصالحة والسيئة؛ المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۲۰۶)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ:
 میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے افضل اعمال بتلا دیجئے۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عقبہ جو آپ سے قطع رحمی کرے، آپ
 اس سے صلہ رحمی کریں، اور جو آپ کو محروم کرے، آپ اس کو عطا کریں، اور جو
 آپ پر ظلم کرے، آپ اس سے اعراض (دور گزر) کریں (مسند احمد) ۱
 (۵)..... دعوت میں نیک اور متقی لوگوں کو خصوصی طور پر ترجیح دینا زیادہ باعثِ برکت ہے۔
 حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ مؤمنوں کی صحبت اختیار کریں، اور

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

إسناده صحيح على شرط مسلم (حاشية ابن حبان، حواله بالا)

وفى رواية مسند احمد:

قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ رَجُلٌ نَزَلَتْ بِهِ فَلَمْ يَقْرَأْهُ، وَلَمْ يُكْرَمْنِي، ثُمَّ نَزَلَ بِي أَقْرَاهُ، أَوْ
 أُجْزِيهِ، بِمَا صَنَعَ؟ قَالَ: " بَلِّ أَقْرَاهُ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ۱۵۸۹۱)

إسناده صحيح على شرط مسلم (حاشية مسند احمد)

(وعن أبي الأحوص -رضى الله تعالى عنه) : بحاء وصاد مهملتين (الجشمى) : بضم الجيم وفتح
 المعجمة. قال المؤلف : اسمه عوف بن مالك بن نضر، سمع أباه وابن مسعود، وروى عنه الحسن
 البصرى وغيره (عن أبيه) : أى مالك بن نضر، ولم يذكره المؤلف فى أسمائه (قال : قلت : يا
 رسول الله ! أرأيت) : أى : أخيرنى (إن مررت برجل فلم يقرنى) : بكسر الراء تفسيره قوله : (ولم
 يصفنى) : بضم أوله (ثم مر بى بعد ذلك، أأقره أم أجزيه؟) : بفتح الهمزة وسكون الياء أى أكافئه
 بترك القرى ومنع الطعام كما فعل بى (قال " : بل أقره) : فيه حث على القرى الذى هو من مكارم
 الأخلاق، ومنها دفع السيئة بالحسنة لقوله تعالى : (ادفع بالئى هى أحسن السيئة) (مراقبة
 المفاتيح، كتاب الأطعمة، باب الضيافة)

لِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أُخْبِرْنِي بِفَوَاضِلِ الْأَعْمَالِ. فَقَالَ: " يَا عَقْبَةُ، صَلِّ مَنْ
 قَطَعَكَ، وَأَعْطِ مَنْ حَرَمَكَ، وَأَغْرِضْ عَمَّنْ ظَلَمَكَ (مسند احمد، رقم الحديث

(۱۷۳۳۲)

حديث حسن (حاشية مسند احمد)

قال الهيثمى: رواه أحمد والطبرانى وأحد اسنادى أحمد رجاله ثقات (مجمع الزوائد، باب مكارم
 الاخلاق والعتو عن ظلم)

آپ کا کھانا متقی لوگ ہی کھائیں (ترمذی) ۱

(۶)..... دعوت میں صرف امیر اور مالدار لوگوں کو شریک کرنا اور غریب و مسکین حضرات

کو شریک نہ کرنا حدیث میں ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ ۲

اس لئے نادار و غریب حضرات کو بھی دعوت میں شریک کرنا چاہئے۔

(۷)..... جب دوسرے کو کوئی عذر ہو یا اس کا روزہ ہو تو اس کو کھانے پینے اور دعوت میں

شرکت پر مجبور نہیں کرنا چاہئے۔ ۳

(۸)..... دعوت کرنے کا ایک ادب یہ ہے کہ جن کی دعوت کرنی مقصود ہو ان کو پہلے سے

متعین کر لیا جائے اور دعوت دے دی جائے، تاکہ بعد میں اپنے آپ اور دوسرے کو کوئی

۱ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا، وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيًّا: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ (ترمذی، رقم الحدیث ۲۳۹۵، بَابُ مَا جَاءَ فِي ضُحْبَةِ الْمُؤْمِنِ، وَاللَّفْظُ لَهُ؛ ابوداؤد، رقم

الحدیث ۴۸۳۲؛ مسند احمد، رقم الحدیث ۱۱۳۳۷)

(وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ) أَي: الْخُدْرِيُّ (أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَصَاحِبْ) أَي: لَا تَقْصِدْ فِي الْمَصَاحِبَةِ (إِلَّا مُؤْمِنًا) أَي: كَامِلًا بَلْ مُكْمَلًا، أَوْ الْمُرَادُ مِنْهُ النَّهْيُ عَنِ مَصَاحِبَةِ الْكُفَّارِ وَالْمُنَافِقِينَ، لِأَنَّ مَصَاحِبَتَهُمْ مُضِرَّةٌ فِي الدِّينِ، فَالْمُرَادُ بِالْمُؤْمِنِ جِنْسُ الْمُؤْمِنِينَ. (وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيًّا) أَي: مُؤْمِنٌ أَوْ مُتَوَرِّعٌ يَصْرِفُ قُوَّةَ الطَّعَامِ إِلَى عِبَادَةِ اللَّهِ الْمَلِكِ الْعَلَامِ وَالنَّهْيِ وَإِنْ نَسِبَ إِلَى النَّسَبِيِّ، فَنَفْسِ الْحَقِيقَةِ مُسْتَدًّا إِلَى صَاحِبِ الطَّعَامِ، فَهُوَ مِنْ قَبِيلِ لَا أَرَيْتَكَ هَهُنَا، فَالْمَعْنَى لَا تُطْعِمِ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيًّا. وَفِي رِوَايَةٍ بَرِيذَةً: وَلَا تَأْكُلْ إِلَّا طَعَامَ تَقِيٍّ، فَإِنَّ طَعَامَهُ غَالِبًا يَكُونُ حَلَالًا مُؤَثَّرًا فِي تَحْصِيلِ الْعِبَادَةِ، وَقَالَ الْخَطَّابِيُّ: هَذَا إِنَّمَا جَاءَ فِي طَعَامِ الدَّعْوَةِ ذَوْنِ طَعَامِ الْحَاجَةِ، وَذَلِكَ أَنَّهُ تَعَالَى قَالَ: " (وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا) " وَمَعْلُومٌ أَنَّ أَسْرَاءَهُمْ كَانُوا كُفَّارًا غَيْرَ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّمَا خُدْرٌ مِنْ ضُحْبَةٍ مِنْ لَيْسَ يَتَّقِي وَزُجْرٌ عَنْ مُحَالَطَتِهِ وَمَوَاطِنِهِ، لِأَنَّ الْمَطَاعِمَ تُوَفِّعُ الْأَلْفَةَ وَالْمَوَدَّةَ فِي الْقُلُوبِ (مرقاة، کتاب الآداب، بَابُ الْحُبِّ فِي اللَّهِ وَمِنَ اللَّهِ)

۲ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَالِيْمَةِ، يَدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ، وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بخاری، رقم الحدیث ۵۱۷۷، بَابُ مَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ،

وَاللَّفْظُ لَهُ؛ ابوداؤد، رقم الحدیث ۳۷۴۲؛ ابن ماجہ، رقم الحدیث ۱۹۱۳)

۳ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، قَالَ: دُعِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِلَى طَعَامٍ، وَهُوَ يَعْالِجُ مِنْ أَمْرِ السَّقَايَةِ شَيْئًا، فَقَالَ لِلْفُقَرَاءِ: قَوْمُوا إِلَيَّ أَحِبِّكُمْ، وَأَجِيبُوا أَحَاكِمُمْ، فَأَقْرَأَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَأَخْبَرُوهُ أَنِّي مَشْفُوعٌ (مصنف عبد الرزاق، رقم الحدیث ۱۹۶۲۴، بَابُ الْوَالِيْمَةِ)

تکلیف و پریشانی نہ ہو۔ ۱

(۹)..... دعوت کرنے سے پہلے مہمان کی راحت کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے، ایسے انداز اور طریقہ سے دعوت کرنا جس سے دوسرا تکلیف میں مبتلا ہو، صحیح نہیں۔

(۱۰)..... جس کی دعوت کی جائے اس کے کھانے کے اوقات کا لحاظ کرنا چاہئے، اگر دوسرے شخص کا معمول کسی خاص وقت کھانے کا ہے اور اس کی دعوت کر کے کھانے کے وقت کو غیر معمولی مقدم یا مؤخر کر کے اس کے معمولات میں خلل ڈال دیا جائے جس سے اسے تکلیف پہنچے، یہ درست نہیں۔

(۱۱)..... دعوت میں نہ زیادہ تکلف اور اسراف کرنا چاہئے اور نہ ہی بخل و کنجوسی سے کام لینا چاہئے، بلکہ اپنی حیثیت کے مطابق اعتدال اور میانہ روی کو اختیار کرنا چاہئے۔

(۱۲)..... دعوت کرنے اور دعوت کو قبول کرنے کا معیار عالیشان اور عمدہ و لذیذ کھانے نہیں ہونے چاہئیں، بلکہ سادہ دعوت کر کے اور اس دعوت میں شرکت کر کے بھی دعوت کرنے اور دعوت قبول کرنے کا ثواب حاصل کیا جاسکتا ہے۔

بلکہ زیادہ تکلف کرنے کو اور خاص طور سے اپنی حیثیت سے زیادہ تکلف کرنے کو احادیث میں پسند نہیں کیا گیا۔ ۲

۱ من الآداب التي يراعيها الداعي في دعوته:

(۱) ان يعين من يدعوه (۲) وان يخص بدعوته اهل الصلاح والتقوى (۳) وان لا يسرف فيما يقدمه ولا يكثر (۴) وان لا يلح بالفطر على من كان صائما (۵) وان يتوسط مع المدعويين في الحديث، ويشار بهم في الطعام (۶) وان لا يمدح طعامه (۷) وان يكرم افضل المدعويين في التقديم والتوديع (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۰، ص ۳۳۵، حرف الدال، ماده دعوة)

عَنْ شَقِيقٍ، أَوْ نَحْوِهِ، شَكَ قَيْسٌ، أَنَّ سَلْمَانَ دَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَدَعَا لَهُ بِمَا كَانَ عِنْدَهُ، فَقَالَ: "لَوْلَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا، أَوْ لَوْلَا أَنَا نَهَيْنَا، أَنْ يَتَكَلَّفَ أَحَدُنَا لِصَاحِبِهِ لَتَكَلَّفْنَا لَكَ (مسند أحمد، رقم الحديث ۲۳۷۳۳)

فی حاشیة مسند احمد: حدیث محتمل للتحمین.

عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَكَلَّفَ لِلضَّئِيفِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۱۳)..... دعوت صرف کھانے کے ساتھ اور وہ بھی اپنے گھر بلا کر کھلانے کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ بعض اوقات دوسرے کے گھر تیار شدہ کھانا یا کھانے کی اشیاء بھیج کر بھی دوسرے کو کھانا کھلانے اور اس کے اکرام کرنے کے مقصد کو حاصل کیا جاسکتا ہے، اور اس میں ہدیہ کے ثواب سے بھی مستفید ہوا جاسکتا ہے۔

جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

تم ہدیہ لیا دیا کرو، کیونکہ ہدیہ سینے کے کینہ کو ختم کرتا ہے (مسند احمد) ۱

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے پر بلانا اور آپ کی خدمت میں کھانا بھیجنا دونوں ثابت ہیں۔ ۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحدیث ۶۰۸۳)

لَا يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ فَقْرُ الدَّاعِي، أَوْ خِفَةُ شَأْنِهِ، أَوْ قَلَّةُ الطَّعَامِ مَانِعًا مِنْ إِجَابَةِ الدَّعْوَةِ، فَإِنَّ ذَلِكَ مِنَ الْكِبَرِ. وَالِدَّعْوَةُ مَشْرُوعَةٌ لِإِحْيَاءِ الْمَوَدَّةِ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَمَزِيدِ التَّأَلُّفِ. وَفِي حَدِيثِ الْبُخَارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ دُعِيَتْ إِلَى كُرَاعٍ لَأَجَبْتُ وَلَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ وَالْكُرَاعُ مِنَ الشَّاةِ وَنَحْوَهَا: مُسْتَدَقُّ السَّاقِ.

قال ابن حجر: فِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى حُسْنِ خُلُقِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَاضُعِهِ وَجَبْرِهِ لِقُلُوبِ النَّاسِ، وَعَلَى قَبُولِ الْهَدِيَّةِ وَإِجَابَةِ مَنْ يَدْعُو الرَّجُلَ إِلَى مَنْزِلِهِ وَلَوْ عَلِمَ أَنَّ الَّذِي يَدْعُو إِلَيْهِ شَيْءٌ قَلِيلٌ، ثُمَّ قَالَ: قَالَ الْمُهَلَّبُ: لَا يَنْبَغُ عَلَى الدَّعْوَةِ إِلَى الطَّعَامِ إِلَّا صِدْقُ الْمَوَدَّةِ وَسُرُورُ الدَّاعِي بِأَكْلِ الْمَدْعُوعِ مِنْ طَعَامِهِ، وَالتَّحَبُّبُ إِلَيْهِ بِالْمُؤَاكَلَةِ، وَتَوْكِيدُ الدَّمَامِ مَعَهُ بِهَا، فَلِذَلِكَ حَضَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِحَابَةِ وَلَوْ نَزَرَ الطَّعَامَ الْمَدْعُوعُ إِلَيْهِ، وَفِي الْحَدِيثِ: الْإِحَابَةُ لِمَا قَلَّ أَوْ كَثُرَ. ۱. هـ.

وَفِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا دُعِيتُمْ إِلَى كُرَاعٍ فَأَجِيبُوا. وَفِي الْحَدِيثِ أَيْضًا عِنْدَ ابْنِ مَاجَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُجِيبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوكِ

(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۰، ص ۳۳۸، إِجَابَةُ دَعْوَةِ الْفُقَرَاءِ وَالْإِحَابَةُ عَلَى الطَّعَامِ الْقَلِيلِ) ۱ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "تَهَادَرُوا، فَإِنَّ الْهَدِيَّةَ تَذْهَبُ وَغَرَّ الصَّدْرُ (مسند أحمد، رقم الحدیث ۹۲۵۰)

فی حاشیة مسند احمد: حدیث حسن.

۲ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ يَقَالُ لَهُ أَبُو شُعَيْبٍ إِلَى غُلَامٍ لَهُ لَحْمٌ، فَقَالَ: اضْنَعْ لِي طَعَامًا يَكْفِي خَمْسَةَ، فَإِنِّي رَأَيْتُ فِي وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُوعَ، قَالَ: فَضْنَعُ طَعَامًا، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا، وَجَلَسَا لَهُ الْبَيْنَ مَعَهُ،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

دوسرے کے گھر کھانا بھیجنے کی صورت میں دوسرے کو آنے جانے اور وقت اور پیسہ خرچ کرنے کی زحمت بھی نہیں دینی پڑتی۔ اور اس میں یہ مصلحت بھی ہے کہ دوسرا اپنے گھر والوں کو بھی اس کھانے میں اپنے ساتھ شریک کر سکتا ہے، اور اپنی ضرورت و سہولت کے مطابق اس کو استعمال و تیار کر سکتا ہے۔ اور اگر دوسرا ضرورت مند و مستحق ہے، تو اس میں صدقہ کی فضیلت بھی باسانی حاصل ہو جاتی ہے۔ ۱

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّبَعَهُمْ رَجُلٌ لَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ حِينَ دَعُوا، فَلَمَّا انْتَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْبَابِ، قَالَ لِصَاحِبِ الْمَنْزِلِ: إِنَّهُ اتَّبَعَنَا رَجُلٌ لَمْ يَكُنْ مَعَنَا حِينَ دَعَوْنَا، فَإِنْ أُذِنَتْ لَهُ دَخَلَ، قَالَ: فَقَدْ أُذِنَ لَهُ فَلْيَدْخُلْ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَمَرَ (ترمذی، رقم الحدیث ۱۰۹۹، بَابُ مَا جَاءَ فَيَمْنُ يَجِيءُ إِلَى الْوَلِيمَةِ مِنْ غَيْرِ دَعْوَةٍ)

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ، قَالَ: كُنْتُ مِنْ أَبْنَاءِ أَسَاوِرَةَ فَارِسَ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، قَالَ: فَأَنْطَلَقْتُ تَرْفَعُنِي أَرْضَ، وَتَخْفِضُنِي أُخْرَى، حَتَّى مَرَرْتُ عَلَى قَوْمٍ مِنَ الْأَعْرَابِ فَاسْتَعْبَدُونِي فَبَاعُونِي حَتَّى اشْتَرَتْنِي امْرَأَةٌ، فَسَمِعْتُهُمْ يَذْكُرُونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ الْعَيْشُ عَزِيْزًا، فَقُلْتُ لَهَا: هَبِي لِي يَوْمًا، فَقَالَتْ: نَعَمْ، فَأَنْطَلَقْتُ فَاحْتَطَبْتُ حَطْبًا، فَبَعْتُهُ فَصَنَعْتُ طَعَامًا، فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: "مَا هَذَا؟" فَقُلْتُ: صَدَقَةٌ، فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: "كُلُوا" وَكَلَّمَ بِأَكْلٍ، قُلْتُ: هَذِهِ مِنْ عَلَامَاتِهِ، ثُمَّ مَكَّنْتُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ أُمَكَّتْ، فَقُلْتُ لِمَوْلَايَ: هَبِي لِي يَوْمًا، قَالَتْ: نَعَمْ، فَأَنْطَلَقْتُ فَاحْتَطَبْتُ حَطْبًا، فَبَعْتُهُ بِأَكْثَرِ مِنْ ذَلِكَ فَصَنَعْتُ طَعَامًا، فَأَتَيْتُهُ بِهِ وَهُوَ جَالِسٌ بَيْنَ أَصْحَابِهِ، فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ: "مَا هَذَا؟" قُلْتُ: هَدِيَّةٌ، فَوَضَعَ يَدَهُ، وَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: "خُذُوا بِسْمِ اللَّهِ"، وَقَمَّتْ حَلْفَةُ، فَوَضَعَ رِذَاءَهُ، فَإِذَا حَاتَمَ النَّبِيُّ، فَقُلْتُ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ: "وَمَا ذَاكَ؟" فَحَدَّثْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ، وَقُلْتُ: أَيْدُخُلُ الْجَنَّةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَإِنَّهُ حَدَّثَنِي أَنَّكَ نَبِيٌّ؟ فَقَالَ: "لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ" فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّهُ أَخْبَرَنِي أَنَّكَ نَبِيٌّ أَيْدُخُلُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: "لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ" (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۳۷۱۲)

فی حاشیہ مسند احمد: إسنادہ محتمل للتحسين.

۱. الْهَبَّةُ، وَالْهَدِيَّةُ، وَالْعَطِيَّةُ، كُلُّ مِنْهَا تَمْلِيكَ بِلَا عَوْضٍ، إِلَّا أَنَّهُ إِذَا كَانَ هَذَا التَّمْلِيكَ لِقَوَابِ الْأَخْرَةِ فَصَدَقَةٌ، وَإِذَا كَانَ لِلْمَوَاصِلَةِ وَالْوَدَادِ فَهَبَّةٌ، وَإِنْ قُصِدَ بِهِ الْإِكْرَامُ فَهَدِيَّةٌ. فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْ هَذِهِ الْأَلْفَاطِ قَسِيمٌ لِأَخْرٍ وَالْعَطِيَّةُ شَامِلَةٌ لِلْجَمِيعِ (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۶، ص ۳۲۳، الْهَبَّةُ، الْهَدِيَّةُ، الْعَطِيَّةُ)

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

البتہ بعض اوقات دوسرے کو اپنے گھر مدعو کرنے کی ضرورت بھی پیش آتی ہے، مثلاً دوسرے رفقاء کو جمع کرنا، اور دوسرے کی صحبت و مجالست سے فائدہ اٹھانا، اس کا بھی انکار نہیں۔ لیکن ہر حال میں اسی صورت کو متعین کر لینا اور سمجھ لینا درست نہیں۔ ۱

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الْعَطِيَّةُ لَغَةٌ: كُلُّ مَا يُعْطَى، وَالْجَمْعُ عَطَايَا. وَالْعَطِيَّةُ اضْطِلَاحًا كَالْهَبَةِ، لِأَنَّهَا أَعْمٌ مِنَ الْهَبَةِ وَالصَّدَقَةِ وَالْهَدِيَّةِ، وَتَطْلُقُ الْعَطِيَّةُ عَلَى الْمَهْرِ أَيْضًا. وَالصَّلَاةُ بَيْنَ الْهَبَةِ وَالْعَطِيَّةِ أَنَّ بَيْنَهُمَا عُمُومًا وَخُصُوصًا، فَالْهَبَةُ أَحَدُ أَنْوَاعِ الْعَطَايَا. الْهَدِيَّةُ لَغَةٌ مَأْخُودٌ مِنْ هَدَى، يُقَالُ: أَهْدَيْتُ لِلرَّجُلِ كَذَا بَعَثْتُ بِهِ إِلَيْهِ إِحْرَامًا. وَاضْطِلَاحًا: هِيَ الْمَالُ الَّذِي أُتْحَفَ بِهِ وَأَهْدَى لِأَحَدٍ إِحْرَامًا لَهُ. وَالصَّلَاةُ بَيْنَ الْهَبَةِ وَالْهَدِيَّةِ أَنَّ كُلًّا مِنْهُمَا تَمْلِكُ فِي الْحَيَاةِ بِلا عَوْضٍ، غَيْرَ أَنَّ الْهَبَةَ يَلْزَمُ فِيهَا الْقَبُولُ عِنْدَ الْفُقَهَاءِ، وَلَا يَلْزَمُ ذَلِكَ فِي الْهَدِيَّةِ. الصَّدَقَةُ لَغَةٌ: الْعَطِيَّةُ. يُقَالُ: تَصَدَّقْتُ بِكَذَا أَيِ اعْطَيْتُهُ صَدَقَةً. وَاضْطِلَاحًا: تَمْلِكُ مَالٌ بِلا عَوْضٍ طَلَبًا لِغَوَابِ الْأَخِيْرَةِ.

وَالصَّلَاةُ بَيْنَ الصَّدَقَةِ وَالْهَبَةِ أَنَّ الصَّدَقَةَ تَكُونُ طَلَبًا لِغَوَابِ الْأَخِيْرَةِ، بَيْنَمَا الْهَبَةُ تَكُونُ لِلتَّوَدُّدِ وَالْمَحَبَّةِ غَالِبًا، وَأَنَّ الْهَبَةَ يَلْزَمُ فِيهَا الْقَبُولُ، وَأَمَّا الصَّدَقَةُ فَلَا يَلْزَمُ فِيهَا الْقَبُولُ عِنْدَ بَعْضِ الْفُقَهَاءِ. مَشْرُوعِيَّةُ الْهَبَةِ:

الْهَبَةُ مَشْرُوعَةٌ فِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْإِجْمَاعِ. فَمِنْ الْكِتَابِ قَوْلُهُ تَعَالَى: (فَإِنْ طَبَنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَرِيئًا) وَمِنْ السُّنَّةِ قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَهَادُوا تَحَابُّوا. وَالْهَدِيَّةُ هِيَ الْهَبَةُ، وَقَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةَ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فُرْسَنَ شَاةٍ وَالْفُرْسَنُ: الطَّلْفُ. وَقَبُولُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةِ الْمُقَوْسِ وَهُوَ كَافِرٌ، كَمَا قَبِلَ هَدِيَّةَ النَّجَاشِيِّ وَهُوَ مُسْلِمٌ وَتَصَرَّفَ بِهَا وَهَذَا أَيْضًا.

وَأَمَّا الْإِجْمَاعُ فَقَدْ انْعَقَدَ عَلَى جَوَازِهَا وَمَشْرُوعِيَّتِهَا، بَلْ عَلَى اسْتِحْبَابِهَا بِجَمِيعِ أَنْوَاعِهَا، لِمَا فِيهَا مِنَ التَّعَاوُنِ عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَإِشَاعَةِ الْحُبِّ وَالتَّوَادُّ بَيْنَ النَّاسِ، بِه تَبَيَّنَ الْحُكْمُ مِنَ مَشْرُوعِيَّتِهَا. الْحُكْمُ التَّكْلِيْفِيُّ:

الْهَبَةُ مَنْدُوبَةٌ بِالْإِجْمَاعِ، وَقَدْ يَطْرَأُ عَلَيْهَا مَا يَجْعَلُهَا مُحْرَمَةً إِذَا قُصِدَ بِهَا مَعْصِيَةٌ أَوْ إِعَانَةٌ عَلَى ظُلْمٍ، أَوْ قُصِدَ بِهَا رِشْوَةٌ أَوْ صَحَابِ الْوِلَايَاتِ وَالْعُمَالِ. وَقَدْ تَكُونُ الْهَبَةُ مَكْرُوهَةً إِذَا قُصِدَ الْوَاهِبُ بِهَا الرِّيَاءَ وَالْمُبَاهَلَةَ وَالسُّمْعَةَ (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۴۲، ص ۱۲۰ تا ۱۲۲، الأجزاء ۳۵ تا ۳۹، الطبعة الثانية، طبع وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية - الكويت)

۱۔ وفيه: أن من صنع طعاما لغيره فلا بأس أن يدعوه إلى منزله ليأكل معه عنده، ولكن هل الأولى أن يدعوه إلى الطعام أو يرسله إليه؟ اختار مالك إرساله إليه ليأكل مع أهله إن كان له أهل، فقال في الرجل يدعو الرجل: يلزمه إذا أراد أن يبعث بمثل ذلك إليه ليأكله مع أهله، فإنه قبيح بالرجل أن يذهب يأكل الطيبات ويترك أهله. وفيه: أنه ينبغي لمن دعا من له منزلة إلى طعامه أن يدعو معه أصحابه الذين هم أهل مجالسته، كما فعل أبو شعيب، رضى الله تعالى عنه (عمدة القارى، كتاب البيوع، باب ما قيل فى اللحام والجزان)

اور کبھی دوسرے کو نقدی کی شکل میں عطیہ و ہدیہ دے کر بھی اس مقصد کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس میں بھی دوسرے کو آنے جانے اور وقت اور پیسہ خرچ کرنے کی کوئی تکلیف اٹھانی نہیں پڑتی، اور دوسرے کو یہ اختیار بھی حاصل ہوتا ہے کہ وہ اس رقم کو اپنی مرضی اور منشاء کی چیز میں استعمال کر سکتا ہے، خواہ وہ کھانے کی ہو، یا دوسری طرح کی کسی اور ضرورت کی، اور انہی فوائد کی وجہ سے موجودہ دور میں بعض حضرات نے اس صورت کو اعلیٰ درجے کی دعوت قرار دیا ہے، اور اس سے پہلی صورت کو متوسط و درمیانہ درجے کی اور سب سے پہلی صورت کو آخری درجے کی دعوت قرار دیا ہے۔

کیونکہ آج کل مصروف زندگی میں کہیں آنے جانے کا وقت نکالنا مشکل ہوتا ہے، اس کے علاوہ آنے جانے میں زحمت اور مصارف بھی برداشت کرنا پڑتے ہیں، وقت بھی خرچ ہوتا ہے، اور دوسرے کے معمولات میں بھی خلل آتا ہے۔

مگر آج کل بہت سے لوگ صرف پہلی صورت کو ہی دعوت کا مقصد حاصل کرنے کے لئے ضروری سمجھتے ہیں، جو کہ قابل اصلاح ہے (ملاحظہ ہو: اصلاحی خطبات، ج ۵ ص ۲۳۵، ص ۲۳۶) (۱۳)..... اگر کوئی اخلاص کے ساتھ دعوت کرے اور اس کی دعوت قبول کرنے میں کوئی عذر ہو مثلاً روزہ ہو تو کم از کم دعوت کرنے والے کے حق میں برکت کی دعا کر دینی چاہئے۔ اور اگر کھانا کھانے میں عذر ہو اور دعوت کرنے والے کے یہاں حاضر ہونے میں کوئی عذر نہ ہو تو وہاں حاضر ہو جانا بھی باعثِ ثواب ہے، خواہ کھانا نہ کھائے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تم میں سے جس کو کھانے کی دعوت دی جائے، تو اُسے چاہئے کہ وہ دعوت قبول کر لے، پھر چاہے تو کھائے، اور چاہے تو نہ کھائے (ابن ماجہ) ۱۔

۱۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ، فَلْيَجِبْ، فَإِنْ شَاءَ طَعِمَ، وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ (مسلم، بَابُ الْأَمْرِ بِاجَابَةِ الدَّاعِي إِلَى دَعْوَةٍ، وَاللَّفْظُ لَهُ؛ أَبُو دَاوُدَ، رَقْمُ الْحَدِيثِ ۳۷۴۰)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی دعوت کی جائے تو اُسے چاہئے کہ اُسے قبول کر لے، اور اگر روزہ نہ ہو تو کھا بھی لے، اور اگر روزہ سے ہو تو برکت کی دعا کر دے (سنن کبریٰ نسائی) ۱

اور بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر نفلی روزہ ہو، اور دوسرے نے اس کے لئے کھانے کا اہتمام و تکلف کیا ہو، اور دعوت میں شرکت نہ کرنا اس کو شاق گزرتا ہو، تو اس کی دلجوئی کی خاطر نفلی روزہ توڑ کر دعوت میں شرکت کر لینی چاہئے، اور نفلی روزے کی بعد میں قضاء کر لینی چاہئے۔ ۲

(۱۵)..... بعض صورتوں میں دعوت کو قبول کرنے کی تاکید و اہمیت نہیں ہوتی، مثلاً دعوت دینے والا ظالم یا بدعتی ہو، یا وہاں رات کو دیر تک بیٹھا رہنا پڑے اور آرام میں خلل آئے، بلکہ بعض صورتوں میں دعوت قبول کرنا جائز بھی نہیں ہوتا، مثلاً رات کو زیادہ تاخیر ہو جانے کی وجہ سے فجر کی نماز قضاء ہونے کا ڈر ہو۔

۱ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجِبْ، فَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَأْكُلْ، وَإِنْ كَانَ صَائِمًا دَعَا بِالْبَرَكَاتِ (سنن کبریٰ نسائی، رقم الحدیث ۱۰۰۵۹، مَا يَقُولُ إِذَا دُعِيَ وَكَانَ صَائِمًا)

۲ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: صَنَعْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَأَتَانِي هُوَ وَأَصْحَابُهُ فَلَمَّا وَضِعَ الطَّعَامُ، قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: إِنِّي صَائِمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "دَعَاكُمْ أَخْوَكُمْ وَتَكَلَّفَ لَكُمْ" ثُمَّ قَالَ لَهُ: "أَفْطِرْ وَصَمَّ مَكَانَهُ يَوْمًا إِنْ شِئْتَ" وَرَوَى ذَلِكَ بِإِسْنَادٍ آخَرَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَدْ أَخْرَجْنَاهُ فِي الْأَخْلَافِيَّاتِ (السنن الكبرى للبيهقي، رقم الحدیث ۸۳۶۲، بَابُ التَّخْيِيرِ فِي الْقَضَاءِ إِنْ كَانَ صَوْمُهُ تَطَوُّعًا، وَاللَّفْظُ لَهُ؛ الْمَعْجَمُ الْأَوْسَطُ لِلطَّبْرَانِيِّ، رقم الحدیث ۳۲۴۰)

والأفضل أن يجيب إذا كانت وليمة يدعى فيها الغني والفقير، وإذا دعيت إلى وليمة وأنت صائم فأخبره بذلك، فإن قال: لا بد لك من الحضور فأجبه، فإذا دخلت المنزل فإن كان صومك تطوعاً وتعلم أنه لا يشق عليه ذلك لا تفتقر، وإن علمت أنه يشق عليه امتناعك من الطعام فإن شئت فافتطر واقض يوماً مكانه، وإن شئت فلا تفتطر، والإفطار أفضل لأن فيه إدخال السرور على المؤمن (عمدة القاري، كتاب الجنائز، باب الأمر باتباع الجنائز)

اسی وجہ سے علماء نے فرمایا کہ جو دعوت حرام و ناجائز آمدنی سے ہو، یا جس دعوت میں صرف مال دار لوگ شریک ہوں، یا فاسق و اوباش لوگ ہوں، یا فخر و تقاخر کی غرض سے دعوت کی جائے، یا کسی غلط نیت اور غرض سے دعوت کی جائے مثلاً ناجائز کام کی تائید کرانا پیش نظر ہو، یا اس مجلس میں گناہ ہو رہا ہو مثلاً گانا بجانا، بے پردگی، تصویر سازی وغیرہ ہو یا وہاں جاندار کی تصاویر موجود ہوں یا ریشمی کپڑے پر بٹھایا جائے، یا سونے چاندی کے برتن میں کھانا کھلایا جائے، ایسی دعوت میں شرکت نہیں کرنا چاہئے۔ ۱

اور آج کل بہت سی دعوتیں ایسی ہی ہوتی ہیں کہ جن کو دعوت کے بجائے عداوت کہنا زیادہ مناسب ہے، کہ قبول کیا جائے تب بھی مصیبت اور قبول نہ کیا جائے تب بھی مصیبت۔ ۲

۱ وَأَمَّا الْأَعْدَارُ الَّتِي يَسْقُطُ بِهَا وَجُوبُ إِجَابَةِ الدَّعْوَةِ أَوْ نَدْبِهَا فَمِنْهَا أَنْ يَكُونَ فِي الطَّعَامِ شُبْهَةٌ أَوْ يَخْصُ بِهَا الْأَغْنِيَاءُ أَوْ يَكُونَ هُنَاكَ مَنْ يَتَأَذَى بِحُضُورِهِ مَعَهُ أَوْ لَا تَلِيْقُ بِهِ مُجَالَسَتُهُ أَوْ يَدْعُوهُ لِيَخُوفَ شَرَّهُ أَوْ لِيَطْمَعُ فِي جَاهِهِ أَوْ لِيَعَاوَنَهُ عَلَى بَاطِلٍ وَأَنْ لَا يَكُونَ هُنَاكَ مُنْكَرٌ مِنْ حَمْرٍ أَوْ لَهْوٍ أَوْ فُرْشِ حَرِيرٍ أَوْ ضُورٍ حَيَوَانَ غَيْرِ مَفْرُوشَةٍ أَوْ آيَةٍ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ فَكُلُّ هَذِهِ أَعْدَارٌ فِي تَرْكِ الْإِجَابَةِ (شرح النووي على مسلم، ج ۹، ص ۲۳۴، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة)

و اما اجابة غير الوليمة فنقولہ - صلى الله عليه وسلم - "لو دعيت إلى كراع لأجبت". كذا ذكره الطيبي وابن الملك قالا: ومن الأعدار المسقط للوجوب أو الندب أن يكون في الطعام شبهة أو يخص بها الأغنياء أو هناك من يتأذى بحضوره أو لا تليق به مجالسته أو يدعى لدفع شره أو لطمع في جاهه أو ليعاونه على باطل أو هناك منهي كالخمر أو اللهو أو فرش الحرير وغير ذلك، اهـ. ولا يخفى أن في هذا الزمان لا يخلو من هذه الأعدار إن لم تكن كلها موجودة ولهذا قالت الصوفية: حلت العزلة بل ينبغي أن يقال وجبت فإن من اختار العزلة اختار العزلة (مرقاة المفاتيح، كتاب النكاح، باب الوليمة)

۲ يَسْقُطُ وَجُوبُ إِجَابَةِ الدَّعْوَةِ بِأُمُورٍ مِنْهَا: ۱ - أَنْ يَكُونَ الدَّاعِي ظَالِمًا أَوْ فَاسِقًا، أَوْ مُتَبَدِّعًا. ۲ - أَنْ يَكُونَ مَالِ الدَّاعِي يَخْتَلِطُ فِيهِ الْحَلَالُ بِالْحَرَامِ. ۳ - إِذَا كَانَ الدَّاعِي امْرَأَةً وَلَمْ تَوْمَنْ بِالْحَلْوَةِ. ۴ - إِذَا كَانَ الدَّاعِي غَيْرَ مُسْلِمٍ، فَيَجُوزُ إِجَابَتُهُ إِذَا كَانَ يُرْجَى إِسْلَامُهُ، أَوْ كَانَ جَارًا، أَوْ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الدَّاعِي قَرَابَةٌ. ۵ - أَنْ لَا يَكُونَ الدَّاعِي قَدْ عَيَّنَ بِدَعْوَتِهِ مَنْ يُرِيدُ حُضُورَهُ، وَإِنَّمَا عَمَّمَ الدَّعْوَةَ. ۶ - أَنْ تَكُونَ الدَّعْوَةُ بِلَفْظٍ غَيْرِ صَرِيحٍ، كَقَوْلِهِ: إِنْ شِئْتَ فَاحْضُرْ. ۷ - أَنْ يَخْتَصَّ بِالدَّعْوَةِ الْأَغْنِيَاءَ وَيَتْرَكَ الْفُقَرَاءَ. ۸ - أَنْ يَعْلَمَ أَنَّهُ سَيَكُونُ فِي الْمَدْعُوبِينَ مَنْ يَتَأَذَى بِهِ الْمَدْعُو، لِأَمْرِ دُنْيَوِيٍّ أَوْ دِينِيٍّ. ۹ - أَنْ يَكُونَ فِي الدَّعْوَةِ مُنْكَرٌ يَعْلَمُ بِهِ الْمَدْعُو قَبْلَ حُضُورِهِ. ۱۰ - تَكَرُّرُ الدَّعْوَةِ لِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَأَكْثَرَ. ۱۱ - أَنْ يَكُونَ الدَّاعِي مَدِينًا لِلْمَدْعُو. ۱۲ - أَنْ يَكُونَ هُنَاكَ دَاعِيَانِ فَأَكْثَرَ، وَلَا يَتَأْتِي إِجَابَةَ الدَّعْوَاتِ كُلِّهَا

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۱۲)..... ایسی دعوت و تقریب کہ جس میں کوئی منکر شامل ہو، مثلاً فخر و تفاخر اور نام و نمود پیش نظر ہو یا کوئی اور غلط مقصد شامل ہو، یا وہاں ناچ گانا، بے پردگی یا شراب نوشی وغیرہ ہو، تو ایسی دعوت کو قبول کرنا اور اس میں شرکت کرنا ضروری نہیں، بلکہ اگر اس دعوت و تقریب میں پہنچنے سے پہلے گناہ کے بارے میں معلوم ہو جائے تو اس میں شرکت کرنا جائز بھی نہیں۔ اور اگر شرکت کے بعد معلوم ہو تو اہل اثر لوگوں پر اس پر تکلیف منع کرنے اور باز نہ آنے کی صورت میں مقتداء و اہل علم حضرات کے لئے وہاں سے اٹھ کر چلے آنے کا حکم ہے۔ ۱

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

فِيحِبِّ الْأَوَّلِ . كَمَا تَسْقُطُ إِجَابَةُ الدَّاعِي لِأَعْدَارِ خَاصَّةٍ بِالْمَدْعُوِّ . كَأَنْ يَكُونَ مَرِيضًا ، أَوْ مَشْغُولًا بِحَقِّ لغيره ، أَوْ أَنْ يَكُونَ فِي الْمَكَانِ كَثْرَةَ زِحَامٍ ، أَوْ كَوْنُ الْمَدْعُوِّ قَاضِيًا وَالدَّاعِي خَصْمًا ، أَوْ لَا يَقِيمُ الدُّعْوَةَ لَوْلَا الْقَاضِي - مَعَ تَفْصِيلٍ فِي الْمَذَاهِبِ بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْقَاضِي - يَنْظُرُ فِي (أَدَبِ الْقَاضِي) وَفِي (وَلِيْمَةِ) . كَمَا تَسْقُطُ إِجَابَةُ الدُّعْوَةِ بِإِعْفَاءِ الدَّاعِي ، كَسَائِرِ حُقُوقِ الْأَدْمِيَيْنِ . (الموسوعه الفقهيّة الكويّتيّة، ج ۲۰، ص ۳۳۵، حرف الدال، ماده دعوة)

۱۔ آج کل کی عام تقریبات میں کچھ نہ کچھ منکرات شامل ہونے کی وجہ سے بعض حضرات نے مقتداء لوگوں کو علیحدہ رہنے میں ہی عافیت سمجھی ہے۔

ومن الأعدار المسقطه للوجوب أو الندب أن يكون في الطعام شبهة أو يخص بها الأغنياء أو هناك من يتأذى بحضوره أو لا تليق به مجالسته أو يدعى لدفع شره أو لطمع في جاهه أو ليعاونه على باطل أو هناك منهي كالخمر أو اللهو أو فرش الحرير وغير ذلك، اهـ . ولا يخفى أن في هذا الزمان لا يخلو من هذه الأعدار إن لم تكن كلها موجودة ولهذا قالت الصوفية : حلت العزلة بل ينبغي أن يقال وجبت فإن من اختار العزلة اختار العزلة (مرقاة المفاتيح، كتاب النكاح، باب الوليمة) وفي البناية إجابة الدعوة سنة وليمة أو غيرها، وأما دعوة يقصد بها التناول أو إنشاء الحمد أو ما أشبهه فلا ينبغي إجابتها لا سيما أهل العلم فقد قيل ما وضع أحده في قصعة غيره إلا ذل له اهـ ط ملخصا . وفي الاختيار : وليمة العرس سنة قديمة إن لم يجبها أثم لقوله -صلى الله عليه وسلم - من لم يجب الدعوة فقد عصى الله ورسوله، فإن كان صائما أجاب ودعا، وإن لم يكن صائما أكل ودعا، وإن لم يأكل ولم يجب أثم وجفا لأنه استهزاء بالمضيف وقال -عليه الصلاة والسلام- لو دعيت إلى كراع لأجبت اهـ . ومقتضاه أنها سنة مؤكدة، بخلاف غيرها وصرح شراح الهداية بأنها قريية من الواجب . وفي التتارخانية عن الينابيع : لو دعى إلى دعوة فالواجب الإجابة إن لم يكن هناك معصية ولا بدعة والامتناع أسلم في زماننا إلا إذا علم يقينا أن لا بدعة ولا معصية اهـ والظاهر حملة على غير الوليمة لما مر ويأتي تأمل (قوله وثمة لعب) بكسر العين وسكونها والغناء بالكسر ممدودا السماع ومقصورا اليسار (قوله لا ينبغي أن يقعد) أى يجب عليه قال في الاختيار لأن استماع اللهو حرام والإجابة سنة والامتناع عن الحرام أولى اهـ ﴿بقية حاشية الگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصویر والے مقام پر مدعو کئے جانے کی صورت میں لوٹ کر آنے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾
 وكذا إذا كان على المائدة قوم يفتابون لا يقعد فالغيبة أشد من اللهو واللعب وتارخانية (قوله ولو على المائدة إلخ) كان عليه أن يذكره قبيل قول المصنف الآتي: وإن علم كما فعل صاحب الهداية، فإن قول المصنف فإن قدر إلخ فيما لو كان المنكر في المنزل لا على المائدة ففي كلامه إيهام لا يخفى (قوله بعد الذكري) أي تذكر النهي ط.

(قوله فعل) أي فعل المنع وجوبا لإزالة للمنكر (قوله صبر) أي مع الإنكار بقلبه قال -عليه الصلاة والسلام -من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فإن لم يستطع فبلسانه فإن لم يستطع فقلبه وذلك أضعف الإيمان اهـ أي أضعف أحواله في ذاته: أي إنما يكون ذلك إذا اشتد ضعف الإيمان، فلا يجد الناهي أعوانا على إزالة المنكر اهـ ط وهذا لأن إجابة الدعوة سنة فلا يتركها لما اقترن به من البدعة من غيره كصلاة الجنائز واجب الإقامة وإن حضرته نياحة هداية، وقاسها على الواجب لأنها قربية منه لورود الوعيد بتركها كفاية (قوله والمحكى عن الإمام) أي من قوله ابتليت بهذا مرة فصبرت هداية. (قوله وإن علم أولا) أفاد أن ما مر فيما إذا لم يعلم قبل حضوره (قوله لا يحضر أصلا) إلا إذا علم أنهم يتركون ذلك احتراماً له فعليه أن يذهب إتقاني (قوله ابن كمال) لم أره فيه نعم ذكره في الهداية قال ط وفيه نظر والأوضح ما في التبيين حيث قال: لأنه لا يلزمه إجابة الدعوة إذا كان هناك منكر اهـ. قلت: لكن لا يفيد وجه الفرق بين ما قبل الحضور وما بعده، وساق بعد هذا في التبيين ما رواه ابن ماجه أن علياً -رضي الله عنه -قال: صنعت طعاماً فدعوت رسول الله -صلى الله عليه وسلم -فجاء فرأى في البيت تصاوير فرجع اهـ. قلت: مفاد الحديث أنه يرجع ولو بعد الحضور وأنه لا تلزم الإجابة مع المنكر أصلاً تأمل (رد المحتار على الدر المختار، ج ۶، ص ۳۳۸، كتاب الحظر والإباحة)

رجل دعى إلى وليمة أو طعام وهناك لعب أو غناء جملة الكلام فيه أن هذا في الأصل لا يخلو من أحد وجهين إما أن يكون عالماً أن هناك ذاك وإما إن لم يكن عالماً به فإن كان عالماً فإن كان من غالب رأيه أنه يمكنه التغيير يجب لأن إجابة الدعوة مسنونة قال النبي -عليه الصلاة والسلام -إذا دعى أحدكم إلى وليمة فليأتها وتغيير المنكر مفروض فكان في الإجابة إقامة الفرض ومراعاة السنة وإن كان في غالب رأيه أنه لا يمكنه التغيير لا بأس بالإجابة لما ذكرنا أن إجابة الدعوة مسنونة ولا تترك السنة لمعصية توجد من الغير ألا ترى أنه لا يترك تشييع الجنائز وشهود المآتم وإن كان هناك معصية من النياحة وشق الجيوب ونحو ذلك؟ كذا ههنا. وقيل هذا إذا كان المدعو إماماً يقتدى به بحيث يحترم ويحتشم منه فإن لم يكن فترك الإجابة والقعود عنها أولى وإن لم يكن عالماً حتى ذهب فوجد هناك لعباً أو غناءً فإن أمكنه التغيير غير وإن لم يمكنه ذكر في الكتاب وقال لا بأس بأن يقعد ويأكل قال أبو حنيفة -رضي الله عنه -ابتليت بهذا مرة لما ذكرنا أن إجابة الدعوة أمر مندوب إليه فلا يترك لأجل معصية توجد من الغير هذا إذا لم يعلم به حتى دخل فإن علمه قبل الدخول يرجع ولا يدخل وقيل هذا إذا لم يكن إماماً يقتدى به فإن كان لا يمكث بل يخرج لأن في المكث استخفافاً بالعلم والدين وتجربة لأهل الفسق على الفسق وهذا لا يجوز وصبر أبى حنيفة -رحمه الله -محمول على وقت لم يصبر فيه مقتدى به على الإطلاق ولو صار لما صبر (بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، كتاب الاستحسان)

کا احادیث میں ذکر ہے۔ ۱

(۱۷)..... دعوت پر مدعو حضرات کے ساتھ خوش اخلاقی و خوش کلامی سے پیش آنا چاہئے اور ان کے ساتھ جائز گفتگو میں شریک رہنا چاہئے۔

(۱۸)..... اپنے کھانے کی خواہ مخواہ تعریف نہیں کرنی چاہئے اور نہ ہی دوسرے کی طرف سے کھانے کی تعریف کرنے کا منتظر رہنا چاہئے۔

(۱۹)..... بہتر یہ ہے کہ دعوت میں شریک علم و عمل یا عمر میں افضل حضرات کو آمد و رفت اور کھانے میں مقدم رکھ کر ان کا اکرام کیا جائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی چیز کھلاتے تھے تو فرماتے تھے کہ بڑے یا

بڑوں سے ابتداء کرو (مسند ابی یعلیٰ) ۲

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

۱ عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: صَنَعْتُ طَعَامًا، فَدَعَوْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَجَاءَ فَرَأَى فِي الْبَيْتِ، تَصَاوِيرَ، فَرَجَعَ (ابن ماجہ، رقم الحدیث ۳۳۵۹، بَابُ إِذَا رَأَى الضَّيْفَ مُنْكَرًا، رَجَعَ)

حَدَّثَنَا سَفِينَةُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ رَجُلًا، أَضَافَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا، فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: لَوْ دَعَوْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَكَلْنَا مَعَهُ، فَدَعَوَهُ فَجَاءَ، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى عِضَادَتِي الْبَابِ، فَرَأَى قَرَامًا فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ، فَرَجَعَ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ لِعَلِيٍّ: الْحَقُّ، فَقُلْتُ لَهُ: مَا رَجَعَكَ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ لِي أَنْ أُدْخَلَ بَيْتًا مُزَوَّفًا (ابن ماجہ، رقم الحدیث ۳۳۶۰، بَابُ إِذَا رَأَى الضَّيْفَ مُنْكَرًا، رَجَعَ)

۲ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " إِذَا سَقَى قَالَ " : اِبْدَاءُ وَابِلًا كَبِيرٍ . أَوْ قَالَ : بِالْأَكْبَرِ " (مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ۲۳۲۵، واللفظ له؛ المعجم الاوسط، رقم الحدیث ۳۷۸۶)

قال الهیثمی:

رواه أبو یعلیٰ والطبرانی فی الاوسط، ورجال ابی یعلیٰ رجال الصحیح (مجمع الزوائد،

تحت رقم الحدیث ۸۲۶۳، باب البداءة بالاکابر)

برکت تمہارے اکابر اور بڑوں کے ساتھ ہوتی ہے (مستدرک حاکم) ۱
 (۲۰)..... کھانے کے وقت میزبان کے لئے مستحب یہ ہے کہ مہمانوں کی خدمت کرے،
 البتہ اگر مہمان زیادہ نہ ہوں یا کوئی دوسرا خدمت کرنے والا موجود ہو اور مہمانوں کے ساتھ
 بیٹھ کر کھانے میں ان کی خدمت میں خلل نہ آتا ہو تو ساتھ بیٹھ کر کھانے میں بھی حرج نہیں۔ ۲

۱۔ عن ابن عباس، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْبَرَكَةُ مَعَ أَكْبَرِكُمْ
 (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۲۱۰، ج ۱، ص ۱۳۱، واللفظ له؛ ابن حبان، رقم
 الحدیث ۵۵۹، ذکر استحباب التبرک للمراء بعشرة مشايخ أهل الدين والعقل؛
 المعجم الاوسط، رقم الحدیث ۸۹۹)

قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ (حوالہ بالا)
 وقال الذهبي: على شرط البخاري (حوالہ بالا)

وفي حاشية ابن حبان: إسناده صحيح (حوالہ بالا)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أتى بَلْبَنٍ قَدْ شِيبَ بَمَاءٍ، وَعَنْ
 يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ، وَعَنْ شِمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ، فَشَرِبَ ثُمَّ أُعْطِيَ الْأَعْرَابِيُّ، وَقَالَ: الْإِيْمَنُ فَالْإِيْمَنُ
 (بخاری، رقم الحدیث ۵۶۱۹، بَابُ الْإِيْمَنِ فَالْإِيْمَنُ فِي الشَّرْبِ، واللفظ له؛ مسلم،

كتاب الاشرية، باب استحباب إدارة الماء واللبن ونحوهما عن يمين المبتدء)

(فَقَالَ عُمَرُ: أُعْطِ أَبَا بَكْرٍ) - لَعَلَّ عُمَرَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - كَانَ قَبَائِلَهُ فَأَرَادَ أَنْ يُنَاوِلَهُ فَقَالَ: أُعْطِ أَبَا
 بَكْرٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - (يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ الَّذِي عَلَى يَمِينِهِ) : وَفِي نُسَخَةٍ: عَنْ يَمِينِهِ (ثُمَّ
 قَالَ: الْإِيْمَنُ فَالْإِيْمَنُ) : بِالرَّفْعِ فِيهِمَا أَيْ يُقَدَّمُ الْإِيْمَنُ فَالْإِيْمَنُ، وَفِي نُسَخَةٍ بِنَصْبِهِمَا أَيْ أُنَاوِلُ الْإِيْمَنُ
 فَالْإِيْمَنُ، وَيُوَيِّدُ الرَّفْعَ قَوْلُهُ: (وَفِي رِوَايَةٍ " : الْإِيْمَنُونَ فَالْإِيْمَنُونَ، (أَل) : لِتَشْبِيهِهِ (فِيْمَنُوا) : بِتَشْدِيدِ
 الْجِيمِ الْمَكْسُورَةِ أَيْ إِذَا كَانَ الْأَمْرُ كَذَلِكَ فَيْمَنُوا أَنْتُمْ أَيْضًا وَرَاعُوا الْيَمِينَ وَابْتَدَأُوا بِالْإِيْمَنِ
 فَالْإِيْمَنِ. قَالَ النَّوَوِيُّ: وَضَبَطَ الْإِيْمَنَ بِالنَّصْبِ وَالرَّفْعِ، وَهُمَا صَحِيحَانِ، النَّصْبُ عَلَى تَقْدِيرِ أُعْطِيَ
 الْإِيْمَنَ، وَالرَّفْعُ عَلَى تَقْدِيرِ الْإِيْمَنُ أَحَقُّ أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ، وَالرِّوَايَةُ الْأُخْرَى: الْإِيْمَنُونَ تَرَجَّحَ الرَّفْعُ
 وَفِيهِ بَيَانٌ اسْتِحْبَابِ التَّيْمَنِ فِي كُلِّ مَا كَانَ مِنْ أَنْوَاعِ الْإِكْرَامِ، وَأَنَّ الْإِيْمَنَ فِي الشَّرَابِ وَنَحْوِهِ يُقَدَّمُ،
 وَإِنْ كَانَ صَغِيرًا وَمَفْضُولًا لِأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَدَّمَ الْأَعْرَابِيَّ، وَالْعَلَامُ أَيْ عَلَى
 مَا سَيَأْتِي، وَأَمَّا تَقْدِيمُ الْأَفْضَلِ وَالْأَكْبَرِ فَهُوَ عِنْدَ النَّسَائِيِّ فِي بَاقِي الْأَرْصَافِ، وَلِهَذَا يُقَدَّمُ الْأَعْلَمُ
 وَالْأَفْرَأُ عَلَى الْأَسْنَنِ وَالنَّسِيبِ فِي الْإِمَامَةِ لِلصَّلَاةِ (مِرْقَاة، كتاب الاطعمة، باب الاشرية)

۱۔ وينبغي أن يخدم المضيف بنفسه اقتداءً بإبراهيم على نبينا وعليه السلام، كذا في خزنة
 المفتين. وإذا دعوت قوما إلى طعامك. فإن كان القوم قليلا فجلست معهم فلا بأس لأن خدمتك
 يساهم على المائدة من المروءة، وإن كان القوم كثيرا فلا تقم معهم واحدهم بنفسك، ولا تغضب
 على الخادم عند الأضياف، ولا ينبغي أن تجلس معهم من يثقل عليهم فإذا فرغوا من الطعام واستأذنوا
 ينبغي أن لا يمنعهم (الفتاوى الهندية، ج ۵، ص ۳۳۵، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات)

(۲۱)..... جس مسلمان کے مال کے حلال و حرام ہونے کا کچھ پتہ نہ ہو، اس کی دعوت قبول کر لینا جائز ہے، اور مال کے بارے میں تحقیق و جستجو اور کھود کرید کرنے کی ضرورت نہیں۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی کے یہاں جائے، اور وہ اس کو کوئی کھانا کھلائے، تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کا کھانا کھالے، اور اس سے اس کے (حلال و حرام کے) متعلق کھود کرید نہ کرے، اور اگر کوئی چیز پلائے تو اسے چاہئے کہ اُس چیز کو پی لے، اور اس کے متعلق (حلال و حرام ہونے کی) کھود کرید نہ کرے (مسند احمد) ۱۔

(۲۲)..... جس شخص کے بارے میں معلوم ہو کہ اس کا سارا یا اکثر مال حرام کا ہے، تو اس کی دعوت قبول کرنا جائز نہیں، البتہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اُس نے کسی دوسرے حلال مال سے انتظام کیا ہے، مثلاً جائز طریقے سے وراثت میں حاصل شدہ یا کسی سے قرض لئے ہوئے مال

۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ عَلَى أَخِيهِ الْمُسْلِمِ، فَأَطْعَمَهُ طَعَامًا، فَلْيَأْكُلْ مِنْ طَعَامِهِ، وَلَا يَسْأَلْهُ عَنْهُ، وَإِنْ سَقَاهُ شَرَابًا مِنْ شَرَابِهِ، فَلْيَشْرَبْ مِنْ شَرَابِهِ، وَلَا يَسْأَلْهُ عَنْهُ (مسند احمد، رقم الحديث ۹۱۸۳)

حدیث حسن (حاشیہ مسند احمد)

(اذا دخل أحدكم على أخيه المسلم) لزيارة أو غيرها (فأطعمه) من (طعامه فليأكل) منه ندبا هكذا هو ثابت في الحديث وإن كان صائما نفلا جبرا لخاطره (ولا يسأل عنه) أى عن الطعام من أى وجه اكتسبه ليوقف على حقيقة حله فإن ذلك غير مكلف به ما لم تقو الشبهة فى طعامه والمراد لا يسأل منه ولا من غيره (وإن سقاه من شرابه فليشرب) منه أيضا (ولا يسأل عنه) كذلك لأن السؤال عن ذلك يورث الضغائن ويوجب التباغض والظاهر أن المسلم لا يطعمه ولا يسقيه إلا حلالا فينبغى إحسان الظن وسلوك طريق النواذر فيتجنب عن إيذائه بسؤاله وإنما نهى عن أكل طعام الفاسق زجرا له عن ارتكاب الفسق لطفا به فى الحقيقة كما ورد "انصر أخاك ظالما أو مظلوما" ومن ثم قيد جمع ما ذكر هنا من النهى عن السؤال بما إذا غلب على ظنه توقيه للمحرمات وفيما إذا كان أكثر ماله حراما تقرير بديع وتفصيل حسن للغزالي .س

(طس ك هب عن أبي هريرة) قال عبد الحق أسنده جمع وأوقفه آخرون والوقف أصح وقال الهيثمى بعد عزوه لأحمد والطبرانى فيه مسلم بن خالد الزنجى تفرد به والجمهور ضعفوه وقد وثق وبقيه رجال أحمد رجال الصحيح (فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۵۸۴)

سے دعوت کی ہے، تو پھر جائز ہے۔

اور جس شخص کے بارے میں معلوم ہو کہ اُس کا سارا یا اکثر مال حلال کا ہے، تو اس کی دعوت قبول کرنا جائز ہے، البتہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اُس نے کسی ناجائز طریقے سے حاصل شدہ مال سے دعوت کی ہے، مثلاً وہ مال اُس نے کسی کا چوری یا غصب کیا ہے، تو پھر جائز نہیں۔ ۱۔
(۲۳۳)..... ختنہ کے موقع پر لوگوں کی دعوت کرنے کے جائز ہونے نہ ہونے میں اختلاف

۱۔ اور ایک قول میں معلوم ہونے کے بجائے داعی کے قول کا اعتبار کیا گیا ہے، دونوں میں تطبیق اس طرح ممکن ہے کہ اگر معلوم ہو جائے تو کوئی اشکال کی بات نہیں، اور اگر معلوم نہ ہو اور اُس کے قول پر دل مطمئن ہو، تو اس سے بھی مقصد حاصل ہو جاتا ہے اس لئے یہ بھی معلوم ہونے کے قائم مقام ہے۔ اور جہاں دل مطمئن نہ ہو تو وہاں قول کا اعتبار نہیں۔
وحاصل المذہب فیہ اَنَّهُ اِنْ كَانَ اَكْثَرُ مَالِهِ مِنَ الرِّشْوَةِ وَالْحَرَامِ لَمْ يَحِلَّ قَبُولُ الْجَائِزَةِ مِنْهُ مَا لَمْ يَعْلَمْ اَنْ ذَلِكَ لَهُ مِنْ وَجْهِ حَلَالٍ، وَاِنْ كَانَ صَاحِبَ تِجَارَةٍ وَزُرِعَ وَاكْثَرَ مَالَهُ مِنْ ذَلِكَ، فَلَا بَأْسَ بِقَبُولِ الْجَائِزَةِ مَا لَمْ يَعْلَمْ اَنْ ذَلِكَ لَهُ مِنْ وَجْهِ حَرَامٍ، وَفِي قَبُولِ رَسُولِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامِ الْهَدِيَّةِ مِنْ بَعْضِ الْمُشْرِكِيْنَ دَلِيْلٌ عَلٰى مَا قُلْنَا.

وفي عيون المسائل: رجل أهدى إلى إنسان أو أضافه إن كان غالب ماله من حرام لا ينبغي أن يقبل ويأكل من طعامه ما لم يخبر أن ذلك المال حلال استقرضه أو ورثه، وإن كان غالب ماله من حلال فلا بأس بأن يقبل ما لم يتبين له أن ذلك من الحرام؛ وهذا لأن أموال الناس لا تخلو عن قليل حرام وتخلو عن كثيره، فيعتبر الغالب وبنى الحكم عليه (المحيط البرهاني في الفقه النعماني، كتاب الاستحسان والكراهية، الفصل السابع عشر في الهدايا والضيافات)
(وَلَا يَجُوزُ قَبُولُ هَدِيَّةِ أُمَرَاءِ الْأَجْرِيِّ لِأَنَّ الْغَالِبَ فِي مَالِهِمُ الْحَرَمَةُ (إِلَّا إِذَا عَلِمَ أَنَّ أَكْثَرَ مَالِهِ مِنْ حَلٍّ) بَأَنَّ كَانَ صَاحِبَ تِجَارَةٍ أَوْ زُرِعَ فَلَا بَأْسَ بِهِ.

وَفِي الْبَزَائِيَّةِ غَالِبُ مَالِ الْمُهْدِي إِنْ حَلَالًا لَا بَأْسَ بِقَبُولِ هَدِيَّتِهِ وَأَكْلِ مَالِهِ مَا لَمْ يَتَبَيَّنْ أَنَّهُ مِنْ حَرَامٍ؛ لِأَنَّ أَمْوَالَ النَّاسِ لَا يَخْلُو عَنْ حَرَامٍ فَيُعْتَبَرُ الْغَالِبُ وَإِنْ غَالَبَ مَالَهُ الْحَرَامُ لَا يَقْبَلُهَا وَلَا يَأْكُلُ إِلَّا إِذَا قَالَ إِنَّهُ حَلَالٌ أَوْ رِثْتُهُ وَاسْتَقْرَضْتُهُ (مجمع الانهر، كتاب الكراهية، فصل في الكسب)
أَهْدَى إِلَى رَجُلٍ شَيْئًا أَوْ أَضَافَهُ إِنْ كَانَ غَالِبَ مَالِهِ مِنَ الْحَلَالِ فَلَا بَأْسَ إِلَّا أَنْ يَعْلَمَ بِأَنَّهُ حَرَامٌ، فَإِنْ كَانَ الْغَالِبُ هُوَ الْحَرَامُ يَنْبَغِي أَنْ لَا يَقْبَلَ الْهَدِيَّةَ، وَلَا يَأْكُلَ الطَّعَامَ إِلَّا أَنْ يُخْبِرَهُ بِأَنَّهُ حَلَالٌ وَرِثْتُهُ أَوْ اسْتَقْرَضْتُهُ مِنْ رَجُلٍ، كَذَا فِي النَّبَائِعِ.....

لا يجيب دعوة الفاسق المعلن ليعلم أنه غير راض بسقيه، وكذا دعوة من كان غالب ماله من حرام ما لم يخبر أنه حلال وبالعكس يجيب ما لم يتبين عنده أنه حرام، كذا في التمراتشي..... آكل الربوا وكاسب الحرام أهدى إليه أو أضافه وغالب ماله حرام لا يقبل، ولا يأكل ما لم يخبره أن ذلك المال أصله حلال ورثته أو استقرضه، وإن كان غالب ماله حلالا لا بأس بقبول هديته والأكل منها، كذا في الملتقط (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات)

ہے۔ بعض نے اس سے منع فرمایا ہے۔ ۱
جبکہ بعض نے اس کی اجازت دی ہے۔ ۲

۱ عَنْ الْحَسَنِ، قَالَ: دُعِيَ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ إِلَى خِتَانٍ، فَأَبَى أَنْ يُجِيبَ، فَقِيلَ لَهُ،
فَقَالَ: "إِنَّا كُنَّا لَا نَأْتِي الْخِتَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَا نَدْعَى لَهُ" (مسند احمد
حدیث نمبر ۱۷۹۰۸، واللفظ له، المعجم الكبير للطبرانی رقم الحديث ۸۲۹۹)

إسناده ضعيف، محمد بن إسحاق مدلس وقد عنعن، وسماع الحسن البصري من عثمان مختلف
فيه، سلف الكلام فيه عند الحديث رقم ۱۶۲۸۰، وأخرجه الطبرانی في "الكبير ۸۳۸۱ عن عبد
الله بن أحمد، عن أبيه، بهذا الإسناد. وأخرجه الطبرانی في "الكبير ۸۳۸۲ من طريق أبي حمزة-
وهو إسحاق ابن الربيع -القطار، عن الحسن البصري، به. وإسناده ضعيف (حاشية مسند احمد)
عَنْ الْحَسَنِ، قَالَ: دُعِيَ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ إِلَى طَعَامٍ، فَقِيلَ: هَلْ تَدْرِي مَا هَذَا؟ هَذَا
خِتَانٌ جَارِيَةٌ، فَقَالَ: "هَذَا شَيْءٌ مَا كُنَّا نَرَاهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"،
فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ (المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۸۳۰۰)

قال الهيثمي: ورجال الاول فيهم اسحاق وهو ثقة ولكنه مدلس، ورجال الثاني فيهم أبو حمزة
القطار وثقه أبو حاتم وضعفه غيره (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۶۰)

دعى عثمان بن أبي العاص إلى ختان فابى أن يجيب وقال كنا على عهد رسول الله ﷺ
لا نأتى الختان ولا ندعى إليه قال فدل ذلك أن الذى كانوا يدعون إليه من الأطعمة
على عهد رسول الله ﷺ فما كانوا يأتونه على وجوب إتيانه عليهم إنما هو خاص من
الأطعمة لا على كل الأطعمة ولما كان طعام الوليمة مأمورا به كان من دعى إليه مأمورا
بإتيانه ولما كان ما سواه من الأطعمة غير مأمور به كان غير مأمور بإتيانه (شرح مشكل
الأثار للطحاوى، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله ﷺ فى الطعام الذى يجب
على من دعى عليه إتيانه)

۲ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ يَقُولُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ أَخَاهُ،
فَلْيُجِبْ عُرْسًا كَانَ أَوْ نَحْوَهُ (مسلم، باب الأَمْرِ بِإِجَابَةِ الدَّاعِي إِلَى دَعْوَةٍ، واللفظ له؛
ابوداؤد، رقم الحديث ۳۷۳۸؛ مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۱۹۶۶۶)

عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُطْعِمُ عَلَى خِتَانِ الصَّبِيَّانِ (مصنف ابن ابى شيبه حديث نمبر
۱۷۴۵۱، من كان يقول: يُطْعِمُ فِي الْعُرْسِ وَالْخِتَانِ)
عَنْ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: خَتَنِي أَبِي أَنَا وَنُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ
اللَّهِ فَلَدَّبَحَ عَلَيْنَا كَبْشًا وَقَدَّرَ رَأَيْتَنَا نَجْدِلُ بِهِ عَلَى الْعُلَمَانَ (مصنف ابن ابى شيبه حديث
نمبر ۱۷۴۵۵، من كان يقول: يُطْعِمُ فِي الْعُرْسِ وَالْخِتَانِ)

لا ينبغي التخلف عن إجابة الدعوة العامة كدعوة العرس والختان ونحوهما وإذا أجب فقد فعل ما
عليه أكل أو لم يأكل وإن لم يأكل فلا بأس به والأفضل أن يأكل لو كان غير صائم كذا فى الخلاصة
(الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر)

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیکن یہ اس وقت ہے، جبکہ اس میں کوئی منکر و گناہ شامل نہ ہو، ورنہ کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں، جیسا کہ آج کل بعض جگہ اس کو ضروری سمجھ کر اور فخر و تفاخر کے طور پر کیا جاتا ہے، اور اس میں خوب روپیہ پیسہ خرچ کیا جاتا ہے، خواہ قرض لے کر یا دوسرے کے ضروری حقوق تلف کر کے اور بے پردگی، تصویر سازی اور موسیقی وغیرہ بھی ہوتی ہے۔

(۲۴)..... مروّجہ سالگرہ کی رسم کے موقع پر جو دعوت کی جاتی ہے اس میں شرکت درست نہیں، کیونکہ سالگرہ کا مروّجہ طریقہ شریعت کے خلاف ہے (احسن الفتاویٰ جلد ۸ صفحہ ۱۵۵ اور ۱۵۴ بتصریح) اسی طرح عرس، کوٹوں اور گیارہویں وغیرہ کی رسم بھی خلاف شریعت ہے، اس قسم کی دعوتوں میں شرکت بھی جائز نہیں۔

(۲۵)..... آج کل شادی سے پہلے مہندی کی رسم منائی جاتی ہے، یہ خلاف شریعت رسم ہے، اس رسم کو انجام دینا اور اس رسم میں کھانے کی دعوت میں شریک ہونا بھی جائز نہیں (احسن الفتاویٰ جلد ۸ صفحہ ۱۶۰ بتصریح)

(۲۶)..... اگر کسی دوسرے سے بے تکلفی ہو اور وہ آپ کی دعوت کرے تو آپ اپنے کسی خاص مہمان یا خاص فرد کو بھی دعوت میں شریک ہونے کی داعی سے درخواست کر سکتے ہیں، پھر اگر وہ چاہے تو منظور کرے اور چاہے تو منع کر دے۔

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر اپنے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھی دعوت میں شرکت چاہی اور جب دعوت دینے والے نے اُن کی شرکت کو منظور کر لیا، تو

﴿ گزشتہ صفحے کا لقیہ حاشیہ ﴾

وَإِنْ كَانَتْ سُنَّةَ كَوَلِيمَةِ الْفُرْسِ وَالْحِجَابِ فَإِنَّهُ يُجِيبُهَا لِأَنَّهُ إِجَابَةُ السُّنَّةِ وَلَا تَهْمَةُ فِيهِ (بدائع الصنائع، كتاب آداب القاضى، فصل واما آداب القضاء)

وقد احتج بعض من لا يرى إتيان الدعوة إذا لم يكن عرساً بقول عثمان بن أبي العاص ما كنا ندعى إلى الختان ولا نأتيه وهذا لا حجة فيه وقال بعضهم إنما يجب إتيان طعام القادم من سفر وطعام الختان وطعام الوليمة والحجة قائمة بما قدما من آثار الصحاح التي نقلها الأئمة متصلة إلى النبي عليه السلام وهي على عمومها لا تخص دعوة من دعوة (التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد، للقرطبي، ج ۱، ص ۲۷۳)

آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دعوت میں شریک ہوئے (صحیح مسلم) ۱۔
 ایک اور موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ افراد سمیت دعوت کی گئی، اور ایک اضافی شخص
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہولیا، جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دینے والے
 سے فرمایا کہ یہ خود ہمارے ساتھ آ گیا ہے، اگر آپ اس کو اجازت دیں تو ٹھیک ہے، اور
 چاہیں تو یہ لوٹ جائے، جس پر دعوت دینے والے نے اُس کو بھی اجازت دیدی (صحیح مسلم) ۲۔
 لیکن دوسرے کی خوش دلی کے بغیر کسی کی شرکت جائز نہیں، اور اسی وجہ سے اگر دوسرا شخص
 ایسا ہو کہ آپ کے کہنے پر خواہی نخواہی منظور ہی کرنے پر مجبور ہو جائے اور منع کرنے کی ہمت
 نہ ہو تو ایسے شخص کے سامنے دوسرے کی شرکت کی درخواست بھی نہیں کرنی چاہئے۔
 کیونکہ کسی مسلمان کا مال بغیر اُس کی خوش دلی کے حلال نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ:

کسی آدمی کے لئے اس کے بھائی کا مال حلال نہیں، جب تک کہ وہ اپنی خوشدلی

۱۔ عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ جَارًا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارِسِيًّا كَانَ طَيِّبَ الْمَرْقِ،
 فَصَنَعَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ جَاءَ يَدْعُوهُ، فَقَالَ: وَهَذِهِ؟ لِعَائِشَةَ، فَقَالَ:
 لَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا، فَعَادَ يَدْعُوهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَهَذِهِ؟ قَالَ: لَا، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا، ثُمَّ عَادَ يَدْعُوهُ،
 فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَهَذِهِ؟ قَالَ: نَعَمْ فِي الثَّالِثَةِ، فَقَامَا يَتَدَا فَعَانَ حَتَّى
 أَتَيَا مَنْزِلَهُ (مسلم)، بَابُ مَا يَفْعَلُ الضَّيْفُ إِذَا تَبِعَهُ غَيْرُ مَنْ دَعَاهُ صَاحِبُ الطَّعَامِ، وَاسْتِحْبَابِ
 إِذْنِ صَاحِبِ الطَّعَامِ لِلتَّابِعِ

۲۔ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ: أَبُو شُعَيْبٍ،
 وَكَانَ لَهُ غُلَامٌ لِحَامٌ، فَرَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَفَ فِي وَجْهِهِ الْجُوعَ،
 فَقَالَ لِعَلَامِهِ: وَيْحَكَ، اصْنَعْ لَنَا طَعَامًا لِخَمْسَةِ نَفَرٍ، فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَدْعُو النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمِيسَ خَمِيسَةٍ، قَالَ: فَصَنَعَ، ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُ خَمِيسَ
 خَمِيسَةٍ وَاتَّبَعَهُمْ رَجُلٌ، فَلَمَّا بَلَغَ الْبَابَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ هَذَا اتَّبَعَنَا،
 فَإِنِ شِئْتَ أَنْ تَأْذَنَ لَهُ، وَإِنِ شِئْتَ رَجِعْ، قَالَ: لَا، بَلْ أَذْنُ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ (مسلم)، بَابُ مَا
 يَفْعَلُ الضَّيْفُ إِذَا تَبِعَهُ غَيْرُ مَنْ دَعَاهُ صَاحِبُ الطَّعَامِ، وَاسْتِحْبَابِ إِذْنِ صَاحِبِ الطَّعَامِ
 لِلتَّابِعِ

سے نہ دے (مستدرک حاکم) ۱

(۲۷)..... جو لوگ دعوت میں شرکت کریں، ان کے لئے داعی و میزبان کے لئے کوئی نقدی یا دوسری چیز کا ہدیہ و گفٹ لے کر جانا ہرگز ضروری نہیں، آج کل اس کو بہت سے لوگ انتہائی ضروری اور اس کی خلاف ورزی کو معیوب سمجھنے لگے ہیں۔

جبکہ بہت سے لوگ ادلہ بدلی اور قرض و دین کے طور پر لینا دینا کرتے ہیں، اور اسی وجہ سے لینے دینے والوں کو یاد بلکہ ان کا حساب و کتاب بھی رکھتے ہیں، یہ سخت گناہ ہے اور اس میں کئی خرابیاں شامل ہیں۔

(۲۸)..... جو لوگ کسی دعوت میں بلائے جائیں اور دعوت میں شریک ہوں، اُن کے لئے درج ذیل آداب بھی ہیں۔

(۱) دعوت قبول کرنے میں دعوت کرنے والے کے اکرام اور اس کا دل خوش کرنے اور سنت پوری کرنے کی نیت کرے، پیٹ کی شہوت پوری کرنے کی نیت نہ کرے۔

(۲) داعی کے گھر بغیر اجازت کے داخل نہ ہو۔

(۳) خواجواہ صدر مجلس بن کر نہ بیٹھے، اور داعی جب اس کو کسی خاص جگہ بٹھا دے تو اس کی حتی الامکان پابندی کرے۔

۱۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ اغْتَصَمْتُمْ بِهِ فَلَنْ تَصِلُوا أَبَدًا كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّ كُلَّ مُسْلِمٍ أَخٌ مُسْلِمٍ، الْمُسْلِمُونَ إِخْوَةٌ، وَلَا يَحِلُّ لِأَمْرٍ مِنْ مَالِ أَخِيهِ إِلَّا مَا أَعْطَاهُ عَنْ طَيْبِ نَفْسٍ، وَلَا تَظْلِمُوا، وَلَا تَرْجِعُوا مِنْ بَعْدِي كُفْرًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ (مستدرک حاکم، حدیث نمبر ۳۱۸، ج ۱ ص ۱۷۱، کتاب العلم، دار الکتب العلمیة، بیروت)

عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ دُعِيَ فَلَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ، وَمَنْ دَخَلَ عَلَى غَيْرِ دَعْوَةٍ دَخَلَ سَارِقًا وَخَرَجَ مُغِيرًا قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبَانُ بْنُ طَارِقٍ مَجْهُولٌ (ابوداؤد، رقم الحدیث ۳۷۴۱، بَابُ مَا جَاءَ فِي إِجَابَةِ الدَّعْوَةِ، وَاللَّفْظُ لَهُ؛ شَعْبُ الْإِيمَانِ، رقم الحدیث ۹۲۰۰؛ الفوائد الشهير بالغيلانيات،

تحت رقم الحدیث ۳۵۳)

(۴) کوئی عذر نہ ہو مثلاً فرض و واجب روزہ سے نہ ہو تو کھانے سے منع نہ کرے۔

(۵) کھانا کھانے کی طرف تیزی سے نہ لپکے (جیسا کہ آج کل تقریبات میں

لوگ ٹوٹ کر پڑتے ہیں اور دھکم پیل سے کام لیتے ہیں)

(۶) کھانا کھانے کے جو آداب ہیں ان کی رعایت کرے۔

(۷) حاضرین اور شرکاء میں دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دے، اور جو چیز دوسروں کو

پسند یا ان کے لئے زیادہ رغبت کی ہو وہ دوسروں کے لئے چھوڑ دے، خود کھا کر ختم

نہ کر دے۔

(۸) اگر کھانے میں دوسرے لوگ بھی شریک ہوں اور کوئی عذر نہ ہو، تو ان سے

پہلے کھانے سے فارغ نہ ہو جائے، دوسروں کا انتظار کرے اور ہلکا پھلکا سلسلہ

جاری رکھے۔

(۹) کھانے سے فراغت کے بعد داعی کا شکریہ ادا کرے اس کو دعاء دے، بعض

مسنون دعاؤں کا ذکر پہلے کھانے کے آداب میں گزر چکا ہے۔ ۱

(۱۰) کھانے سے فراغت کے بعد زیادہ دیر بیٹھا نہ رہے۔ ۲

۱ جن میں سے ایک دعایہ ہے:

اللَّهُمَّ أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنِي وَأَسْقِ مَنْ سَقَانِي (مسلم، باب إكرام الضيف وفضل إيثاره، عن
المقداد)

اور ایک دعایہ ہے:

اللَّهُمَّ، بَارِكْ لَهُمْ فِي مَا رَزَقْتَهُمْ، وَاعْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمَهُمْ (مسلم، رقم الحديث ۲۰۴۲،
باب استحباب وضع النوى خارج الثمر الخ)

اور کھانا کھلانے والا اگر سامنے ہو تو اس کو مخاطب کر کے یہ دعا پڑھنا بھی سنت سے ثابت ہے:

أَكَلْ طَعَامَكُمْ الْأَبْرَارَ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمْ الْمَلَائِكَةُ، وَأَفْطَرَ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ (مسند احمد،
رقم الحديث ۱۲۴۰۶، ابو داؤد)

۲ ومن الاداب التي يراعيها المدعو:

(۱) ان ينوي باجابه الدعوة تكريم المدعى (۲) وان لا يدخل بيت الداعي الا باذنه (۳) وان لا يتصدر

المجلس، واذاعين له صاحب الدعوة مكانا معينا فلا يصدها (۴) وان لا يمتنع من الطعام الا اذا كان

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

کیونکہ اس سے میزبان کو تکلیف ہوتی ہے اور وہ مرؤت کی وجہ سے جانے کا کہنے سے حجاب و شرم محسوس کرتا ہے، ہاں اگر کسی اہم کام کے لئے دیر تک بیٹھنے کی ضرورت ہو یا میزبان کے ساتھ ایسا خصوصی تعلق ہو کہ اس کو تکلیف نہ ہو تو حرج نہیں۔ ۱۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

محمد رضوان۔ ۲۶/۴/۱۴۲۸ھ

نظر ثانی و اضافہ:

مورخہ: ۱/ جمادی الاولیٰ/ ۱۴۳۳ھ۔ 25/ مارچ 2012ء۔ بروز اتوار

ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی

﴿ گزشتہ صفحے کا نتیجہ حاشیہ ﴾

صائما صوما و اجابا (۵) وان لا یسارع الی تناول الطعام (۶) وان یراعی الاداب العامة فی الاکل (۷) وان یؤثر علی نفسه المحتاج من الحاضرين، فیتراک له ما یلائمه (۸) ان لا یعجل برفع یدہ من الطعام حتی یفرغ القوم (۹) ان یدعوه لصاحب الطعام بعد الفراغ (۱۰) وان لا یطیل الجلوس بعد الطعام (الموسوعه الفقہیة الكويتیة، حرف الدال، مادہ دعوة)

۱۔ فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَأَنْتَشِرُوا أی فإذا أکلتم الطعام فتفرقوا ولا تلبثوا، والفاء للتعقیب بلا مہلہ للدلالة علی أنه ینبغی أن یکون دخولهم بعد الإذن والدعوة علی وجه یعقبه الشروع فی الأکل بلا فصل، والآیة علی ما ذهب إلیه الجل من المفسرین خطاب لقوم كانوا یتحینون طعام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیدخلون ویقعون منتظرین لإدراکہ مخصوصة بهم وبأمثالهم ممن یفعل مثل فعلهم فی المستقبل فالنهی مخصوص بمن دخل بغير دعوة و جلس منتظرا للطعام من غیر حاجة فلا تفید النهی عن الدخول بأذن لغير طعام ولا عن الجلوس واللبث بعد الطعام لمهم آخر، ولو اعتبر الخطاب عاما لکان الدخول واللبث المذكوران منہما عنہما ولا قائل به، ویؤید ما ذکر ما أخرجه عبد بن حمید عن الربیع عن أنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: كانوا یتحینون فیدخلون بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیجلسون فیتحدثون لیدرک الطعام فأنزل اللہ تعالیٰ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الْآیة (روح المعانی، تحت سورة الاحزاب، تحت آیت ۵۳)

ضمیمہ

بعض احباب کی خواہش پر چند اہم حیوانی و نباتی غذاؤں کا مختصر تذکرہ بطور ضمیمہ کے اس دفعہ کے ایڈیشن میں شامل کیا جا رہا ہے۔

چند اہم حیوانی و نباتی غذاؤں کے طبی خواص و اوصاف

انسان عام طور پر جو غذائیں کھاتے ہیں وہ دو طرح کی ہوتی ہیں:

ایک حیوانی غذائیں

حیوانی غذائیں وہ کہلاتی ہیں جو حیوانات یا ان کے جسم سے کسی شکل میں حاصل ہوتی ہیں۔

مثلاً گوشت، مچھلی، انڈا، دودھ، مکھن، گھی، دہی، پنیر اور چھاپھ، لسی وغیرہ۔

دوسرے نباتی غذائیں

نباتی غذائیں وہ کہلاتی ہیں جو نباتات (درختوں، پودوں اور سبزیات وغیرہ) سے حاصل کی

جاتی ہیں، جیسے اناج، چاول، دالیں مختلف قسم کے تیل، ترکاریاں، سبزیاں، ساگ پات،

پھل اور خشک و ترمیوے جات وغیرہ وغیرہ۔

ان کے تفصیلی طبی خواص و اوصاف کو بیان کرنا تو اس وقت پیش نظر نہیں، البتہ اجمالی اور مختصر

طور پر ان میں سے چند اہم غذاؤں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حیوانی غذائیں (ANIMAL FOODS)

حیوانی غذائیں جسم کی پرورش کا باعث ہوتی ہیں، گوشت پوست رگ پٹھوں وغیرہ کی نمو و

افزائش کے کام آتی ہیں، اور جسم کو طاقت و قوت بخشتی ہیں اور اس میں حرارت اور گرمی پیدا کرنے کا باعث ہوتی ہیں۔

چند حیوانی غذاؤں اور ان کے طبی اوصاف و خواص کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے:

گوشت (MEAT)

گوشت ایک عمدہ اور قوت بخش غذا ہے، اس میں اجزائے ملحمہ (پروٹینز) زیادہ مقدار میں پائے جاتے ہیں، اور اس میں چربی ہوتی ہے اور کچھ نمکیات بھی ہوتے ہیں، اجزائے ملحمہ کے زیادہ ہونے کی وجہ سے یہ بدن کو زیادہ غذائیت دیتا ہے، اور اس میں قوت و حرارت پیدا کرتا ہے۔

ہمارے یہاں مختلف جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے۔

جن میں سے گائے، بھینس، اونٹ، بکری، بھیڑ، دنبہ، مرغ، تیترا اور بیروغیرہ کا گوشت زیادہ استعمال ہوتا ہے، گائے کے گوشت میں بادی پن زیادہ ہوتا ہے، اور یہ گوشت بھاری شمار کیا جاتا ہے، اور بھینس و کٹے کا گوشت گائے کیل کے مقابلے میں کچھ ہلکا اور بہتر ہوتا ہے۔ ۱۔ دنبے اور بھیڑ کا گوشت اگرچہ غذائیت کے اعتبار سے بہتر ہے، لیکن بکرے کے گوشت کے

۱۔ ماہرین فن کی تحقیق کی رُو سے گائے اور بھینس کے 100 گرام کپے ہوئے گوشت میں چکنائی (Fats) حرارے (Calories) اور کولیسٹرول (Cholesterol) کے اجزاء کا موازنہ درج ذیل ہے:

نام حیوان	Fats کی مقدار	Calories کی مقدار	Cholesterol کی مقدار
گائے (Beef)	10.15	219	86
بھینس (Bison)	2.42	143	82

(LIVESTRONG.COM)

اس تقابل سے معلوم ہوا کہ بھینس کے گوشت کے مقابلہ میں گائے کے گوشت میں چکنائی، حرارے اور کولیسٹرول کی مقدار زیادہ ہے۔ اور آج کل کی معاشرتی زندگی میں جسمانی مشقت و ریاضت اور نقل و حرکت کی کمی کی وجہ سے گائے کے گوشت سے جسم میں زیادہ فضلات جمع ہو کر مختلف بیماریوں کا سبب ہوتے ہیں۔

مقابلے میں دیر ہضم ہے، اسی وجہ سے معالجن و ماہرین، بیمار لوگوں کے لیے بکرے کا گوشت تجویز کرتے ہیں، اور پرندوں کا گوشت نرم اور جلد ہضم ہونے کی وجہ سے زیادہ اچھا کہلاتا ہے۔

جس حلال چرند و پرند جانور کا گوشت کھایا جائے وہ طبی اعتبار سے تندرست ہو، بوڑھے اور بیمار جانوروں کا گوشت صحت کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے۔

گوشت کو کھانے سے پہلے خوب اچھی طرح پکانا چاہیے، جو گوشت پکا کر اچھی طرح نہ گلایا گیا ہو، اس کے کھانے سے ہضم میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے، دست آنے لگتے ہیں اور آنتوں میں کینچوے اور کدو دانے پیدا ہو جاتے ہیں۔

خالی گوشت خاص گائے بھینس کا گوشت برابر زیادہ عرصے تک کھاتے رہنا مناسب نہیں ہے، اس کے ساتھ سبز ترکاریاں شامل کر لینا مناسب ہے، ہر گوشت کے کھانے میں اعتدال سے کام لینا چاہیے، زیادہ گوشت خوری سے گٹھیا اور جوڑوں و ہڈیوں میں ورم اور درد وغیرہ کئی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں، اگر گوشت کو پکاتے وقت ادراک وغیرہ جیسی بادی کو توڑنے والی چیزیں شامل کر لی جائیں تو کافی حد تک اصلاح ہو جاتی ہے۔

مچھلی (FISH)

مچھلی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، مچھلی کا شمار دنیا کی اہم ترین غذاؤں میں ہوتا ہے۔ مچھلی تقریباً ہر جگہ کھائی جاتی ہے، مچھلی کا گوشت بھی دوسرے جانوروں کے گوشت کی طرح بدن کو غذائیت دیتا اور اس میں قوت و حرارت پیدا کرتا ہے، یہ نہایت لذیذ ہوتا ہے اور جلد ہضم ہو جاتا ہے۔

مچھلی ہمیشہ تازہ پکا کر کھائی جائے، تازہ کی پہچان یہ ہے کہ وہ مچھلی سخت ہوتی ہے، اگر اس کو ہاتھ پر رکھا جائے تو اس کی دم نیچے نہیں گرتی اور اس کے گلپھڑے کھول کر دیکھنے سے سرخ

دکھائی دیتے ہیں اور اس کی آنکھ میں چمک ہوتی ہے، اس کے برخلاف جو مچھلی باسی اور دیر کی پکڑی ہوئی ہوتی ہے، اس کی آنکھوں میں چمک اور گھمبھروں میں سرخی نہیں رہتی اور نہ اس میں سختی باقی رہتی ہے اور بعض اوقات اس میں بدبو آنے لگتی ہے۔

ایسی خراب مچھلی کے کھانے سے تے، دست وغیرہ آنے لگتے ہیں۔ جو ہڑ اور تالاب خاص طور پر گندے اور میلے کھیلے پانی کی مچھلیوں سے دریاؤں اور ندیوں کی مچھلی غذائیت کے اعتبار سے اچھی شمار کی جاتی ہے۔

انڈا (EGG)

حیوانی غذاؤں میں سے ایک غذا انڈا ہے، انڈا نہایت لطیف طاقت ور اور جلد ہضم ہونے والی غذا ہے، اس سے خون خوب بنتا ہے، جن پرندوں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان ہی پرندوں کے انڈے بھی کھائے جاتے ہیں، لیکن ان میں سب سے بہتر مرغی کا انڈا شمار کیا جاتا اور زیادہ کھایا جاتا ہے، اس میں بدن کا گوشت پوست پیدا کرنے والے اجزائے ملحمہ (پروٹینز) زیادہ مقدار میں ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ انڈے میں بدن میں قوت و حرارت پیدا کرنے والے روغنی مواد بھی پائے جاتے ہیں، کچھ نمکیات بھی ہوتے ہیں اور پانی بھی۔

اس کے علاوہ انڈے میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ نسبتاً اپنی مقدار سے زیادہ غذائیت دیتا ہے اور اس سے فضلہ بہت کم بنتا ہے۔

انڈے کو ابال کر چھیل لیا اور زردی سمیت کھالیا جاتا ہے، اس کا سالن بھی بنایا جاتا ہے، بعض لوگ کچے انڈے کو توڑ کر اس کی زردی اور سفیدی کو پی جاتے ہیں۔

مگر انڈے کے استعمال کا سب سے اچھا فائدہ بخش طریقہ یہ ہے کہ انڈے کو اتنی دیر تک

۱۔ آج کل شہروں میں مرغیاں پالنے کا رواج نہ ہونے کی وجہ سے بازاری شیورا اور فارمی انڈوں کا استعمال بڑھ گیا ہے، بوقت ضرورت و مجبوری ان انڈوں کے استعمال کرنے میں بھی حرج نہیں، تاہم دیسی مرغیوں کے انڈوں والی ان میں خصوصیت اور فوائد نہیں ہوتے۔

ابالا جائے کہ اس کی سفیدی جم جائے اور زردی جمنے کے قریب پہنچ جائے یعنی پورے طور پر نہ جمے، اس کے بعد اس پر ذرا سائمنک اور سیاہ مرچ پسی ہوئی چھڑک کر کھالیا جائے، اگر صرف زردی کھائیں تو یہ اور بھی بہتر ہے، اس طرح پکا ہوا انڈا نیم برشت (ادھ ابلا) کہلاتا ہے۔

اچلتے ہوئے پانی میں انڈا تقریباً ڈیڑھ منٹ تک ابالا جائے، اگر گھڑی نہ ہو تو اتنی دیر تک ابالا جائے کہ جتنی دیر میں معمولی رفتار سے سومرتبہ سبحان اللہ کہا جاسکے۔ اگر بدن میں سردی گھس گئی ہو تو اس کے لیے انڈے کی زردی کو گرم دودھ میں پھینٹ کر پی لیا جائے، اور کپڑا اوڑھ کر لیٹ جائیں تاکہ خوب پسینہ آجائے، اس سے بدن میں گھسی ہوئی سردی خارج ہو جاتی ہے۔

انڈا تازہ استعمال کرنا مناسب ہے۔ دیہاتوں میں عموماً تازہ انڈے دستیاب ہو جاتے ہیں۔ تازہ انڈے کی پہچان یہ ہے کہ اگر اس کو ہاتھ میں لیکر روشنی کی طرف دیکھیں تو اس میں روشنی کی جھلک نظر آتی ہے، اس کے علاوہ تازہ انڈے کو اگر پانی میں ڈال دیا جائے تو وہ اس میں ڈوب جاتا ہے۔ اس کے برخلاف جو انڈا خراب ہوتا ہے نہ تو اس میں روشنی کی طرف کر کے دیکھنے سے روشنی نظر آتی ہے اور نہ وہ پانی میں ڈوبتا ہے بلکہ پانی کے اوپر تیرا کرتا ہے۔

دودھ (MILK)

حیوانی غذاؤں میں سے ایک غذا دودھ ہے، دودھ نہایت لطیف زود ہضم اور قوت بخش غذا ہے، اس میں جسم انسان کی پرورش کرنے والے اجزاء (پروٹینز) اور قوت و حرارت پیدا کرنے والے مواد (کاربوہائیڈریٹس اور فیٹس) کافی مقدار میں ہوتے ہیں، اور اس میں پانی کی مقدار بھی ہوتی ہے اور نمکیات و حیاتین بھی۔

دودھ میں دوسرے غذائی اجزاء کے علاوہ چونے (کیلشیم) کی مقدار دوسری عام غذاؤں سے

زیادہ پائی جاتی ہے اور چونکہ بدن انسان کی پرورش کے لئے نہایت مفید اور ضروری چیز ہے، یہ جسم کی نشوونما اور بڑھوتری میں مدد دیتا ہے، ہڈیوں کی پرورش کرتا اور ان کو مضبوط بناتا ہے، رگوں پٹھوں کے بنانے اور طاقت دینے میں بھی کام آتا ہے۔ غرض یہ کہ دودھ بظاہر ایک مشروب ہے لیکن درحقیقت یہ ایک مکمل غذا ہے، خصوصاً کمزوروں اور بچوں کے لئے اس سے بہتر کوئی غذا شمار نہیں کی جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ بچہ کی پیدائش کے ساتھ ہی قدرت کی طرف سے اس کی پرورش کے لئے ماں کی چھاتیوں میں دودھ کا انتظام کر دیا جاتا ہے۔

انہی وجوہات کے پیش نظر احادیث میں بھی دودھ کی تعریف کی گئی ہے۔

بچے کے لئے ماں کا دودھ سب سے اچھا ہوتا ہے، لیکن دوسرے لوگ اپنے حالات کے مطابق بکری یا گائے یا بھینس کا دودھ پی سکتے ہیں۔ بکری کا دودھ پتلا ہونے کے علاوہ بہت ہلکا ہوتا ہے، کیونکہ اس میں پنیر و شکر کے اجزاء کم مقدار میں پائے جاتے ہیں، اس لئے یہ جلد ہضم بھی ہو جاتا ہے، لیکن اس سے ایک خاص قسم کی بو آتی ہے، جس کی وجہ سے عام طور پر اسے پسند نہیں کیا جاتا، گائے کا دودھ اگرچہ بکری کے دودھ سے بھاری ہوتا ہے، لیکن یہ بھینس کے دودھ سے اچھا ہلکا اور زود ہضم سمجھا جاتا ہے۔

بھینس کے دودھ میں بکری اور گائے کے دودھ کے مقابلے میں گھی اور پنیری اجزاء زیادہ ہوتے ہیں، اس لئے یہ بھاری ہوتا ہے، لیکن صحت مند اور تن درست و توانا اور محنت کش لوگوں کے لیے یہ عمدہ غذا ہے۔

دودھ ایک نازک، لطیف اور مقوی غذا ہے، اس لئے اس کے دوہنے اور رکھنے میں اس کی لطافت کا خیال رکھنا چاہیے، کیونکہ ذرا سی غفلت سے اس کے خراب ہونے اور بگڑ جانے کا خطرہ ہوتا ہے، دودھ دوہنے سے پہلے جانور کے تھنوں کو اچھی طرح دھولیا جائے، اس کے بعد اپنے ہاتھوں کو دھو کر پاک صاف دھلے ہوئے برتن میں دودھ دوہا جائے۔

دودھ کو جوش دے کر اور کچھ نیم گرم پینا مناسب ہے، اور اگر بغیر جوش دیے پینا ہو تو تھنوں

سے نکتے ہی تازہ بہ تازہ پینا مناسب ہے، لیکن گائے کا دودھ جوش دیے بغیر پینا مناسب نہیں، کیونکہ گائے کے کچے دودھ میں دق و رسل کے جراثیم کی موجودگی کا خطرہ ہے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ آج کل شہروں میں اصلی دودھ کا دستیاب ہونا دشوار ہوتا جا رہا ہے، جس کی وجہ سے لوگ پوڈر سے تیار شدہ دودھ اور ڈبوں میں پیک شدہ بازاری دودھ کو ترجیح دینے لگے ہیں، مگر تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ اس قسم کے کئی بازاری دودھ مختلف قسم کے کیمیکلز ملا کر تیار کیے جاتے ہیں، جن سے دودھ کا اصل مقصد حاصل نہیں ہوتا، بلکہ بعض اوقات مضر اجزاء شامل ہونے کی وجہ سے صحت کو غیر معمولی نقصان پہنچتا ہے، اس لیے دودھ دیسی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، اگرچہ خالص نہ ملے، اور اس میں پانی کی ملاوٹ کیوں نہ ہو، کیونکہ پانی کے شامل ہونے سے اگرچہ دودھ کی افادیت کم ہو جاتی ہے، مگر پانی ملے ہوئے دودھ کا پینا صحت کے لیے نقصان دہ نہیں ہوتا، بلکہ بعض اعتبار سے زیادہ افادیت کا باعث بن جاتا ہے کہ اس کا بھاری پن کم ہو جاتا ہے، مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ خود سے دودھ فروخت کرنے والوں کو پانی شامل کر کے دودھ کے حساب سے فروخت کرنا جائز بھی ہو۔

دہی (YOGHURT) چھا چھ (BUTTERMILK)

دودھ کو جما کر دہی بنائی جاتی ہے، اور دہی کو بلو کر مکھن نکالنے کے بعد جو چیز باقی رہ جاتی ہے وہ ”چھا چھ“ کہلاتی ہے، جس کو عام بول چال میں پکی لسی کہا جاتا ہے۔

دہی اور چھا چھ مفید غذائیں ہیں۔

چھا چھ سے اگرچہ مکھن نکال لیا جاتا ہے جو ایک طاقت بخش چیز ہے، لیکن چھا چھ بہت مفید غذا ہے، گرمیاں ہوں یا سردیاں دونوں موسموں میں بعض دہیات کے لوگ اس کو بہت شوق سے پیتے ہیں، اس کے بغیر ان کی غذا ادھوری رہتی ہے، یہ بدن کو غذائیت ہی نہیں دیتی بلکہ گرمی کی شدت اور گرمیوں میں چھلچھلاتی دھوپ اور لوہوں کے مضر اثرات سے بچانے میں بھی اہم کردار

ادا کرتی ہے، اور جلن اور جگر کی گرمی اور گرمی سے لگنے والی پیاس کے لئے بھی بے حد مفید ہے، معدے اور آنتوں کو بھی تقویت دیتی ہے، اور ہاضم ہونے کی وجہ سے بھوک لگاتی ہے۔ گرمی کے موسم میں گاڑھی چھانچھو لسی میں پانی ملا کر پیتے ہیں، جس سے پیشاب کھل کر آجاتا ہے۔

طبی تجزیہ کے مطابق دودھ، دہی اور چھانچھو کا مسلسل استعمال عمر کو بڑھاتا ہے، یورپ کے ایک ملک بلغاریہ کے باشندوں کی عمریں لمبی ہوتی ہیں، اور ان کے جسم بھی نسبتاً زیادہ مضبوط اور تن درست ہوتے ہیں۔ تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ ان کے تن درست و توانا ہونے اور زیادہ عمر پا ہونے کا سبب دہی اور چھانچھو کا استعمال ہے۔

ہمارے ہاں دیہاتوں میں بھی جن لوگوں کو دودھ چھانچھو خوب میسر ہے ان کی تن درست اور ان کی قوتیں بہت اچھی ہوتی ہیں اور ان کی عمریں بھی نسبتاً زیادہ ہوتی ہیں۔

لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ دہی اور چھانچھو تازہ استعمال کرنا بہتر ہے، جو دہی اور چھانچھو زیادہ کھٹے ہو جاتے ہیں ان کے فائدے میں فرق آجاتا ہے۔

جب دہی کھٹی ہو کر پانی چھوڑ دے، یا اس سے بدبو آنے لگے، تو اس کا استعمال کرنا مضر اور نقصان دہ ہو جاتا ہے۔

آج کل بازار میں دستیاب بہت سی جگہ دہی دیسی اور اصلی دودھ کے بجائے مختلف کیمیکلز شامل کر کے تیار کی جاتی ہے، جس میں بعض اجزاء صحت کے لیے انتہائی نقصان دہ ہوتے ہیں، اس قسم کی بازاری دہی سے فائدے کے بجائے نقصان ہوتا ہے، دہی کا تیار کرنا مشکل کام نہیں، خود گھر میں باسانی تیار کیا جاسکتا ہے، مگر آج کل لاپرواہی کی وجہ سے گھر میں دہی جمانے کا رواج نہیں جس کی طرف ہمیں توجہ کرنی چاہیے۔

نباتاتی غذائیں (PLANT FOODS)

اناج، مکئی، جوار اور باجرہ (CEREALS, CORN, TIDE, MILLET)

گیہوں، جو، چنا، مکئی، باجرہ، جوار جیسے نباتات ہماری عام غذاؤں میں شامل ہیں، ان اناجوں کو پیس کر آٹا بنایا جاتا اور ان کی روٹی پکا کر دالوں اور ساگ ترکاریوں کے ساتھ کھائی جاتی ہے، اور بعض اوقات میٹھا شامل کر کے بھی کچھ پکوان تیار کیے جاتے ہیں۔

گیہوں تمام اناجوں میں بہتر شمار کیا جاتا ہے، اس میں بدن کو پرورش کرنے والے اجزاء زیادہ مقدار میں پائے جاتے ہیں، یہ خوش مزہ بھی ہوتا ہے، اگرچہ جو میں بھی کافی غذائیت ہوتی ہے لیکن یہ گیہوں سے کم زور اور ہلکا درجہ رکھتا ہے۔

چنا بھی کافی غذائیت رکھتا ہے اور خوش مزہ بھی ہوتا ہے، نزلہ و زکام اور بلغم کو دور کرنے کے لیے بہت مفید ہے، دیہات میں اس کا استعمال کثرت سے ہوتا ہے، جب یہ اگنے کے بعد کچھ بڑھ جاتا ہے تو اس کی کونپلوں کو توڑ کر اس کا ساگ بنا کر کھایا جاتا ہے، جو ہاضم اور مزے دار ہونے کے ساتھ قبض کشا بھی ہوتا ہے، جب اس کو پھل آ جاتا ہے اور اس میں دانے پڑ جاتے ہیں اور چھولیاں بن جاتی ہیں تو ان کو آگ پر بھون کر ہولے بنا کر کھاتے ہیں اور یہ جب بالکل پک کر تیار ہو جاتا ہے تو یہ چنا کہلاتا ہے، جس کے آٹے کی روٹی پکاتے اور دال تیار کر کے استعمال کرتے ہیں، چنے کی دال کو پیس کر بیسن بناتے اور اس سے مختلف قسم کی غذائیں تیار کرتے ہیں، غرض یہ کہ چنا لوگوں کے لئے بہت مفید غلہ ہے، لیکن اس میں یہ کمزوری ہے کہ اس میں کچھ بادی پن ہوتا ہے اور ریاح و گیس پیدا کرتا ہے، مگر جو لوگ محنت و مشقت کے کام کرتے ہیں، ان کی محنت و مشقت سے بادی پن محسوس نہیں ہوتا، چنے کے آٹے کی روٹی کو بیسنی روٹی کہتے ہیں، اگر چنے کے آٹے کو گیہوں کے ساتھ ملا کر اس کی روٹی

کھائی جائے تو یہ نسبتاً ہلکی غذا کہلاتی ہے۔

مکئی، جوار اور باجرہ بھی اچھے غلے ہیں، لیکن ان کی روٹی گیہوں کی روٹی کی طرح نہ خوش مزہ ہوتی ہے نہ اس طرح کی مفید، البتہ غریب محنتی لوگوں کے لئے مناسب غذا ہے۔

مکئی نزلہ زکام کے لئے مفید ہے، بلغم کو دور کرتی ہے، دے کے مریض کے لئے چنے کے بعد مکئی کا دوسرا نمبر ہے؛ دست، قے اور مروڑ کے لئے بھی مفید ہے۔

مکئی کی چھٹی کے بال اُبال کر پینے سے گردے کے درد کو آرام آتا ہے، اور پتھری خارج کرنے کے لئے مفید ہے۔

باجرے کو گرم سمجھا جاتا ہے، اس کے آٹے کی روٹی بھی پکاتے ہیں، کچھڑی پکا کر بھی کھاتے ہیں۔

مکئی ہو یا جوار اور باجرہ جب اس کے ساتھ مکھن، گھی اور چھاچھ میسر ہوتی ہے تو یہ محنت کش لوگوں کے لئے بہترین مقوی غذا بن جاتی ہے۔

چاول (RISE)

ہمارے ملک میں گیہوں کے بعد چاول کا استعمال زیادہ ہے۔ چاول کو مختلف شکلوں میں پکا کر کھایا جاتا ہے، سادہ انداز میں بھی اور گوشت، سبزیاں وغیرہ شامل کر کے پلاؤ، بریانی وغیرہ کی شکل میں بھی، چاول میں گیہوں کے مقابلے میں غذائیت کم ہوتی ہے، اس لئے اس کو دوسری مقوی چیزوں مثلاً گوشت دودھ، شکر، گھی اور دہی وغیرہ میں ملا کر کھانا چاہیے اور یاد رکھنا چاہیے کہ نئے چاولوں سے پرانے چاول اچھے ہوتے ہیں۔ بعض مقامات پر چاولوں کو پیس کر ان کی روٹی پکا کر کھاتے ہیں، نیز کھیر، فرنی اور کچھڑی پکا کر استعمال کرتے ہیں، لیکن جب اس کو خالی پکاتے ہیں تو بہت سے لوگ اس کو اُبال کر پیچ (یعنی چاول کے ساتھ پکا ہوا پانی) نکال کر پھینک دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے چاولوں کے بہت سے مفید غذائی اجزاء پیچ کے ساتھ

ضائع ہو جاتے ہیں، اس لئے چاولوں کو دم پخت کر کے (یعنی دم لگا کر) پکانا مناسب ہے تاکہ اس کے مفید اجزاء ضائع نہ ہوں۔

دالیں (PULSES)

ہمارے یہاں غذاؤں میں سالن کے طور پر کھائی جانے والی چیزوں میں چنے، مٹر، اُڑد، مونگ، موٹھ، لوبیا اور مسور کی دال کثرت سے شامل ہیں، تقریباً سب ہی دالوں میں بدن کو غذائیت دینے والے اجزاء کافی مقدار میں ہوتے ہیں، اس لئے جو لوگ گوشت نہیں کھاتے، ان کے لیے گوشت کا بدل دالیں بن جاتی ہیں، خصوصاً اُڑد، چنے اور مٹر کی دالیں اس بارے میں زیادہ بہتر ہیں، اور اُڑد کی دال جسم کی پرورش کرنے اور طاقت دینے کے لئے بہت اچھی ہے، لیکن دالوں میں بادی پن ہوتا ہے، دیر میں ہضم ہوتی اور رریاح پیدا کرتی ہیں، البتہ مونگ کی دال بادی شمار نہیں کی جاتی اور یہ جلد ہضم بھی ہو جاتی ہے اس لیے یہ بیماروں اور کمزوروں کے لئے بہت مناسب غذا سمجھی جاتی ہے۔

بادی غذاؤں کے ساتھ اگر مناسب مقدار میں ادراک وغیرہ جیسی بادی توڑنے والی چیزیں شامل کر لی جائیں تو بادی کی کافی حد تک اصلاح ہو جاتی ہے۔

سبز ترکاریاں اور ساگ پات (VEGETABLES)

نباتاتی غذاؤں میں سبز ترکاریاں اور ساگ پات بھی داخل ہے، جس میں گھیا (لوکی) ٹنڈا، توری، بھنڈی، میٹھا کدو، گوبھی، بند گوبھی، شلجم، چقندر، گاجر، مولی، کھیرا، ککڑی، ٹماٹر، پیاز، لہسن، آلو جیسی سبز ترکاریاں اور پالک خرفہ سرسوں بھتو اور چولائی جیسے ساگ پات شامل ہیں، ان سبزیوں میں خاص غذائی جوہر اور نمکیات ہوتے ہیں جو قوتِ ہاضمہ کو بڑھاتے اور قبض کو دور کرتے ہیں اور خون کو صاف کر کے حالتِ اعتدال پر قائم رکھتے ہیں۔

ترکاریوں میں گاجر، ٹماٹر اور پیاز تو خصوصیت سے مفید ہیں، جن کو محنت کش لوگ کثرت سے

استعمال کرتے ہیں۔

سبز ترکاریوں اور ساگ پات کو پہلے پانی سے اچھی طرح دھویا جائے، اس کے بعد باریک تراش کر پکایا جائے، پانی صرف اتنا ڈالا جائے جو سبزیوں کے گلنے کے لئے کافی ہو، اس طرح پکانے سے وہ مزے دار بھی ہوں گی اور مفید بھی۔ بعض سبز ترکاریوں کو ابال کر ان کا پانی نچوڑ کر پھینک دیا جاتا ہے، یہ طریقہ اچھا نہیں ہے، کیونکہ اس طرح کرنے سے ان کے مفید اور قوت بخش اجزاء ضائع ہو جاتے ہیں۔

بعض لوگ شلجم، مولیٰ اور چقندر جیسی ترکاریوں کے پتے پھینک دیتے ہیں، ایسا کرنے سے ان سبزیوں کے پتوں میں پائے جانے والے بہت سے مفید اجزاء بیکار چلے جاتے ہیں، اس لئے ان ترکاریوں کو پتوں سمیت پکانا مناسب ہے۔

گاجر، پیاز اور ٹماٹروں کو معمولی ترکاری نہیں سمجھنا چاہیے، ان کے کھانے سے جسم کو تقریباً وہ تمام ضروری اجزاء حاصل ہوتے ہیں، جن کا جسم محتاج ہوتا ہے۔ چنانچہ ان میں شکر اور چونے (کیلشیم) کی کافی مقدار کے علاوہ حیاتین نامی غذائی جوہر بھی ہوتے ہیں۔

ٹماٹروں کو پکوانے سے ہاضم اور قبض کو دُور کرنے والا قرار دیا ہے۔

بعض سبزیات و نباتات کو پکائے بغیر بھی سلاد کے طور پر کھایا جاتا ہے، جن سے جسم کی خشکی اور گرمی دور ہوتی ہے، اور جسم کو مطلوب مفید وٹامن حاصل ہوتے ہیں۔

ادرک (GINGER) اور سوٹھ (GINGER DRY)

ادرک ایک مشہور ترکاری بھی ہے اور قیمتی شفا بخش جڑی بھی اور دوا بھی، ادرک کو مخصوص طریقہ پر خشک کر کے محفوظ رکھ لیا جاتا ہے جسے ”سوٹھ“ کہا جاتا ہے، ادرک کو عربی میں ”زنجبیل“ کہا جاتا ہے، اور زنجبیل کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے، ادرک کا مزاج گرم اور تر ہے، البتہ خشک ادرک یعنی ”سوٹھ“ کا مزاج گرم اور خشک ہے، ادرک پیدشاب کے ذریعے

جوڑوں کی سوچن اور جوڑوں کے زہریلے فضلات کو خارج کرتا ہے، اور جسم کے تمام رگ وریشے کو گرم رکھتا ہے۔ ادراک کا اگر موزوں مقدار میں استعمال رکھا جائے تو بڑھاپے میں بھی بڑھاپے کے مختلف حملوں سے حفاظت رہتی ہے، جسم کے تقریباً تمام درکار اجزاء میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، جسم تندرست، خوبصورت اور سڈول رہتا ہے، قوتِ ہاضمہ برقرار رہتی ہے، پیٹ نظامِ ہاضمہ اور جگر کو قوت حاصل ہوتی ہے، بلغم اور گیس نہیں بنتی۔ اگر کھانا کھانے سے پہلے تھوڑا سا ادراک نمک کے ساتھ ملا کر کھایا جائے، یا باریک پے ہوئے سونٹھ میں نمک ملا کر کھایا جائے، تو بھوک خوب بڑھتی ہے، کھانا کھانے کی رغبت پیدا ہوتی ہے، سونٹھ سے معدے اور آنتوں میں عمل کی حرکت بیدار رہتی ہے، لہذا گھریلو دوا کے طور پر ادراک یا سونٹھ کا استعمال بہت اہم ہے۔ سونٹھ گھی اور گڑ کے ساتھ کھانے سے جسم کی رگوں میں ایک نئی بیداری اور تازگی پیدا ہوتی ہے، کھانا جلدی ہضم ہو جاتا ہے معدے میں رقیق اجزاء بناتا ہے، اور پورے جسم میں ایک نئی حیات دوڑتی ہے اور جسم کا ریشہ ریشہ سرگرم عمل ہو جاتا ہے، اس اعتبار سے ادراک اور سونٹھ گویا کہ خوبیوں کی کان ہے۔ ادراک کارس اور سبزی ذائقہ دار اور چٹپٹی ہوتی ہے، یہ دل اور حلق کے لئے بے حد مفید ہے، اس سے گھٹیا اور جوڑوں کے امراض میں بھی افادہ و فائدہ ہوتا ہے۔

گڑ، شکر (JAGGERY SUGAR)

گڑ، شکر محنتی اور جفاکش لوگوں کے لئے بہت مفید اور ضروری چیز ہے، محنت و مشقت کرنے سے بدن کی جس قدر قوت و حرارت کم ہوتی ہے گڑ، شکر کا استعمال اس کمی کو پورا کرتا رہتا ہے، خصوصاً جب کہ اس کے ساتھ گھی بھی شامل کر لیا جائے، لیکن چونکہ ہر شخص کو گھی کا دستیاب ہونا مشکل ہے اس لیے ایسا شخص گڑ کے ساتھ دودھ اور چھاچھ پی کر کافی فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ اگرچہ دیہاتی ہر موسم میں گڑ کھانے کے عادی ہوتے ہیں لیکن گرمی اور برسات میں اس

کا استعمال کم کر دینا چاہیے، گڑ، شکر کھانے سے بدن میں صرف طاقت اور حرارت ہی پیدا نہیں ہوتی بلکہ قبض بھی دور ہوتا ہے، اگر کھانے کے بعد تھوڑا گڑ استعمال کر لیا جائے تو غذا کے ہضم ہونے میں مدد ملتی ہے۔

تاہم یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ آج کل میٹھے کا استعمال بہت زیادہ بڑھ گیا ہے، ظاہر ہے کہ کسی بھی چیز کے زیادہ استعمال سے فائدہ کے بجائے نقصان ہوتا ہے، اس لیے میٹھے کے استعمال میں اعتدال کا قائم رکھنا ضروری ہے۔

اچار، سرکہ، چٹنیاں (PICKLES, VINEGAR, CHUTNEY)

بارش کے زمانے میں جب کہ رطوبت کی زیادتی سے ہضم خراب ہوتا ہے یا ہریضہ اور ملیریا جیسی وبائی بیماریاں پھیلی ہوتی ہیں، اچار، چٹنیاں اور سرکہ کے استعمال سے بہت فائدہ پہنچتا ہے۔

بعض غریب دیہاتی لوگ روٹی صرف آم کے اچار چٹنی یا سرکہ کے ساتھ کھا کر گذر بسر کرتے ہیں، بعض لوگ عادتاً ہر موسم میں ان کو استعمال کرتے ہیں، لیکن ان کا کثرت سے استعمال مناسب نہیں ہے۔ ان ترشیوں کے بکثرت استعمال سے بڑا نقصان یہ پہنچتا ہے کہ معدے کی قدرتی باضم رطوبت کم بننے لگتی ہے جس سے آہستہ آہستہ ہاضمہ کمزور ہوتا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ ان چیزوں کے کھائے بغیر غذا کو ہضم ہی نہیں کر سکتا۔ غرض یہ کہ ترشیاں اور کھٹی چیزیں زیادہ نہیں کھانی چاہئیں اور ترشیوں کے ساتھ کچھ میٹھی چیز گڑ وغیرہ بھی استعمال کرنی چاہئے، اس سے ان کی مضر تاثیر کم یا ختم ہو جاتی ہے۔

۱۔ احادیث میں سرکہ کو بہترین سالن قرار دیا گیا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ (ترمذی، رقم الحدیث ۱۸۳۹، بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَلِّ)

بشرطیکہ اصلی سرکہ ہو، آج کل بازار میں مختلف کیمیکلز سے سرکہ نام کی چیز تیار کر کے فروخت کی جاتی ہے، جو حقیقت میں سرکہ نہیں ہوتا، اس سے آگاہ رہنا چاہئے۔

پھل (FRUITS)

جسم کی پرورش اور طاقت کے لئے پھلوں کا استعمال انتہائی مفید ہے۔ پھلوں سے جسم کو شکر ملتی ہے، جو جسم میں قوت و حرارت پیدا کرتی ہے۔ پھلوں کے رس میں ایسے اجزا ہوتے ہیں جو غذا کے ہضم ہونے میں کام آتے ہیں اور آنتوں کو فضلات سے صاف کرنے میں مدد دیتے ہیں، خون کو صاف اور معتدل رکھتے ہیں، پھلوں میں وہ غذائی جوہر بھی ہوتے ہیں جو حیاتین (وٹامنز) کہلاتے ہیں اور جسم کی نشوونما اور تقویت کے لئے خصوصیت کے ساتھ مفید ہیں۔ ہمارے ملک میں آم، خربوزہ، ارنڈ، تربوز، جامن، کیلا، ککڑی، کھیرا، پھوٹ، آڑو، سیب امرود، لیموں، آلوچہ، بیر اور انجیر وغیرہ کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔ آم بہترین اور لذیذ پھل ہے، بدن کو طاقت دیتا اور اس میں حرارت پیدا کرتا ہے قبض کو ختم کرتا ہے۔

خربوزہ بھی اچھے پھلوں میں سے ہے، قبض کو دور کرتا اور گردوں کے فعل کو صحیح رکھتا ہے۔ جن لوگوں کے گردے یا مثانے میں پتھری ہو یا پیشاب میں ریگ آتی ہو، ان کے لئے خربوزہ، گرما، سردا خصوصیت سے مفید ہے۔

تربوز بھی مفید پھلوں میں سے ہے گرمی کو دور کرتا اور پیاس کو بھجاتا ہے، پیشاب خوب لاتا ہے، لیکن اس میں کسی قدر بادی پن ہے، اس لیے جن لوگوں کا مزاج ٹھنڈا ہوتا ہے، اور ریاح زیادہ پیدا ہوتے ہیں ان کو اس سے کچھ تکلیف پہنچتی ہے۔ چاول کھا کر تربوز نہیں کھانا چاہیے۔

کیلا بدن کو غذا بیت دینے اور طاقت بخشنے کے اعتبار سے اچھے پھلوں میں سے ہے۔ اس میں تقریباً وہ تمام اجزا پائے جاتے ہیں جو بدن کی پرورش اور اس کی نشوونما کے لئے ضروری ہیں، اس لیے بچوں کے لئے یہ خصوصیت سے مفید ہے، لیکن یہ بھی کسی قدر بادی پن لیے

ہوئے ہوتا ہے، اس پر نمک اور سیاہ مرچ باریک پیسی ہوئی لگا کر کھائیں تو بہتر ہے۔
ارنڈ خربوزہ (پپیتا) معدہ کو طاقت دیتا ہے، غذا کو ہضم کرتا خون صاف کرتا اور خون بناتا اور
قبض کو دور کرتا ہے، اور اس کے ساتھ جسم کو غذائی اجزا بھی بہم پہنچاتا ہے۔

ککڑی اور کھیرا گرم مزاج والوں کے لئے مفید ہیں، پیشاب لا کر گردے اور مثانے کو صاف
کرتے ہیں، بعض اوقات اس کے زیادہ کھانے سے پیٹ میں درد ہونے لگتا ہے، اس لیے
ان کو باریک پیسی ہوئی سیاہ مرچ اور نمک لگا کر کھانا مناسب ہے۔

پھوٹ اور ککڑی بھی بدن کو غذائیت دیتی ہے، لیکن ان میں غذائیت کم ہوتی ہے، پیشاب
خوب لاتی ہے، البتہ کچھ بادی بھی ہوتی ہے، اس لیے ان کو کالی مرچ اور نمک لگا کر کھانا
مناسب ہے، ان کو زیادہ مقدار میں نہیں کھانا چاہیے، ان کے زیادہ کھانے سے پیٹ میں درد
ہونے لگتا ہے اور جو لوگ انہیں برابر کھاتے ہیں ان کو بخار آنے لگتا ہے۔

امرو بدن کو غذائیت دینے اور قبض کو دور کرنے کے اعتبار سے اچھا پھل ہے، اس کے زیادہ
کھانے سے بھی پیٹ میں درد ہونے لگتا اور بخار آنے کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لیے
امرو کو نمک مرچ لگا کر کھانا کھانے کے بعد کھائیں تو بہتر ہے۔

لیموں (نیمبو) کا رس غذا کو ہضم کرتا اور بھوک لگاتا ہے، کھانے کے ساتھ استعمال کرنے سے
غذا رغبت سے کھائی جاتی ہے۔ گرمیوں کے زمانے میں اور وبائی بیماریوں مثلاً ملیریا اور ہیضہ
کے زمانے میں اس کو ضرور استعمال کرنا چاہیے۔

انجیر بدن کو غذائیت دینے کے علاوہ قبض کشا بھی ہے۔

آلوچہ گرم مزاجوں کے لیے خصوصیت سے مفید ہے، صفرا (پت) کو دور کرتا ہے۔

آڑو بھی گرم مزاجوں کے لیے مناسب ہے، لیکن اس کے کثرت استعمال سے آنتوں میں
خرابی آ جاتی ہے، اس کو بھی نمک مرچ لگا کر کھایا جائے تو بہتر ہے۔

غرض یہ کہ جس قدر بھی پھل ہیں وہ بہ حیثیت مجموعی جسم کی پرورش کرتے اور قبض کو دور کرتے

اور خون کو حالتِ اعتدال پر رکھتے ہیں، جسم کو نشوونما دیتے اور اس کو تقویت بخشتے ہیں، لیکن ان کے کھانے میں مندرجہ ذیل باتوں کا خاص طور پر خیال رکھا جائے:

(۱)..... پھل تازہ اور خوب کپے ہوئے کھائیں، کچے اور گلے سڑے پھلوں کے کھانے سے فائدے کے بجائے نقصان پہنچتا ہے۔

(۲)..... پھلوں کو کھانا کھانے کے بعد یا تیسرے پہر کھانا چاہیے، خالی پیٹ کھانا مناسب نہیں ہے۔

(۳)..... پھل کھانے کے بعد فوراً ہی پانی نہیں پینا چاہئے، اس سے نزلہ و زکام، کھانسی کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے اور گلے میں خراش ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

(۴)..... گلٹری، کھیرا، پھوٹ (کھیرے کی شکل اور خربوزے کے ذائقہ کی طرح ایک سبزی جو پک کر پھٹ جاتی ہے) جامن، امرود، آڑو، کونمک اور سیاہ مرچ لگا کر کھانے سے ان کے ضرر کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

گٹا (TIMES)

گٹا دیہات کی خاص چیز ہے۔ گڑ، شکر اور تمام مٹھائیاں اسی کے رس کی بنتی ہیں، گٹے کو چھیل کر اس کا رس چوسا جاتا ہے، جس سے جسم میں شکر پہنچتی ہے جو بدن میں قوت و حرارت پیدا کرتی ہے، اور خون میں رطوبات بڑھا کر اس کے توام کو پتلا کرتی ہے، اس کے علاوہ گٹے کا رس چوسنے یا پینے سے پیشاب کھل کر آتا ہے، جس سے گردے اور مثانے صاف ہوتے رہتے ہیں اور ان میں پتھری یا ریگ پیدا ہونے نہیں پاتی۔

اگر پیشاب میں سوزش ہوتی ہے تو وہ بھی اس کے استعمال سے دور ہو جاتی ہے اور قبض بھی رفع ہو جاتا ہے، لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ گٹا چوس کر پانی نہ پیئیں، اس سے نزلہ و زکام اور کھانسی پیدا ہو جاتی ہے۔

آج کل بازار میں جگہ جگہ گنے کارس ملتا ہے، مگر ان کے برتنوں اور مشینوں کے صاف ستھرا نہ ہونے اور مکھیوں کے بھن بھناتے رہنے کی وجہ سے صحت کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ہوتا ہے۔

(ماخوذ از دیہاتی معالج و دیگر کتب طب بتیمیر و اضافہ)

کھجور (DATES)

اطباء نے کھجور کو غذائیت سے بھرپور (اور غدی، اعصابی، ملین) قرار دیا ہے، کھجور چونکہ ایک پھل اور میوہ ہے، اس لئے اس میں جزو بدن بننے کی خوب استعداد پائی جاتی ہے، اور اسی وجہ سے اس کا فہلہ بھی برائے نام بنتا ہے۔ بعض اطباء نے کھجور کو بادام کے قائم مقام قرار دیا ہے۔ کھجور میں حرارت و رطوبتِ غریزی کو پیدا کرنے کی بھرپور تاثیر موجود ہے، اور جن لوگوں کے جسموں میں یہ دونوں چیزیں وافر مقدار میں موجود ہوں، ایسے لوگ صحت مند، بہادر، جفاکش شمار ہوتے ہیں۔

اطباء نے کھجور کو مسمن بدن (بدن کو موٹا کرنے والی) محرکِ جگر (جگر کے نظام کو تیز کرنے والی) مقویِ معدہ و دماغ (معدہ و دماغ کو قوت بخشنے والی) محرکِ اعصاب (اعصاب کو متحرک کرنے والی) اور مفرحِ قلب (دل کو فرحت و تازگی بخشنے والی) اور رسل و دق (ٹی۔ بی) اور فالج اور لقوہ کی بیماری کے لئے نفع بخش اور بطورِ خاص دبلے پتلے لوگوں کے لئے مفید قرار دیا ہے۔

کھجور کے محرکِ جگر ہونے کی وجہ سے اس کے ذریعہ سے جسم میں خون، بہتر طریقہ سے پیدا ہوتا ہے، نیز اس کو اطباء نے ہاضم بھی قرار دیا ہے، لہذا یہ کھانے کے بعد بھی مفید ہے، اور مخصوص مردانہ قوت کے لئے بھی مفید قرار دیا ہے، جن لوگوں کے مزاج بارد (ٹھنڈے) ہوں، ان کے لئے کھجور بطورِ خاص مفید ہے، اور اسی وجہ سے یہ امراضِ بارہ (ٹھنڈے و بلغمی امراض جیسے لقوہ، فالج وغیرہ) میں مفید ہے، جسم سے فاضل بلغم کو ختم کرتی ہے، سینہ اور

پھیپھڑوں کو طاقت بخشتی ہے، نیز صفراء اور تیزابیت کو ختم کرتی ہے۔
اس طرح کھجور میں بیک وقت پھل، غذا، دوا، حلوہ اور بہترین مشروب (وٹانک) کی
صلاحیت موجود ہے۔

تازہ تحقیق کے مطابق کھجور بچوں کو دودھ میں ڈال کر بالنے کے بعد پلائی جائے تو بچوں کو
توانائی حاصل ہوتی ہے۔

رات کے وقت چند کھجوروں کو پانی میں بھگو کر رکھیں اور صبح نہار منہ اسی پانی میں کھجوروں کو مسل
کر ہفتہ میں دو بار استعمال کریں تو یہ دل کی توانائی کے لئے موثر ٹانک ثابت ہوتا ہے، اور
اس کے ذریعہ سے قبض ٹوٹ جاتا ہے۔

کھجور کا دودھ کے ساتھ کھانا بھی انتہائی مفید اور طاقت آور ہے۔

بچے کی ولادت کے وقت زچہ کو کھجور کھانا، اور بچہ کو کھجور کی تحنیک کرانا بھی مفید ہے۔
مٹھی بھر کھجوریں بکری کے تازہ دودھ میں بھگو کر اگلی صبح اسی دودھ میں کچل مسل کر شہد اور سبز
الاچی ملا کر استعمال کرنے سے اعضائے مادہ تولید کی کارکردگی بڑھتی ہے۔ حتیٰ کہ اس سے
بانجھ پن تک بھی دور ہو جاتا ہے۔

عجوبہ کھجور کی گٹھلی کا سفوف دل کے امراض کے لئے انتہائی مفید ہے۔

کھجور کی گٹھلی دستوں کو بند کرتی ہے، اور اس کی جلی ہوئی گٹھلی خون بہنے کو بند کرتی ہے، زخموں
کو صاف کرتی ہے، اور اس کا منجن دانتوں کو صاف اور منہ کی بدبو کو دور کرتا ہے۔

شہد (HONEY)

شہد عمدہ غذا بھی ہے اور بہت سی بیماریوں کے لئے بہترین شفاء اور دوا بھی۔

قرآن و سنت میں شہد کی تعریف و توصیف کی گئی ہے، اور اسے شفاء قرار دیا گیا ہے۔

بہت سے قدیم اطباء نے شہد کے مزاج کو گرم اور خشک قرار دیا ہے۔

لیکن بعض متاخرین اطباء و ماہرین نے شہد کے مزاج کو گرم اور تر قرار دیا ہے، یعنی انہوں نے شہد کے مزاج کے گرم ہونے کے بارے میں تو قدیم اطباء سے اتفاق فرمایا ہے، لیکن اس کے مزاج کے خشک ہونے سے اختلاف کرتے ہوئے اس کے مزاج کو تر قرار دیا ہے۔

شہد میں حیاتین (وٹامن) الف، ب، ج پائے جاتے ہیں، بعض ماہرین کے مطابق انسانی جسم کی ساخت میں جتنے بھی کیمیاوی مرکبات استعمال ہوتے ہیں، یا انسان کو ان کی ضرورت رہتی ہے، ان میں سے ہر عنصر شہد میں موجود ہے، اور شہد وہ منفرد مرکب ہے، جس میں ہر قسم کے وٹامن موجود ہیں۔

اطباء نے شہد میں قوت پیدا کرنے، دُبلے جسم کے لاغر پن کو دُور کرنے اور خون میں صالح اور اچھی رطوبات پیدا کرنے اور ورموں کو تحلیل کرنے، سدوں کو کھولنے، اور تعفن دُور کرنے اور ثقیل و سخت مواد کو نرم کرنے اور ہضم کرنے اور فاسد و ردی رطوبات خاص طور پر غلیظ اور گاڑھے بلغم اور صفراء کو خارج کرنے اور اعصاب میں حرکت پیدا کرنے کی صفات کو شمار کیا ہے۔

شہد غذائیت کے لیے بڑی اہم چیز ہے اور یہ ایک مکمل غذا اور قابل اعتماد دوا ہے۔

اگر شہد کو دودھ میں ملا کر پیا جائے، تو اس سے غذائیت میں بھرپور اضافہ ہو جاتا ہے۔

شہد کے ذریعے سے بدن کی پرورش ہوتی اور بدن میں قوت پیدا ہوتی ہے۔

شہد کو سردی اور گرمی دونوں موسموں میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

شہد بچوں، جوانوں اور بوڑھوں سب کے لیے یکساں مفید ہے۔

بہترین شہد ربیع کی فصل یعنی موسم بہار کا شمار کیا گیا ہے، اور اس کے بعد گرمی کے موسم کا، اور پھر سردی کے موسم کا۔

شہد نہار منہ کھانا پینا معدہ کو ہر قسم کی غلاظت سے پاک کر دیتا ہے، جگر، گردوں اور مثانہ سے غیر مطلوبہ عناصر خارج کرتا ہے، اگر پانی کے ساتھ شہد کو استعمال کیا جائے تو یہ تیزی کے ساتھ جذب ہو کر جسم کو مختلف بیماریوں سے محفوظ رکھنے کا سبب بنتا ہے (ملاحظہ ہو: طب نبوی اور جدید

نظمِ حکمت

مع سہل نسخہ جات قدرتی

جہاں تک کام چلتا ہو غذا سے	وہاں تک چاہیے پینا دوا سے
اگر تجھ کو لگے جاڑوں میں سردی	تو استعمال کر انڈے کی زردی
جو ہو محسوس معدے میں گرانی	تو چکھ لے سونف یا ادراک کا پانی
اگر خون کم بنے اور بلغم زیادہ	تو کھا گاجر، پنے، شلغم زیادہ
جو بدہضمی میں تو چاہے افاقہ	تو کر لے ایک یا دو وقت فاقہ
جو پیش ہے تو کیلا اور دہی کو	ملا کر شہد میں کھا اسی کو
جگر کے بل پہ ہے انسان جیتا	اگر ضعف جگر ہے کھا پیپٹا
جگر میں ہو اگر گرمی دہی کھا	اگر آنتوں میں خشکی ہے تو گھی کھا
جو طاقت میں کمی ہوتی ہو محسوس	تو پھر ملتانی مصری کی ڈلی چوس
زیادہ گر دماغی ہے ترا کام	تو کھایا کر ملا کر شہد بادام
اگر ہو دل کی کمزوری کا احساس	مرہ آملہ کھا اور انناس
اگر گرمی کی شدت ہو زیادہ	تو شربت پی انناس آب سادہ
اگر دکھتا ہے گلا نزلے کے مارے	تو کر نمکین پانی کے غرارے
اگر ہے درد دانتوں سے بے کل	توانگی سے مسوڑھوں پر نمک مل

نبیؐ کا قول سن بہ امید ادراک

روزانہ تو کیا کر تازہ مسواک

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

محمد رضوان - ۴/ جمادی الاولیٰ/ ۱۴۳۳ھ - 28/ مارچ 2012ء - بروز بدھ